ضیائے مہر

سوانح حیات

حضرت پیر سید غلام محی الدین گیلانی
بابوجی رحمۃ اللہ علیہ

باجازت

حضرت پیر سید شاہ عبدالحق گیلانی مدظلہ العالی

سجادہ نشین درگاہ عالیہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف

تالیف

مولانا مشتاق احمد چشتی

مفتی و خطیب درگاہ عالیہ گولڑہ شریف

ضیائے مہر

سوانح حیات

حضرت پیر سید غلام محی الدین گیلانی

بابو جی رحمۃ اللہ علیہ

باجازت

حضرت پیر سید شاہ عبد الحق گیلانی مدظلہ العالی

سجادہ نشین درگاہ عالیہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف

تالیف

مولانا مشتاق احمد چشتی

مفتی و خطیب درگاہ عالیہ گولڑہ شریف

Marfat.com

ضیائے مہر

سوانح حیات

حضرت پیر سید غلام محی الدین گیلانی

بابوجی رحمۃ اللہ علیہ

باجازت

حضرت پیر سید شاہ عبد الحق گیلانی مدظلہ العالی

سجادہ نشین درگاہ عالیہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف

تالیف

مولانا مشتاق احمد چشتی

مفتی و خطیب درگاہ عالیہ گولڑہ شریف

مکتبہ درگاہ عالیہ گولڑہ شریف

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

بار دوم

مقام اشاعت	گولڑہ شریف
کمپوزنگ	محمد نعیم
پروف ریڈنگ	مفتی مشتاق احمد چشتی (مؤلف کتاب ہذا)،
	غلام محی الدین
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
ہدیہ	240 روپے

ملنے کے پتے

① کتب خانہ درگاہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف اسلام آباد
② مکتبہ مہریہ درگاہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف اسلام آباد
③ ضیاء القرآن پبلی کیشنز

گنج بخش روڈ لاہور — 042-7221953-7220479، 042-7238010
9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور — 042-37225085، 37247350
14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی — 021-32210212-32212011، 32630411

Marfat.com

فہرست مضامین

باب نمبر	فصل نمبر	عنوانات مضامین	صفحہ
باب اول		نسبِ پاک اور اجدادِ گرامی	23
	فصل اول	نسبِ پاک کا سلسلہ	25
	فصل دوم	اجدادِ گرامی	34
باب دوم		پیدائش، تعلیم و تربیت اور اساتذہ	53
باب سوم		شادی اور پہلا سفرِ حج	67
	فصل اول	شادی	69
	فصل دوم	حضرت بابو جیؒ کا پہلا سفرِ حج	71
باب چھارم		اجازتِ بیعت و ارشاد، اخلاقِ فاضلہ، ملکی و ملی خدمات	75
	فصل اول	اجازتِ بیعت وارشاد	77
	فصل دوم	اخلاق فاضلہ	80
	فصل سوم	مدرسہ غوثیہ گولڑہ شریف اور ملکی وملی خدمات	95
باب پنجم		سیر وسفر	111
باب ششم		حضرت اعلیٰؒ کے وصال پر بابو جیؒ کی کیفیت اور آپؒ کا ذوقِ سماع	147
	فصل اول	حضرتِ اعلیٰؒ کا استغراق اور وصال	149
	فصل دوم	بابو جیؒ کا ذوقِ سماع	155
باب ھفتم		معاصرین کرام	171

Marfat.com

	فصل اول	معاصرینِ مشائخ کرام	173
	فصل دوم	معاصرینِ علمائے کرام	183
	فصل سوم	معاصرینؒ روٴساوامراءاوروالیان ریاست	210
	فصل چہارم	دربارشریف اوقاف کاقبضہ اورپھرواگزاری	223
باب ہشتم		مکتوبات اورخطوط سے اقتباسات	227
باب نہم		فرمودات' واقعات' تعمیراتی کام اورکرامات	263
	فصل اول	فرمودات	265
	فصل دوم	ملفوظات' واقعات اورپندونصائح	276
	فصل سوم	حضرت بابو جیؒ کے دورمیں تعمیراتی کام۔	297
	فصل چہارم	کرامت کامفہوم اورکرامات	302
باب دہم		حضرت بابو جیؒ کے آخری ایام اوروصال	309
باب یازدہم		اولادواحفاد	337

Marfat.com

حرفِ مُدّعا

(علامہ مفتی فیض احمد فیضؒ)

نَحمَدہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیم۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔

حضرت قبلہ پیر سیّد غلام محی الدین بابو جیؒ کا وجود گرامی امت کے لئے رحمت و برکت کا باعث تھا، آپؒ اہل اللہ کے ممتاز گروہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپؒ نے کبھی اپنی شہرت پسند نہیں فرمائی۔ آپؒ اپنے والدِ گرامی قطبِ وقت، نائب غوث اعظمؒ پیر سیّد نامہر علیؒ شاہ کے مسلک پر پوری تندہی سے عمل پیرا تھے۔ آپؒ نے کبھی اپنی تعریف پسند نہیں فرمائی بلکہ تنقید کو پسند فرمایا۔ آپؒ دورِ حاضر کی سیاست سے الگ تھلگ رہتے تھے۔ یہی مسلک حضرتِ اعلیٰؒ کا تھا۔ حضرت اعلیٰؒ نے فرمایا تھا کہ میرے بارے میں کوئی کچھ نہ لکھے۔ حضرت بابو جیؒ نے اس لئے ایک عرصے تک مخلصین کے اصرار کے باوجود حضرت اعلیٰؒ کی سوانحِ حیات لکھنے کی اجازت نہ دی۔ بعد میں جب دیکھا کہ لوگ ان سے غلط باتیں منسوب کرنے لگے ہیں تو راقم الحروف کو اجازت دی کہ مصدقہ روایات کی روشنی میں کتاب مرتب کی جائے۔ چنانچہ میں نے ''مہرِ منیر'' مرتب کی، جس میں زیادہ تر آپؒ کی تعلیمات پر زور دیا گیا اور آپؒ کے مسلک کو واضح کیا گیا۔

حضرت بابو جیؒ کے وصال کے بعد یہی امر مانع درپیش تھا کہ آپؒ اپنی تعریف کسی طرح پسند نہ فرماتے تھے مگر مخلصین و متوسلین کو صحیح حالات سے آگاہ کرنے کیلئے ایک مصدقہ سوانحِ حیات مرتب کرنا بھی ضروری تھا۔ بار بار یہ تجویز زیرِ غور آتی رہی۔ کُلُّ اَمرٍ مَرھُونٌ بِاَوقَاتِہٖ۔ کے بموجب مدینہ منورہ میں حضرت پیر سیّد شاہ عبدالحق گیلانی

Marfat.com

صاحب مدّظلہ العالی نے حضرت بابو جیؒ کی سوانح حیات مرتب کرنے کا کام مولوی مشتاق احمد چشتی (شیخ الحدیث مدرسہ انوار العلوم ملتان) کو سونپا۔ نیز آپ نے نصیحت فرمائی کہ تعلیمات کو زیادہ اہمیت دی جائے، کرامات کا ذکر کم کیا جائے، چنانچہ اس ارشاد کی تعمیل کی گئی۔ حضرت بابو جیؒ کی تعلیمات میں اخلاص، محبت، ذوق وشوق، للّٰہیت اور اتباعِ شریعت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ چنانچہ اس کتاب میں انہی امور پر زور دیا گیا ہے۔ حضرت بابو جیؒ نے جو دینی خدمات انجام دیں، ان کا بھی احسن انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت بابو جیؒ صحیح معنوں میں بندۂ خدا اور انسانِ کامل تھے۔ آپؒ وفاداری، آشنا پروری، عفوودرگزر اور پردہ پوشی کے خُوگر تھے۔ انہی اوصاف کی تعلیم آپؒ نے اپنی اولاد اور متعلقین کو دی۔ آپؒ تقویٰ اور اتباعِ شریعت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ ایک موقع پر پیر صاحب مانکی شریف کا پیغام آیا کہ آپؒ مشائخ کی صدارت قبول فرمائیں۔ آپؒ نے فرمایا ''اگر یہ گناہگاروں کی صدارت ہوتی تو میں سب سے زیادہ گناہگار ہونے کے باعث اسے قبول کر لیتا لیکن بصورتِ موجودہ معذور ہوں''۔

مؤلف کی تمام تر کوششوں کے باوجود یہ کتاب مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر آپؒ کے چند اوصاف جمیلہ پر مشتمل ہے۔ آپؒ کے بہت سے فضائل اور کمالات کا ذکر نہیں ہو سکا تاہم مؤلف عزیز کی یہ کوشش قابل قدر ہے۔ میری یہ دلی دعا ہے کہ اس کتاب کو قبولِ عام وخاص نصیب ہو اور حضرت بابو جیؒ کی نظرِ شفقت مزید شاملِ حال ہو۔

دعا گو فیض احمد فیض عفی عنہ

حال مقیم گولڑہ شریف

Marfat.com

''سِرِّ دِلبراں''

(از پیر سیّد غلام معین الحق گیلانی مدظلہ العالی)

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ نَحمَدہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیم۔

حق تعالیٰ کی تحمید و تسبیح ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گی۔ آسمان و زمین کی ہر شے اپنے مرتبہ اور درجہ کے مطابق ہمہ وقت اس میں مصروف ہے۔ اللہ کے محبوب نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں درودوں کی سوغاتیں ہر لحظہ پیش کی جاتی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ هُوَ الَّذِی بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُولًا مِّنهُم یَتلُوا عَلَیهِم اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیهِم وَ یُعَلِّمُهُمُ الکِتَابَ وَ الحِکمَةَ (۲:۶۲) ''وہی (اللہ) جس نے مبعوث فرمایا امیوں میں ایک رسول اُنہی میں سے جو پڑھ کر سناتا ہے انہیں اسکی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان (کے دلوں) کو اور سکھاتا ہے انہیں کتاب اور حکمت''۔

حضرت محمد ﷺ کی بعثتِ مبارکہ کے تین مقاصد ہیں:۔

(۱) تزکیہ قلوب (۲) تعلیمِ کتاب (۳) تعلیمِ حکمت۔

تعلیم کا ذکر دوبار آیا ہے۔ ایک تعلیم سے مراد ظاہری علم ہے، جس کا ماخذ و مصدر قرآن کریم ہے۔ جو علم و آگہی کا روشن مینار ہے۔ اور مسافرانِ راہِ حیات کو فوز و کامرانی اور کیف و شادمانی کی منزل تک پہنچاتا ہے۔ علمِ ظاہر حاصل کرنے میں استاد اور لوح و بیاض کی ضرورت پیش آتی ہے اور اس پر عمل کرنے کی سعی و ہمت، عقل و دانش اور غور و فکر کی احتیاج ہوتی ہے۔ دوسری تعلیم سے مراد علم لدنّی ہے جو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینہ مبارک سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ جس کے حصول کا طریقہ ''انعکاس والقا'' ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کے دل و دماغ کو معارف و حقائق کے انوار سے روشن فرماتا ہے تو

Marfat.com

اس صورت میں کتاب اورلوح وقلم کی ضرورت نہیں رہتی۔اورنہ ہی علم حاصل کرنے کے مروّجہ طریقے اختیار کرنے پڑتے ہیں۔علم لدنّی کے حصول کا طریقہ شعور وادارک سے ماوراہے۔اس علم کی حقیقت سے بہرہ ور ہونے پر انسان کا باطن مصفّٰی ہو جاتا ہے۔اور روح انوارِ ربانی سے متجلّی ہو جاتی ہے۔ بایں صورت وجدان میں علومِ باطنی حاصل کرنے کی استعداد پیدا ہوجاتی ہے۔قدم قدم پر اللہ کا فضل اس کا حامی ومددگار بن جاتا ہے۔ اس جادہ ٔہدایت کی راہبر فقط رحمتِ ایزدی ہوتی ہے۔حضرت حنظلہؓ بن ربیع اسیدی سے مسلم شریف میں مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے میری ملاقات ہوئی۔ پوچھا حنظلہؓ! ''کیا حال ہے''؟ میں نے عرض کیا'' کیا پوچھتے ہو، حنظلہؓ تو منافق ہو گیا۔'' فرمایا'' سبحان اللہ! یہ کیا بات ہے''؟۔ میں نے کہا'' جس وقت ہم بارگاہِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوتے ہیں تو حضورؐ ہمیں جنت اور دوزخ کا وعظ فرماتے ہیں۔اس وقت یہ حالت ہوتی ہے کہ گویا ہم سب کچھ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔اور جب وہاں سے چلے آتے ہیں تو بیوی بچوں اور جائیداد کے بکھیڑوں میں ایسے مشغول ہوجاتے ہیں کہ کچھ یادنہیں رہتا''۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے فرمایا'' بھائی! واللہ۔میری بھی یہی حالت ہے''۔ وہ حضورؐ کی خدمت بابرکت میں آئے اور عرض کیا'' یارسولؐ اللہ! حنظلہؓ تو منافق ہو گیا''۔فرمایا'' یہ کیا؟''۔میں نے عرض کیا'' یارسولؐ اللہ! آپؐ کی خدمت میں جب تک ہم رہتے ہیں تو آپؐ ہم کو جنت و دوزخ کا ذکر سناتے ہیں حتیٰ کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ سب چیزیں ہمارے سامنے ہیں اور جب ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں تو بیوی بچوں اور دنیا کے دھندوں میں ایسے محو ہوتے ہیں کہ کچھ یادنہیں رہتا''۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا'' اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تمہاری ہمیشہ وہی حالت رہے جو میرے پاس ہوتے ہوئے رہتی ہے تو تم سے ملائکہ تمہارے بچھونوں پر اور راستوں میں آ آکر مصافحہ کرنے لگیں۔لیکن اے حنظلہؓ! یہ حالت

Marfat.com

کبھی کبھی ہوا کرتی ہے''۔

لوحِ محفوظ ایک کتاب کی صورت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش نظر تھی۔ آپ ﷺ لکھنے پڑھنے کی خداداد استعداد رکھتے تھے، علم و دانش کے وسیع ذخائر اور خزائن کے مالک ہونے کے باوجود آپ اُمّی کہلاتے تھے۔ آپ ﷺ کو اُمّی مبعوث فرمانے میں حق تعالیٰ کی یہ رضا مضمر تھی کہ جب آپ ﷺ حکمت و دانش کی باتیں بیان فرمائیں تو کوئی شخص یہ نہ کہہ سکے کہ ان حکیمانہ باتوں کا ماخذ فلاں صحیفہ ہے۔ علاوہ ازیں یہ حکمت بھی تھی کہ کسی شخص کی زبان پر یہ نہ آئے کہ فلاں شخص آپ کا مدرّس ہے جبکہ آپ ﷺ کا معلّم تو فقط ذاتِ مطلق ہے۔ اس حال میں آپؐ کے علم و حکمت کا اندازہ لگانا انسان کے بس کی بات نہیں۔ علم لدنّی کے بارے میں حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے علم کے دو برتن حاصل کئے۔ ایک تو میں نے تقسیم کر دیا۔ دوسرے علم کی اگر اشاعت کروں تو میرا حلقوم کاٹ دیا جائے''۔ علم لدنّی اسرار و رموز کا وہ دفتر ہے جس کی ہر بات پر عقل سرگرداں ہوتی ہے اور شعور ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ علم لدنّی سراسر حیرت و استعجاب ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے سفر کی روداد اور ان کی باہمی گفتگو قرآن پاک میں موجود ہے۔ اس مقام پر علم ظاہری اور علم لدنّی دونوں کی حقیقتیں قاری کے سامنے صاف ظاہر ہیں۔

اس موضوع پر عارفینِ حق کی متعدد تالیفات موجود ہیں۔ ابن عربیؒ، عطارؒ، سنائیؒ، رومیؒ، اور جامیؒ نے اس علم کی ذیل میں اپنے مشاہدات و تجربات قلمبند کیے ہیں۔ کچھ اور حضرات ایسے بھی تھے کہ غلبۂ حال کی کیفیت میں اس علم کے اسرار و رموز ان کی زبان پر آگئے اور سامعین نے ان عرفانی نکات کو کتابی صورت میں مرتب کر دیا۔ اصحابِؓ صُفّہ سے لے کر دورِ حالیہ کے عارفین و محققین تک ایک طویل سلسلہ اس حقیقت کا شاہد ہے کہ معارف و حقائق انعکاس و القاء سے حاصل ہوتے ہیں۔ ذکر و فکر اور ارتکاز و مراقبہ ایسے

Marfat.com

اشغال ہیں جن سے تزکیۂ باطن کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ یہ دولتِ القاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے بلا واسطہ یا بالواسطہ حاصل ہوتی ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب قرآنی آیات کی تلاوت اور ان کی شرح بیان فرماتے تو علم وعرفان کا بحرِ بیکراں موجزن ہو جاتا۔ انوار وتجلیات ہجوم در ہجوم سامعین کے دل و دماغ میں جاری وساری ہو جاتے۔ اس تعلیم کے فیضان سے دل کی کثافتیں اور دماغ کی صنم تراشیاں یکسر ختم ہو جاتیں۔ نتیجتاً سامعین کے دل ودماغ نورِ حقیقت کی جلوہ گاہ بن جاتے۔ غم والم کے مارے جب رحمۃ للعالمین ﷺ کی مجلس میں باریاب ہوتے تو آپ ﷺ کی ایک نگاہِ لطف وکرم سے سرمست وسرشار ہو جاتے۔ سیاہ بخت لوگ اخلاص کے ساتھ جب آپ ﷺ کے سامنے سے گزرتے تو ان کے دل ہمیشہ کیلئے بقعۂ نور بن جاتے۔

غیر موجود لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَ آخَرِینَ مِنھُم لَمَّا یَلحَقُوا بِھِم وَ ھُوَ العَزِیزُ الحَکِیمُ۔ (۶۲:۳) ''اور دوسرے لوگوں کا بھی ان میں سے (تزکیہ کرتا ہے) جو ابھی ان سے آکر نہیں ملے اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے''۔ اس آیت کے مفہوم سے صاف عیاں ہے کہ حضرت محمد ﷺ کا فیضانِ رشد و ہدایت اور سلسلہ علم وحکمت قیامت تک جاری رہے گا۔ محققین اور عارفین کے مشاہدات وروحانی تجربات کے مطابق اولیاء اللہ کا فیض ان کے اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو قیامت تک کیلئے عرفان وہدایت کا سرچشمہ بنا کر بھیجا ہے۔ کائنات کے ذرہ ذرہ پر حق تعالیٰ محیط ہے اور اسکی حکمتوں اور مصلحتوں کے سامنے بڑے بڑے حکیموں، داناؤں اور بزرجمہروں کی گردنیں خم ہیں۔

ارشاد ربانی ہے۔ وَ اخفِض جَنَا حَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ المُومِنِینَ

Marfat.com

(۲۱۵:۲۶) ''اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ (نرم ہو جاؤ) اپنے پیروکار مسلمانوں کے لئے''۔
اس آیت پاک کے ذریعے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کی گئی ہے کہ آپ ﷺ اہل ایمان کے ساتھ شفقت و عنایت کا سلوک کریں۔ اگر حضرت محمد ﷺ محض ذاتِ مطلق کے مشاہدہ میں تمام وقت منہمک رہتے تو اہلِ عالم آپ کی نوازشات سے محروم رہ جاتے۔ زخم خوردہ دلوں کی مرہم گری کون کرتا؟ غم کے ماروں اور بے سہاروں کو کون سہارا دیتا؟ یہ جہان سراسر کرب و اضطراب میں ڈوب جاتا۔ آپ ﷺ کی نگاہِ رحمت نے صحرا کو گلستان بنا دیا۔ خرابے کو شادابی سے ہمکنار کیا۔ آپ ﷺ سراپا رحمت ہیں، اسی لیے آپ ﷺ نے اللہ جل جلالہ سے بے تکیف و بے قیاس تعلق رکھا اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے غلاموں پر بھی دامانِ شفقت کا سایہ برقرار رہنے دیا۔ آپ ﷺ کی ذاتِ والا صفات تمام کائنات کے لیے باعثِ خیر و برکت ہے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ''پس اللہ جل جلالہ نے اپنے اور مخلوق کے درمیان ایک ایسی ذات کو پیدا کیا، جو صورت میں مخلوق کی طرح ہے مگر اسے اپنی صفات مثلاً رافت و رحمت کا لباس پہنا دیا اور اسے سچا ترجمان بنا کر مخلوق کی طرف مبعوث کیا اور اس کی طاعت کو اپنی اطاعت، اسکی موافقت کو اپنی موافقت قرار دے دیا۔ ارشاد فرمایا ''مَن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ'' ترجمہ (جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی، اس نے اللہ جل جلالہ ہی کی اطاعت کی)۔ (۸۰:۴)

اس ارشاد سے صاف ظاہر ہے کہ آپ ﷺ مخلوق میں محض صورۃً ہیں۔ ورنہ آپ ﷺ تو اپنے ظاہر و باطن میں صفاتِ باری کی خلعت زیبِ تن فرمائے ہوئے ہیں۔ یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ مخلوقِ خدا نسبتِ مصطفویؐ کے بغیر فیض یاب ہو ہی نہیں سکتی۔ ہر نبی کو نبوّت، ہر ولی کو ولایت اور ہر شخص کو ہر نعمت آپ کی نسبت سے حاصل

Marfat.com

ہوئی، یہ سلسلہ جاری ہے اور تا ابد جاری رہے گا۔

علمی اعتبار سے یہ بات اہمیت و خصوصیت کی حامل ہے کہ وہ شخص کون تھا جو چشم زدن میں بلقیسؓ کا شاہی تخت سبا سے بیت المقدس لے آیا۔ جب کہ درمیانی مسافت 1500 میل تھی۔ قرآن نے اس کا نام نہیں بتایا بلکہ اس کی ایک صفت بیان کی کہ اس کے پاس کتاب کا علم تھا۔ اس ضمن میں کسی نے حضرت خضر علیہ السلام کا نام لیا، کسی نے جبریل علیہ السلام کا ذکر کیا اور کسی نے آصف بن برخیاؒ کے بارے میں اظہارِ خیال کیا۔ آخری قول زیادہ مشہور ہے۔ اس واقعہ سے کراماتِ اولیاءؒ کا ثبوت ملتا ہے نیز یہ بات بھی کھل کر سامنے آتی ہے کہ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک امتی "الکتاب" کے علم کی برکت سے ایسا کام کرسکتا ہے تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اُمت کے ولی کے لئے ایسے کارنامے سرانجام دینا کونسے دشوار ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے فرزندوں کے استاد ملا طاہرؒ لاہوری کی پیشانی پر بنگاہِ کشف شقی (بد بخت) لکھا ہوا دیکھا تو آپؒ نے اس کشف کا ذکر اپنے فرزندوں سے کیا۔ انہوں نے والدِ گرامی کی خدمت میں عرض کی، دعا کریں کہ ہمارے استاد کی شقاوت، سعادت میں بدل جائے۔ حضرت مجددؒ کو غوث الثقلین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانیؒ کا قول یاد آیا۔ کہ قضا مبرم بھی میری دعا سے بدل جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اللہ جل جلالہ کے حضور دعا کی "اے اللہ! تیری رحمت بڑی وسیع ہے، تیرا فضل کسی ایک پر منحصر نہیں۔ میں امیدوار ہوں اور التجا کرتا ہوں کہ اپنے فضل عمیم سے میری استدعا کو قبول فرما، ملا طاہرؒ کی پیشانی سے شقی کا لفظ مٹا کر سعید کا لفظ ثبت فرما، جس طرح تو نے غوثِ اعظمؒ کی دعا قبول فرمائی تھی" حضرت مجددؒ فرماتے ہیں "بعد میں، میں نے بچشمِ مشاہدہ دیکھا کہ سعید کا لفظ لکھا گیا"۔ ارشاد خداوندی ہے۔ "یَمْحُو اللّٰهُ مَا یَشَاءُ وَ یُثْبِتُ وَ عِندَهُ اُمُّ الْکِتَابِ"۔ (۳۹:۱۳) (مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ جو

Marfat.com

چاہتا ہے اور باقی رکھتا ہے (جو چاہتا ہے) اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے)۔ بلاشبہ کوئی شخص شیخ کامل کی توجہ کے بغیر صرف عبادتوں اور ریاضتوں سے اس درجۂ عالی پر نہیں پہنچ سکتا۔

قرآن پاک کی جن آیات میں مومنین اور اولیائے کرامؒ کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے چند آیات مع اردو ترجمہ درج ذیل ہیں۔

☆ فَمَنِ اتَّقٰی وَ اَصلَحَ فَلَا خَوفٌ عَلَیھِم وَلَا ھُم یَحزَنُونَ۔(۳۵:۷)

(پس جس نے تقویٰ اختیار کیا اور اپنی اصلاح کر لی۔ تو نہیں ہے کوئی خوف ان پر اور نہ وہ غمگین ہونگے)۔

☆ وَالَّذِینَ آمَنُوا وَ عَمِلُو االصّٰلِحٰتِ لَا نُکَلِّفُ نَفسًا اِلَّا وُسعَھَا اُولٰئِکَ اَصحٰبُ الجَنَّۃِ ھُم فِیھَا خٰلِدُونَ۔(۴۲:۷)

(اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے۔ (ہمارا قانون یہ ہے) ہم تکلیف نہیں دیتے کسی کو مگر جتنی اس کی طاقت ہے۔ وہ جنتی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں)۔

☆ وَنَزَعنَا مَا فِی صُدُورِھِم مِن غِلٍّ تَجرِی مِن تَحتِھِمُ الاَنھٰرُ۔(۴۳:۷)

اور ہم نکال لیں گے جو کچھ ان کے سینے میں کینہ ہے۔ رواں ہوں گی ان کے نیچے نہریں)۔

☆ وَاَنَّ اللّٰہَ مَعَ المُؤمِنِینَ۔(۱۹:۸)

(اور یقیناً اللہ جل جلالہ اہل ایمان کے ساتھ ہے)۔

☆ یٰاَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوااِن تَتَّقُو االلّٰہَ یَجعَل لَّکُم فُرقَاناً وَ یُکَفِّر عَنکُم سَیِّاٰتِکُم وَ یَغفِرلَکُم وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیمِ۔(۲۹:۸)

(اے ایمان والو! اگر تم ڈرتے رہو گے اللہ جل جلالہ سے تو وہ پیدا کر دے گا تم میں حق و

Marfat.com

باطل میں تمیز کی طاقت اور دور کر دے گا تمہاری برائیاں اور بخش دے گا تمہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے)۔

☆ اَلَا اِنَّ اولِیَاء اللّٰہِ لَا خَوفٌ عَلَیھِم وَلَا ھُم یَحزَنُونَ۔(۱۰:۶۲)

(بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے)۔

☆ لَھُمُ البُشرٰی فِی الحَیوٰۃِ الدُّنیاَ وَ فِی الآخرَۃِ لَا تَبدِیلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ۔ ذٰلِکَ ھُوَ الفَوزُ العَظِیمُ۔(۱۰:۶۳،۶۴)

(انہیں کے لیے بشارت ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں۔ نہیں بدلتیں اللہ جل جلالہ کی باتیں، یہی بڑی کامیابی ہے)۔

ان آیات کریمہ کے مطالعہ سے ہمارے ذہن میں ایسے مردِ حق کا ایک خاص تصور ابھرتا ہے۔ جسے کوئی اندیشہ ہے، نہ خوف و غم، اس کا سینہ بے کینہ ہے، ایمان اور تقویٰ اس کے کردار کے بنیادی اوصاف ہیں۔ بہشت کی تمام نعمتیں اس کا مقدر ہیں۔ اللہ جل جلالہ اس کا ساتھی ہے۔ اس کا دل حق و باطل میں تمیز کرنے کی خصوصی اہلیت رکھتا ہے۔ اس کا ہر عمل اللہ جل جلالہ کی رضا کیلئے ہے۔ وہ قدم قدم پر فوز و کامرانی سے ہمکنار ہے۔ یہی مردِ حق مجھے اپنے دادا جان حضرت پیر سیّد غلام محی الدین (قبلہ بابو جیؒ) کی شکل میں جلوہ فگن نظر آتا ہے۔ میں نے اپنے دادا جانؒ کی شفقت و عاطفت کے زیرِ سایہ اپنی زندگی کے پہلے سترہ برس گزارے ہیں۔ سفر و حضر میں آپؒ کے روزمرہ کے معمولات کو مجھے نہایت قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقع ملا ہے۔ پوتا ہونے کی حیثیت سے ان کی قدر و منزلت ایک جداگانہ بات ہے۔ ایک عظیم انسان ہونے کے ناطے سے ان کی جو عزت و تکریم میرے دل میں ہے، اسے بیان کرنے کیلئے الگ مضمون کی ضرورت ہے۔ میں نے اپنے دادا جانؒ کو طلوع آفتاب سے لے کر رات گئے تک ہمیشہ اپنے نیازمندوں کے جھرمٹ میں دیکھا۔ آپؒ ہمہ وقت اللہ کی یاد اور اسکے بندوں کی غم خواری اور دلجوئی میں

Marfat.com

مصروف رہتے۔اس ضمن میں مزید میرا کچھ کہنا بے سود ہے کیونکہ ان کی حیاتِ عنصری ایک کھلی کتاب ہے، جس کا مطالعہ ہر خواندہ و ناخواندہ اور عامی و عارف نے بنظرِ غائر کیا ہے۔اب جبکہ وہ عالمِ فانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔ان کی عنصری زندگی کے چیدہ چیدہ حالات وواقعات کا مجموعہ ایک کتابی صورت میں بعنوان ''ضیائے مہر'' قارئین کے پیش نظر ہے۔تا کہ حالیہ دور کے لوگ بھی اس عارفِ حقانی کے فضائل ومحاسن سے آگاہ ہو سکیں۔اور ان کے نقشِ قدم پر چل کر اپنی زندگیوں کو نشاط و کامرانی سے ہمکنار کریں۔یہ ۱۹۷۳ء کی بات ہے کہ جب سفرحج کے دوران مسجد نبویؐ میں راقم الحروف اور غلام جلال الدین، داداجانؒ کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے۔جب بھی وہ مبارک ساعت یاد آتی ہے تو فرطِ مسرت سے آنکھوں کے پیمانے چھلک اٹھتے ہیں۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اولیائے کرامؒ سے نسبت اور قلبی محبت سعادت مندی کی بیّن دلیل ہے۔

حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ اس موضوع پر مثنوی معنوی میں جابجا روشنی ڈالتے ہیں۔جن میں سے چند اشعار درج ذیل ہیں:۔

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر ہست بس پُر آفت وخوف وخطر

(رہبر طریقت سے تعلق اختیار کر کیونکہ رہبر کے بغیر سفر طریقت سراسر خوف وخطر اور آفت ہے)۔

چوں تو ذاتِ پیر را کردی قبول ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسولؐ

(جب تو نے پیر کی ذات کو اپنا بنالیا تو اس کی ذات میں خدا جل جلالہ اور رسول ﷺ کے انوار وتجلیات بھی آ گئے)

ہم نشینی گر بخواہی با خدا رو، نشیں اندر حضورِ اولیا

(اگر تو خدا کا ہم نشین ہونا چاہتا ہے تو اولیاء کی خدمت میں جا کے بیٹھ)

Marfat.com

ہر کہ با اولیاں نشیند یکدمے   روزِ فردا اوکجا دارد غمے

(جو شخص اولیاؒ اللہ کی خدمت میں ایک گھڑی بیٹھے تو کل روزِ قیامت اسے کوئی غم نہیں ہوگا)

در جناب اولیاؒ چو بگزری   ہم بدنیا ہم بعقبیٰ بر خوری

(جب اولیاءؒ کی محفل سے تیرا گزر ہوگا نتیجتاً تو دنیا میں خوشحال ہوگا اور عقبیٰ میں بھی اس کے ثمرات و برکات سے فیضیاب ہوگا)

ہاں مپر الا کہ با پر ہائے شیخ   تا بہ بینی عونِ لشکر ہائے شیخ

(تو تنہا پرواز مت کر بلکہ شیخ کے پروں کے ساتھ پرواز کر۔ تا کہ شیخ کے لشکروں کی امداد تیرے شامل حال ہو)

چشم روشن کن ز خاکِ اولیاؒ   تا بہ بینی زِ ابتدا تا انتہا

(اپنی آنکھ اولیاؒ کی خاک سے روشن کر تا کہ اس روشنی میں تو ابتدا و انتہا کے تمام انوار و تجلیات کا مشاہدہ کر سکے)

یک زمانہ صحبتے با اولیاؒ   بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

(اولیاؒ کے ساتھ چند لمحوں کی ہم نشینی سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے)

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اولیاء اللہ کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ رشد و ہدایت کا ایک بیش بہا وسیلہ اور ذریعہ ہوتا ہے، ان سے قلبی نسبت موجبِ فلاحِ دارین ہے۔

شیخ الحدیث علامہ مشتاق احمد چشتی مؤلف کتاب ہذا مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے محنتِ شاقہ سے حضرت قبلہ بابو جیؒ جیسے بلند مرتبہ عارفِ حق کے حالاتِ زندگی کو کتابی صورت میں پیش کرنے کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ ان کی یہ علمی کاوش صدقہ جاریہ ہے۔ علامہ صاحب کا اسلوبِ نگارش سادہ، رواں اور دلکش و دل آویز ہے۔ ہر شخص کا اسلوب

Marfat.com

نگارش اس کے مزاج کا عکاس ہوتا ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ علامہ موصوف ایک صاحب حال عالمِ دین ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ انہیں اس کارِ خیر پر اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ جن دیگر نیاز مندوں نے اس کتاب کی ترتیب وطباعت میں خدمات سرانجام دی ہیں۔ منعمِ حقیقی انہیں بھی اپنی خصوصی نعمتوں اور نوازشوں سے مالا مال فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

Marfat.com

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

حَامِداً وَّ مُصَلِّیاً

عرضِ مؤلف

نَحمَدُہٗ وَ نُصَلّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیمِ۔بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے نیک بندوں کے سوانحِ حیات بیان کیے گئے تا کہ لوگ ان سے نصیحت حاصل کریں۔قرآن مجید میں انبیاء کرامؑ کے اجمالی اور تفصیلی احوال شامل ہیں تا کہ لوگوں کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی سعادت نصیب ہو۔

محدّثین کرامؒ نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر سینکڑوں کتابیں لکھیں، اسی طرح صحابہؓ کرام، اہل بیتؓ اطہار کے فضائل و مناقب پر کثیر تعداد میں کتابیں تالیف کی گئیں۔اولیائے امت کے سوانح پر علماء کرام نے کثرت سے کتابیں تحریر کیں۔چنانچہ حضرت اعلیٰ سیّدنا پیر مہر علی شاہؒ کے سوانح پر ''مہرِ منیر'' تحریر کی گئی۔حضرت بابو جیؒ کے حالات پر کتاب لکھنا لازمی تقاضا تھا۔مدینہ شریف میں خواجہ محمد مسعود صاحب ملتانی نے حضرت پیر سید شاہ عبدالحق صاحب دامت براکاتہم کی خدمت میں عرض کیا کہ مولوی مشتاق احمد صاحب کو فرمائیں کہ وہ حضرت بابو جی قدس سرہ العزیز کے سوانح پر کتاب لکھیں۔آپ نے اس تجویز کو پسند کیا اور فرمایا کہ ''اس وقت حضرت بابو جیؒ کی صحبت میں اٹھنے بیٹھنے والے لوگ بکثرت موجود ہیں، حضرت قبلہ بابو جیؒ کے فرمودات و مکتوبات بھی تحریری شکل میں مل جاتے ہیں، اس لیے اس موضوع پر صحیح کام ہو سکتا ہے۔ممکن ہے کہ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد لوگ اپنے خیالات کی بنیاد پر غلط سوانح مرتب کریں یا غلط فرمودات آپؒ کی طرف منسوب کریں، اس لیے اس وقت یہ کام ہو جائے تو اچھا ہے''۔آپ کے اس ارشاد کے سامنے راقم الحروف نے سرِ تسلیم خم کر دیا۔اللہ جل جلالہ کا شکر ادا کیا اور ملتجی ہوا کہ اس عظیم کام کی تکمیل میں اللہ تعالیٰ کی توفیق میری دستگیری و یاوری فرمائے۔

Marfat.com

اس میں شک نہیں کہ حضور سیدنا بابوجیؒ عظیم باپ کے عظیم فرزند تھے۔ آپؒ کی سوانح حیات مرتب کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ "مَا لَمْ یُدْرَکْ کُلُّهٗ لَمْ یُتْرَکْ کُلُّهٗ" (جو کام پورے طور پر سرانجام نہ دیا جاسکے اسے پورے طور پر چھوڑ دینا بھی درست نہیں۔) حضرت بابوجیؒ کے سوانح سے جتنے پھول چن سکے، ہم نے چنے ہیں۔ علم و معرفت کی جتنی باتیں ہم اکٹھی کر سکے وہ کی ہیں۔ حسن و عشقِ حقیقی، ذوق وشوقِ الٰہی، علم وحلم، تواضع وانکساری، اخفائے حال، آشنا پروری وفاداری، جود وسخا، عشق رسول ﷺ جذبہ عبدیت ومحبت اور اہل اللہ کی نسبت کے جتنے انوار، صفحات کتاب پر بکھیر سکے، ہم نے بکھیرنے کی کوشش کی ہے۔ تکلف، تصنع مبالغہ آمیزی اور بناوٹ سے ہم نے احتراز کیا ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں ہمارے حضرتؒ ممدوح کو قطعاً پسند نہیں تھیں۔

حضرت پیر سید غلام محی الدین بابوجیؒ کی پوری زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کریم ﷺ کی رضا جوئی میں گزری۔ ۱۸۹۱ء سے ۱۹۷۴ء تک سید غلام محی الدین شاہ بابوجیؒ رضائے الٰہی اور محبت رسول کا مجسمہ بن کر دنیا میں زندہ رہے۔ انہوں نے خلق خدا کی دلجوئی کی۔ کسی کا دل نہ دکھایا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوؤں اور سکھوں وغیرہ نے بھی انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ ان کی زندگی محبت، عشق ورضائے رسول ﷺ اور اصلاح مریدین سے عبارت تھی، انہوں نے کلمہ حق کہنے میں کسی بڑے سے بڑے کی بھی پرواہ نہیں کی، انہوں نے عمر بھر سماع اور قوالی کا ذوق اس لیے زندہ رکھا تاکہ مادیت کے اس دور میں روحانیت کی شمع روشن رہے۔ انہوں نے اپنے آپ کو کبھی شیخ، مرشد، سجادہ نشین اور پیر نہیں سمجھا اور یہی ہدایت اپنی اولاد کو بھی فرمائی۔ انہوں نے سیاسی شہرت، سرکاری اور درباری مشیخیت سے اپنے آپ کو الگ رکھا۔

لوگ ارباب اقتدار کے قرب کو ڈھونڈتے ہیں۔ انہوں نے اس سے ہمیشہ دوری اختیار فرمائی۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور مشائخ چشت کے مسلک کو کماحقہ، زندہ

Marfat.com

رکھا اور ہر قسم کے تکبر سے دوری اختیار فرمائی۔ وہ اپنے عظیم والد بزرگوار کے اس ارشاد کا عملی نمونہ تھے۔ آپؒ ہی کا ایک شعر درج ذیل ہے:۔

درکوئے خدابیناں زاں روز کہ شد گزرم   از مذہب خودبینی بیزارم و بیزارم

(خدا جل جلالہ کو دیکھنے والوں کے کوچے میں جب سے میرا گزر رہوا، میں اپنے آپ کو دیکھنے اور خودی سے بہت بیزار ہوں)۔

حضرت پیر سید شاہ عبدالحق صاحب مدظلہ العالی مسند آرائے درگاہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف کے ارشاد کے مطابق جناب محمد یونس سیٹھی وفا صاحب نے اس مسودہ کی کمال محنت سے نظر ثانی کی۔ جس کے لیے یہ مؤلف تہہ دل سے سیٹھی صاحب کا ممنون ہے۔ اسی طرح محمد صدیق ساجد علوی صاحب نے بھی اس نیک کام میں بڑے خلوص سے حصہ لیا اور قیمتی مشوروں سے سرفراز فرمایا۔ حضرت قبلہ بابوجیؒ کے صدقے ان حضرات کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں اور نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔

افسوس اس وقت مولانا فیض احمد فیض صاحبؒ کی صحت ٹھیک نہیں تاہم مشورہ طلب مقامات پر ان سے استفادہ کیا گیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت بابوجیؒ کے سوانح زندگی، تعلیمات اور ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس سے تمام نیازمندوں کو مستفید ہونے کا موقع عطا فرمائے۔

مشتاق احمد چشتی

سابق (شیخ الحدیث، مدرسہ انوار العلوم ملتان)

۱۴ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ

حال مفتی وخطیب جامع غوثیہ مہریہ

درگاہ عالیہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف اسلام آباد

Marfat.com

(نوٹ) اُستاذِ محترم مولانا فیض احمد فیض صاحبؒ وصال فرما چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ اور اپنے شیخِ کامل کا قُرب عطا فرمائے۔ محمد یونس سیٹھی وفا صاحب بھی اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی مغفرت و رحمت سے نوازے۔ آمین

Marfat.com

باب اوّل

نسبِ پاک اور اجدادِ گرامی

Marfat.com

فصل اول

(نسبِ پاک کا سلسلہ)

حضرت قبلہ پیر سیدنا غلام محی الدین بابو جیؒ گیلانی رزاقی حسنی حسینی چشتی قادری حنفیؒ کے نسب پاک کا سلسلہ چھبیس (۲۶) واسطوں سے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اور سینتیس (۳۷) واسطوں سے حضرت سیدنا امام حسنؑ مجتبیٰ تک پہنچتا ہے۔ اسکی تفصیل بحوالہ کتاب "مخازن النسب" مصنفہ میر عبدالحقؒ بن میر سیف الدینؒ قادری اور خاندانی شجراتِ قلمیہ درج ذیل ہیں:۔

سید غلام محی الدین شاہ بن سید مہر علی شاہ بن سید نذر دین شاہ بن سید غلام شاہ بن سید روشن دین شاہ بن سید عبدالرحمٰن نوری بن سید عنایت اللہ بن سید غیاث علی بن سید فتح اللہ بن سید اسد اللہ بن سید فخر الدین بن سید احسان بن سید درگاہی بن سید جمال علی بن سید محمد جمال بن سید ابی محمد بن سید میراں محمد کلاں بن سید میراں شاہ قادر قمیص ساڈھوری بن سید ابی الحیات بن سید تاج الدین بن سید بہاؤالدین بن سید جلال الدین بن سید داؤد بن سید علی ابن سید ابی صالح نصر بن سید تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق بن سیدنا غوث الاعظم میراں محی الدین عبدالقادر جیلانی بن سید ابوصالح بن سید عبداللہ جیلی بن سید یحییٰ زاہد بن سید شمس الدین زکریا بن سید ابوبکر داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن عبداللہ صالح بن سید موسیٰ الجون بن سید عبداللہ محض بن سید حسن مثنیٰ بن سید امام حسن المجتبیٰ رضی اللہ عنہم بن سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

حضرت قبلہ عالم سیدنا پیر مہر علی شاہؒ کی والدہ ماجدہ اسی خاندان پاک گیلانیہ رزاقیہ میں سے تھیں۔ جن کا شجرہ شریف مندرجہ ذیل ہے:۔

حضرت معصومہ موصوفہ بنت پیر سید بہادر شاہ بن سید شیر شاہ بن سید چراغ شاہ بن سید امیر شاہ بن سید عبداللہ شاہ بن سید مبارک شاہ بن سید حسین شاہ بن سید امیر شاہ بن سید محمد مقیم شاہ

Marfat.com

بن سید عبدالمعالی بن سید نور شاہ بن حضرت سید لعل بہاؤالدین المعروف بہاول شیر قادری سکنہ حجرہ شاہ مقیم ضلع ساہیوال بن سید محمود بن سید علاؤالدین بن سید مسیح الدین بن سید صدرالدین بن سید ظہیرالدین بن سید شمس العارفین قادری بن سید مومن بن سید مشتاق بن سید علی بن سید ابی صالح نصر بن سید تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق بن سید ناغوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہم"۔

حضرت بابو جیؒ کی والدہ ماجدہؒ بھی اسی خاندان عالیہ سے تعلق رکھتی تھیں جو حضرت اعلیٰؒ کی والدہ ماجدہؒ کے عم زاد بھائی سید چراغؒ علی شاہ کی صاحبزادی تھیں۔ حجرہ شاہ مقیم سے یہ خاندان منتقل ہو کر حسن ابدال ضلع اٹک میں آباد ہو چکا تھا۔

Marfat.com

''حضرت قبلہ عالمؒ کی تحریر اپنے نسب کے متعلق مع سند سجادہ نشین دربار بغداد شریف''

بِسمِ اللّٰهِ لرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔اَلحَمدُلِلّٰهِ رَبِّ العٰلَمِینَ وَ الصَّلوٰةُ وَ السَّلامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّینَ وَ آلِهٖ وَ اَصحَابِهٖ اَجمَعِینَ اَمَّا بَعدَ فَیَقُولُ العَبد المُعتَصِم بِحَبلِ اللّٰهِ المَعرُوفُ بِمهر عَلِی شَاه عَفیٰ عَنهُ رَبُّهُ اِنَّ مَا بِهٖ یَنَالُ نَوعُ اِلانسَانِ مِنَ الشَّرَف وَالعُلیٰ وَلعُروَةُ الوُثقیٰ عِندَ رَبّه الاَعلیٰ کَلِمَةُ التَّقوَیٰ بِشَهَادَةِ اَمَّا مَن خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَی النَّفسَ عَنِ الهَوی فَاِنَّ الجَنَّةَ هِیَ المَاوٰی وَ بِدَ لَا لَةِ اِنَّ اَکرَمَکُم عِندَاللّٰهِ اَتقٰکُم وَ اِنَّ المَناطَ لِهٰذَا المَقصَدِ الاَعلیٰ حُصُولُ اِلانتِسابِ وَالاَ رتِبَاطِ بِمَن قَامَ مَقَامَ قَابَ قَوسِینِ اَوَ اَدنیٰ عَلَیهِ وَ عَلٰی آلِهِ الصَّلوٰةُ وَالسَّلامُ مِن اللّٰهِ الاَعلیٰ وَمِمَّن سِوَاه اَماًّ عَلیٰ وَجهِ الکَمَالِ اَعنِی حَسَباً وَ نَسَباً اَو لَا اَعنَی حَسَبًا فَقَط بِمُقتَضٰی اِنَّمَا یُرِیدُاللّٰهُ لِیَذهَبَ عَنکُم الرِّجسَ اَهلَ البَیتِ وَ یُطَهِّرَ کُم تَطهِیرًا وَ بِفَحوَاءِ یَا نِسَاءَ النَّبِیِّ لَستُنَّ کَاَ حَدٍمِنَ النِّساءِ وَ بِمَنطُوقِ مَن اَحَبَّهُم فَبِحُبّی اَحَبَهُم وَمَن اَبغَضَهُم فَبِبُغضِی اَبغَضَهُم وَبِمَدِ لُولِ اَهل بَیتِی کَسَفِینَةِ نُوحٍ مَن رَکِبَهَا نَجا۔ وَاِن کَانَ الکُتُبُ المُعتَبرة فِی هٰذَا لفَنِّ فِی هٰذِهِ النَّا حِیَةَ مَوجُودةٌ عِندَ جَدِّی وَ مُرشِدی فِی الطَّرِیقَةِ القَادِرِیةِ سَیِّدِ السَّاداتِ پِیر فَضل دِین قُدِّسَ سِرُّه وَ قَد کَانَ یُقَرِّرُبِشَفقَتِهِ العَمِیمَةِ الجِبلِّیَةَ الجِیلِیَّةِفِی هٰذاالاَمرِ حَتّٰی اَعرَفَنِی عِندَ سُدَّةِ الظَّنِّ وَاَرَانِی مِنَصَّةَ الیَقِینِ بِرِوَایَةِعَن سَیِّدی وَ شَیخِی المُتَمَسِّکِ بِشَرِیعَةِ المُصطَفیٰ حَضرَت مِسکِین شَاه رَحمَةُ اللّٰهُ اِنَّ عَمِیَّ شَیخَ المَشَائخِ پِیر رِوشَن دِین وَ وَالدی سَیِّد السَّاداتِ سَیِد رَسُول قَدَ حَصَلَ لَهُ السَّنَد فِی بَغداد

Marfat.com

الْمُنِيفِ عَنْ صَاحِبِ السَّجادَةِ السَّيِّد حَبِيب مُصطَفىٰ بنِ سَيِّد قَاسِم فِي الِانتِسَابِ اِلیٰ غوثِ الثَّقلَینِ قُدّس سِرُّہٗ۔

ترجمہ:۔(حضرت اعلیٰؒ فرماتے ہیں سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے اور صلوٰۃ وسلام جناب خاتم النبیینؐ پر اور آپؐ کی جملہ آلؓ واصحابؓ پر۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے سلسلہ عالیہ کو پکڑنے والا بندہ مہر علی شاہ۔اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے، عرض گزار ہے کہ نوع انسان میں اللہ جل جلالہٗ کے نزدیک جو چیز شرف کا باعث اور عروہ وثقیٰ ہوسکتی ہے۔وہ کلمۃ التقویٰ یعنی پرہیز گاری ہے۔اس کی شہادت اللہ جل جلالہ کا فرمان "اَمَا مَن خَافَ مَقَامَ رَبِّہ۔اِلیٰ آخِرِہ"۔یعنی جو شخص اپنے پروردگار کے حضور میں جواب دہی سے ڈرا۔اور اپنے نفس کو حرص وہوا سے بچاتا رہا اس کا ٹھکانہ جنت ہے اور اس پر اللہ جل جلالہ کا ارشاد "اِنَّ اَکرَمَکُم عِندَاللّٰہِ اَتقٰکُم"یعنی بے شک تم میں اللہ جل جلالہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے) دلالت کررہا ہے اور بلاشبہ اس مقصد عظیم کا دارومدار اس ذات کے ساتھ نسبت اور تعلق کا حصول ہے جو مقام قاب قوسین کا مالک ہے۔انؐ پر اور انؐ کی آل پاکؓ پر صلوٰۃ وسلام ہو یہ نسبت اور تعلق خواہ کامل ہو یعنی حسب نسب دونوں کے لحاظ سے یا فقط حسب کے لحاظ سے) چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰہُ لِیُذھِبَ عَنکُم الرِّجسَ أَھلَ البَیتِ وَ یُطَھِّرَ کُم تَطھِیراً۔

(الاحزاب ۳۳)

ترجمہ:۔(اے اہل بیتؓ نبیؐ اللہ جل جلالہ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور فرمائے اور جیسا کہ پاکیزگی کا حق ہے۔تمہیں پاکیزہ بنادے۔

اور فرمان الٰہی ہے۔یَا نِسَاءَ النَّبِیِ لَستُنَّ کَاَحَدٍمِنَ النِّسَاءِ۔

ترجمہ:۔اے نبی ﷺ کی بیبیو اتم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

Marfat.com

اور احادیث پاک میں ارشاد ہے۔مَن اَحَبّهُم فَبِحُبّی اَحَبّهُم وَ مَن اَبغَضَهُم فَبِبُغضِی اَبغَضَهُم۔مَثَل اَهلِ بَیتِی کَسَفِینَةِ نُوح مَن رَکِبَهَا نَجَا وَمَن تَخَلَّف عَنهَا هَلَکَ اَوغَرِق۔

ترجمہ:۔(جس نے ان کے ساتھ یعنی میرے اہل بیتؓ کے ساتھ محبت رکھی۔میری ہی محبت کے باعث رکھی اور جس نے ان کے ساتھ بغض رکھا۔میرے ساتھ بغض کی وجہ سے رکھا۔میرے اہل بیتؓ کشتی نوحؑ کی طرح ہیں جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا اور جو پیچھے رہ گیا اس سے وہ ہلاک ہو گیا یا ڈوب گیا)

علم نسب کی وہ تمام کتب جو اِس نواح میں معتبر شمار کی جاتی ہیں۔حضرت اعلیٰؒ کے جد بزرگوار حضرت پیر سید فضل دین شاہ صاحبؒ کے پاس موجود تھیں کہ آنجنابؒ کے عم بزرگ شیخ الشیوخ حضرت پیر سید روشن دین شاہ صاحبؒ اور آنجنابؒ کے والد بزرگوار پیر سید رسول شاہ صاحبؒ کو بغداد شریف میں حضرت سید حبیب مصطفیٰؒ بن سید قاسم شاہ قادریؒ سجادہ نشین بارگاہ غوثیہ بغداد شریف نے اس امر کی سند عطا فرمائی تھی کہ انؒ کا نسبی تعلق حضرت سیدنا غوث الاعظم قدس سرہ سے درست اور صحیح ہے۔اس تمہید کے بعد حضرت اعلیٰؒ نے اس طویل سند کی

نقل درج فرمائی جو کہ آپؒ کے اصل شجرہ نسب کے ساتھ گولڑہ شریف میں محفوظ ہے۔

اس سند کا سن تحریر ۱۲۱۱ھ ہے اور اس میں جناب سجادہ نشین بغداد شریف تحریر فرماتے ہیں کہ دونوں حضرات پیر سید روشن دینؒ اور پیر سید رسول شاہ صاحبؒ حسب ونسب کے لحاظ سے حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کی اولاد ہیں۔اور فیض وبرکت میں آنجناب کے صحیح وارث ہیں۔اور میرے لیے بمنزلہ اولاد کے ہیں۔اس لیے سلسلہ عالیہ قادریہ کے متوسلین کو چاہیے کہ وہ ان کے ہاتھ کو میرا ہاتھ اور ان کی زبان کو میری زبان سمجھیں۔

Marfat.com

حضرت قبلۂ عالمؒ کی سیادت پر مزید دلائل

حضرت بابو جیؒ فرماتے تھے کہ گولڑہ کے ایک نواحی گاؤں کے سادات پیر سیّد روشن دین شاہؒ کی روز افزوں شہرت اور مقبولیت سے ناخوش تھے۔ ایک روز انہیں ایک نیاز مند کے ذریعے بصد اصرار اپنے گاؤں آنے کی دعوت دی گئی۔ دوران گفتگو اُن صاحب نے قبلہ سید روشن دین شاہؒ صاحب کے شجرہ نسب کے بارے میں نازیبا الفاظ بیان کیے۔ قبلہ پیر صاحبؒ نے انتہائی صبر وتحمل سے فرمایا کہ اس موقع پر اس قسم کی بحث چھیڑنا میزبانی کے آداب کے خلاف ہے۔ تاہم اگر آپ چاہیں تو کسی بھی وقت میرے یہاں تشریف لا کر سندات اور شجرہ دیکھ کر اپنا اطمینان کر سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ لوگ آپؒ کے خلاف ناموافق فضا پیدا کرنے کا تہیہ کر چکے تھے اسلئے نہ مانے اور کہنے لگے کہ اس علاقہ میں کسی نو وارد کو اس وقت تک سیّد کہلانے کا حق حاصل نہیں۔ جب تک وہ مستند اور مصدقہ نسب ناموں کی بنیاد پر مقامی سادات کو اپنی سیادت کا قائل نہ کر لے۔ قبلہ پیر صاحبؒ نے انہیں بہت سمجھانے کی کوشش کی بلکہ جس نیاز مند کے ذریعے انہوں نے شاہ صاحبان کی دعوت قبول کی تھی انہوں نے بھی میزبانوں کو مدبرانہ رویہ اختیار کرنے کی تلقین کی۔ چونکہ وہ پیر صاحبؒ کے خلاف زہر اگلنے پر بضد تھے اس لیے بڑھ چڑھ کر باتیں کرنے لگے۔ حتیٰ کہ ایک زبان دراز نے یہاں تک کہہ دیا کہ ''کاٹھ دی کنی نئیں تے سیّد سنی نئیں۔'' یعنی لکڑی کی ہنڈیا نہیں ہو سکتی اور سیّد اہل سنت نہیں ہو سکتا''۔ یہ جملہ سن کر پیر صاحبؒ کا چہرہ قدرے متغیر ہوا اور آپؒ نے جلالی کیفیت میں اپنے سر مبارک سے ٹوپی اتار کر مجلس کے فرش پر رکھ دی اور ان تمام حضرات کو جو انتہائی نازیبا انداز میں بحث کر رہے تھے۔ مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس فقیر کی سیادت کا شجرہ اس ٹوپی میں ہے جس کسی کو نجیب الطرفین سید ہونے کا دعویٰ ہے وہ ہاتھ بڑھا کر اس ٹوپی کو اٹھائے اور سر پر پہن کر دکھائے۔ یہ الفاظ سن کر میزبانوں میں سے ایک بزرگ اٹھا اور بڑے طمطراق سے آگے

Marfat.com

بڑھ کر ٹوپی اٹھانے کی کوشش کی۔ لیکن لاکھ جتن کے باوجود اسے ہلا تک نہ سکا۔ حضرتؒ نے بآواز بلند فرمایا "یہ بنی فاطمہؓ کی ٹوپی ہے اور چودہ طبق پر بھاری ہے" آپؒ کے الفاظ اور مخالفین کی بےبسی دیکھ کر تمام اہل مجلس سکتے میں پڑ گئے۔ مخالفین مارے شرمندگی کے سر جھکائے بیٹھے تھے۔ اور بالآخر ان لوگوں نے معذرت چاہی تو آپؒ نے کمال شفقت سے فرمایا "اچھا۔ اٹھالو" اس پر انہوں نے انتہائی ادب و احترام کے ساتھ ٹوپی اٹھائی اور قبلہ پیر صاحبؒ کی خدمت میں پیش کی۔ حاضرین محفل یہ کمال دیکھ کر حضورؒ کے معتقد ہو گئے اور جب اس واقعہ کی شہرت آس پاس کے دیہات تک پہنچی تو لوگ بکثرت پیر صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔

اسی سلسلے میں حضرت سید احمدؒ بن عطاس مدنی صاحب کا خواب بھی حضور بابوجیؒ کی محبوبیت کی اہم دلیل ہے جسے خود مدنی صاحبؒ نے بیان فرمایا۔ آپؒ کہتے ہیں کہ مجھے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا "اے احمد بن عطاسؒ! جاؤ میرے فرزند کا استقبال کرو۔ وہ میرا فرزند اور محبوب ہے اور اسے بشارت دو کہ میں اس سے اور اس کے ساتھیوں سے راضی ہوں۔

نسب کے نافع ہونے کے بارے میں حضرت مدنی صاحبؒ کے قلمی مکتوبات میں یوں درج ہے۔ "نسب کا نافع ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ سورہ کہف میں یتیم بچوں کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ جن کے مکان کی دیوار گر گئی تھی تو حضرت خضرؑ نے اسے تعمیر کر دیا تاکہ اس دیوار کے نیچے جو خزانہ بچوں کے والد نے ان کے لئے دفنایا تھا وہ لوگوں کی دست بُرد سے محفوظ رہے اور جب یہ بچے جوان ہو جائیں تو اسے حاصل کر سکیں۔ حضرت خضرؑ نے یہ کام حکم ایزدی کو بجالاتے ہوئے کیا تھا۔ جس کی وجہ قرآن حکیم میں یہ بیان کی گئی ہے کہ "وَ كَانَ اَبُوْ هُمَا صَالِحًا" ان کا باپ نیک آدمی تھا۔ لہٰذا نیک اسلاف کے اعمال صالحہ کا اجر اور فائدہ آنے والی نسلوں کو حاصل ہوتا ہے۔

Marfat.com

اسی موضوع پر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ''ساتویں پشت میں ان بچوں کا کوئی بزرگ ولی اللہ تھا جس کی خیر و برکت کے باعث حق تعالیٰ نے ان کا خزانہ محفوظ رکھا''۔ (تفسیر روح المعانی جلد ۹ پارہ ۱۶)

حضرت بابو جیؒ فرماتے تھے کہ ''سورہ طور'' میں ارشاد ہوتا ہے'' وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتهُم ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ اَلحَقنَابِهِم ذُرِّيَّتَهُم ''(جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان لانے میں ان کی پیروی کی ہم ان کی اولادوں کو ان کے بزرگوں کے ساتھ لاحق کردینگے۔) بابو جیؒ نے فرمایا کہ حضرت اعلیٰؒ فرماتے تھے کہ یہ نیک نسب کے نافع ہونے کی دلیل ہے کہ صرف ایمان کی بنا پر اولاد بزرگوں کے ساتھ درجات میں لاحق ہوگی اور بزرگوں کے اعمال میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

نسب کی فضیلت پر حضرتِ اعلیٰؒ کا عالمانہ استدلال

حضرت اعلیٰؒ نے قرآن حکیم کے حوالے سے فضیلت نسب پر استدلال قائم کرتے ہوئے فرمایا کہ ارشاد خداوندی ہے''قُل اِن كَانَ لِلرَّحمٰنِ وِلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ العٰبِدِينَ'' (آپ فرما دیں کہ اگر رحمٰن کی اولاد ہوتی تو میں سب سے پہلے عبادت کرنے والا ہوتا۔) یعنی اللہ تعالیٰ ہر قسم کی اولاد سے پاک ہے۔لیکن بفرض محال اگر اولاد کا تصور کیا جاتا تو وہ بھی قابل تعظیم ٹھہرتا اور اسے سجدہ کیا جاتا۔اس استدلال کی بنیاد پر حضور سرور عالم ﷺ کے ساتھ نسبی تعلق یقیناً نافع ہے۔مستدرک حاکم جلد نمبر ۳ کی حدیث ہے کہ قیامت کے دن تمام حسب نسب منقطع ہو جائیں گے صرف میرا نسب باقی رہے گا۔ ایک بار خلیفہ ہارون رشیدؒ نے امام موسیٰ کاظمؒ سے سوال کیا کہ آپؒ تو اولاد علیؓ سے ہیں آپ کو رسول پاک ﷺ کی اولاد کیوں کہا جاتا ہے؟ آپ نے ساتویں پارے سے سورہ انعام کی آیت۔۔۔وَمِن ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَ سُلَيمَانَ۔۔۔اِلٰی آخِرِہٖ کی تلاوت فرما کر اسے سمجھایا کہ جب عیسیٰ علیہ السلام (ذریت) ابراہیمؑ سے ہو سکتے ہیں حالانکہ ان کا والد کوئی

Marfat.com

نہیں۔ہم سیدہ خاتونؓ جنت کی بنا پر اولاد رسول سے کیوں نہیں ہو سکتے۔دوسرا جواب آپؒ نے یہ دیا کہ جب آیت مباہلہ میں "اَبنَاءَ نَا وَاَبنَآءَ کُم "(ہمارے بیٹے اور تمہارے بیٹے) فرمایا گیا تو اس میں حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ ہی تو تھے۔اس سے معلوم ہوا کہ ہم نص قرآنی کی رو سے اولاد رسولؐ ہیں (بحوالہ "مجمع الاحباب") علمائے اہل سنت نے فضائل اہل بیت پر کثیر تعداد میں کتابیں لکھی ہیں۔ان کتابوں کے ناموں کی فہرست "مہر منیر" ص ۱۷، ۱۸ پر درج ہے) علامہ ابن حجر ہیتمی مکیؒ سے سوال کیا گیا کہ ایک طرف سید آل رسولؐ ہے مگر بے علم ہے اور دوسری طرف غیر سید عالم فاضل ہے تو تعظیم میں کس کو فوقیت دی جائے گی؟۔انہوں نے کہا دونوں شرف اور فضل رکھتے ہیں۔ایک کے پاس علم کی فضیلت ہے اور دوسرے کے پاس سیادت کی فضیلت ہے۔لیکن انصاف یہ ہے کہ سیادت کی فضیلت بڑھ کر ہے۔اس لئے تعظیم میں سیّد کو فوقیت دی جائے گی۔(فتاویٰ حدیثیہ امام ابن حجر مکیؒ)

Marfat.com

فصل دوم

اجدادِ گرامی

فصل اول میں حضرت بابو جیؒ کا شجرہ نسب سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ، سے قبلہ سیدنا پیر مہر علی شاہؒ تک بیان کیا جا چکا ہے۔ اس فصل میں آپؒ کے نسب نامہ سے صرف چند اجداد حضرات کرام کے مختصر احوال بیان کیے جائیں گے۔ اس لیے کہ تمام اجداد محترم کے حالات درج کرنے کے لئے ایک علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے۔ جبکہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ قارئین کرام آپؒ کے نسب عالیہ سے روشناس ہونے کیلئے کم از کم چند محترم شخصیات کے بارے میں آگاہ ہو جائیں۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ آفتاب کی شعاعیں تو ان گنت اور بے شمار ہیں لیکن چند شعاعوں سے بھی گھر منور ہو جاتا ہے۔

حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

حضرت بابو جیؒ کے جدّ اعظم غوث الثقلین رضی اللہ عنہ پر سینکڑوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور لکھی جا رہی ہیں مگر بات وہی ہے۔

اَفَلَت شُمُوسُ الاَ وَّلِینَ وَ شَمسُنَا ۔۔۔ اَبداً عَلیٰ اُفقِ العُلیٰ لَاَ تغرُبُ

ترجمہ (پہلوں کے سورج ڈوب گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ نصف النہار کی بلندی پر چمکتا رہے گا اور کبھی غروب نہ ہوگا۔) ہم حصول برکت کیلئے "اخبار الاخیار" مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ سے کچھ اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ، عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن امام حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے نسب سے ہیں۔ آپؒ کی ولادت جیلان کے علاقے میں ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ میں ہوئی۔ ۴۸۸ھ میں بغداد تشریف لائے۔ آپؒ نے تدریس علوم اور فتویٰ کیلئے تینتیس (۳۳) سال صرف فرمائے۔ ارشاد خلق کیلئے تقریباً چالیس ۴۰ سال نذر

Marfat.com

کیے۔آپؒ کی عمر شریف ۹۰ سال اور آپ کی وفات ۵۶۱ھ میں ہوئی، آپؒ ۱۸ سال کی عمر میں بغداد شریف تشریف لائے اور پھر ساری زندگی یہیں گزار دی، اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو قطبیت کبریٰ اور ولایت عظمیٰ سے نوازا، آپؒ قطب وقت ہیں۔ سلطان الوجود ہیں، امام الصدیقین ہیں۔۔ حجۃ العارفین ہیں، تمام اولیاء کرامؒ نے آپؒ کے فرمان کے آگے سر جھکائے۔ حاضر۔ غائب۔ قریب اور بعید میں سے کوئی بھی نہیں رہا جو اس فضیلت سے محروم رہا ہو۔

آپؒ کے علم کی شان یہ ہے کہ ایک دن قاری نے قرآن شریف کی چند آیتیں مجلس میں پڑھیں، آپؒ نے گیارہ وجوہ سے اس کی تفسیر بیان کی پھر مزید بیان فرماتے گئے یہاں تک کہ چالیس کا وعدہ پورا کیا۔ تمام علماء حاضرین، تصویر حیرت بن کر رہ گئے۔ مجاہدات وریاضات میں اپنی مثال آپ تھے۔ چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی، آپؒ کی مجلس وعظ میں چار سو سے زائد علماء قلم دوات لے کر بیٹھتے اور تقاریر قلم بند کرتے۔ ستر ہزار سے زائد کی حاضری ہوتی اور ''رجال غیب'' اس سے زیادہ۔ آپؒ کی مجالس میں ہزاروں یہود ونصاریٰ اسلام قبول کرتے اور ہزاروں لوگ فسق وفجور سے توبہ کرتے۔

جب آپؒ مسند ارشاد پر متمکن ہوتے تو بسا اوقات بہت عجیب وغریب واقعات دیکھنے میں آتے۔ ۵۲۹ھ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص اندلس سے چل کر بغداد آیا اور آپؒ کی مجلس وعظ میں شامل ہوا۔ آپؒ کا وعظ سنا، بے حد مستفیض ہوا۔ تاہم حضورؒ کے اندازِ بیان اور طرز استدلال کو دیکھ کر اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ کاش فلاں مسائل پر بھی اظہار خیال فرماتے تاکہ اس سلسلے میں میرے ذہن میں جو شکوک وشبہات پرورش پا رہے ہیں وہ ختم ہو جاتے۔ جیسے ہی اس کے ذہن میں یہ خیال آیا تو حضرت غوث پاکؒ کو قلبی تصرف سے اس کے دل کی بات معلوم ہوگئی اور آپؒ نے اپنے خطاب میں اس

Marfat.com

موضوع پر بھی نہایت مدلل بحث کی اور اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جس سے اندلسی مہمان کی تشفی ہوگئی۔

اسی طرح ایک روز آپؒ ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب فرما رہے تھے کہ اچانک بادل چھا گئے اور بوندا باندی شروع ہوگئی۔ حاضرین میں سے کچھ لوگ ادھر ادھر منتشر ہونے لگے تو آپؒ نے سوئے آسمان نظر اٹھائی اور فرمایا ''اے بادل میں مخلوق خدا کو ذکر خدا کے لئے جمع کرتا ہوں اور تو منتشر کرنا چاہتا ہے۔'' یہ کہنا تھا کہ بارش تھم گئی اور حضورؒ نے سلسلہ ارشاد جاری رکھا۔

شیخ محققؒ لکھتے ہیں کہ ایک روز وعظ کے دوران آپؒ نے سلسلہ کلام منقطع کرتے ہوئے فرمایا ''قِف یَا اِسرَائِیلِی اِسمَع کَلاَمَ المُحَمَّدِیِّ'' یعنی (اے اسرائیلی رک جا اور محمدیؐ کا کلام بھی سنتا جا) جب آپؒ سے حاضرین نے وعظ کے بعد اس جملہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپؒ نے فرمایا ''جناب خضر علیہ السلام محفل کے قریب سے گزر رہے تھے۔ یہ خطاب ان کیلئے تھا''۔ اس کے بعد حضرت خضرؑ جس بزرگ سے بھی ملاقات فرماتے تو ارشاد فرماتے کہ جو دارین کی فلاح چاہتا ہے وہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی مجلس میں حاضری کو اپنے لئے لازم کرے۔

جناب غوث الثقلینؒ کی ہمہ جہت شخصیت، ان کے اوصاف حمیدہ اور فیوض و برکات کو بیان کرنے کے لیے ایک طویل مدت درکار ہے۔ بلاشبہ ان کے روحانی تصرفات لا محدود اور دیرپا ہیں جن سے تمام عالم فیضیاب ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ اس بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ اپنی تصنیف ''ہمعات'' میں فرماتے ہیں۔ '' امت کے اولیائے عظام میں سے راہ جذب کی تکمیل کے بعد جس شخص نے کامل و مکمل طور پر اس نسبت اویسیہ کی اصل کی طرف رجوع کر کے وہاں کامل استقامت سے قدم رکھا وہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ ہیں۔ اور اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ آنجنابؒ اپنی لحد مبارک میں زندوں

Marfat.com

کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔ حضرت شاہ ولیؒ اللہ ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے آنجنابؒ کو وہ قوت عطا فرمائی ہے کہ دور و نزدیک ہر جگہ یکساں تصرف فرماتے ہیں۔ آپؒ اپنے ہمعصر اور بعد میں آنے والے اولیائے کرام کیلئے حصول ولایت اور وصول فیض کا نہایت عظیم الشان وسیلہ ہیں۔

غوثِ اعظمؒ درمیان اولیاء　　چوں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیان انبیاء

پیرِ رومیؒ

غوثؒ الاعظم دستگیر بیکساں　　پیکر جود و سخا قطب زماں

پائے شاں بر گردن کل اولیاء　　آستانش سجدہ گاہ عاشقاں

وفا

امت مسلمہ کے تمام علما (متقدمین و متاخرین) اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ جس تسلسل اور کثرت سے کشف و کرامات کا ظہور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی ذات مبارکہ سے ہوا وہ کسی اور ولی، غوث، قطب یا ابدال سے نہیں ہوا ہے۔ لیکن اس سلسلے میں سب سے اہم اور نمایاں کرامت جس کی بدولت آپؒ دنیائے ولایت کے تاجدار مانے گئے اس کا ذکر و بیاں موجب خیر و برکت بھی ہے اور وسیلہ رشد و ہدایت بھی۔

سیدنا غوث الاعظمؒ ہفتے میں کم و بیش تین مرتبہ وعظ و ارشاد کی مجالس سے خطاب فرمایا کرتے تھے۔ جہاں حاضرین کی تعداد ساٹھ ستر ہزار کے قریب ہوتی تھی۔ یہ مجالس بغداد میں منعقد ہوتی تھیں۔ جن میں اس زمانے کے نامور علماء اور مشائخ حاضری دینا باعث سعادت سمجھتے تھے۔ تاہم مستند روایات کے مطابق آپؒ کے ہمعصر اولیاء اللہ یعنی حضرت عبدالرحمٰن طفسونجیؒ، شیخ عدیؒ بن مسافر اور دوسرے اولیاء اللہ اپنے شہروں میں اسی وقت اپنے شاگردوں اور مخلصوں کے ہمراہ بیٹھ کر نہ صرف حضرت غوث الاعظمؒ کے ارشادات کو سنتے اور ان سے بہرہ مند ہوتے بلکہ انہیں ضبط تحریر میں بھی لاتے اور بعد

Marfat.com

ازاں جب بھی بغداد شریف حاضری کا موقع ملتا تو حضرت غوث الاعظمؒ کی تقاریر کا تحریروں سے موازنہ کرتے تو کوئی فرق نہ ہوتا۔

انہی مجالس کے سلسلے میں ایک روز آپؒ حلبہ کی خانقاہ میں مشائخ عراق سے خطاب فرما رہے تھے۔ جن میں شیخ علی الہیتیؒ، حافظ ابوالعزیزؒ، عبد المغیثؒ، شیخ ابوالنجیبؒ سہروردی، شیخ شہاب الدینؒ سہروردی اور دوسرے کئی نامور علمائے کرام شامل تھے اور انتہائی خشوع وخضوع سے آپؒ کے ارشادات گرامی سن رہے تھے کہ خطاب کے دوران آپؒ یکا یک چند لمحوں کیلئے خاموش ہو گئے اور مکاشفے کے بعد فرمایا۔

قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ (میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے) آپؒ کا یہ فرمان سن کر تمام اولیاء اللہ نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔

سیدنا غوث الاعظمؒ نے تقریباً ۹۰ (نوے) سال کی عمر پائی۔ اس دوران آپؒ نے دین مبین کی لازوال اور بے مثال خدمات انجام دیں۔ آپؒ کی ولادت باسعادت کے وقت دنیائے اسلام انحطاط کا شکار تھی۔ خصوصاً عالم اسلام کی اجتماعی قوت زوال پذیر تھی۔ مسلمانوں میں طرح طرح کے تفرقات اور اختلافات زور پکڑ رہے تھے۔ ان کی اخلاقی حالت بگڑ چکی تھی۔ امرا اور رؤساء عیش وطرب میں مبتلا تھے۔ جبکہ عام مسلمان معاشی اور معاشرتی زبوں حالی کا شکار تھے۔ امام غزالیؒ ''احیائے العلوم'' میں اس زمانے کے علماء کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ ہر وقت شیعہ سنی اور حنبلی واشعری مناظرات میں مصروف رہتے تھے۔ اور تعلیم وتبلیغ اسلامی کی طرف کوئی توجہ نہ دیتے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ان کی فرقہ وارانہ مصروفیات عالم اسلام کی ترقی وپیش رفت اور اخوت ویکجہتی کیلئے کسی طرح مفید نہ تھیں۔ ایسے پراگندہ اور پرادبار ماحول میں ایک ایسی روحانی قوت کی موجودگی ناگزیر تھی جو باطل قوتوں اور شر انگیز طاقتوں کی بیخ کنی کرے اور مسلمانوں کو حقیقی تعلیمات واخلاقیات اسلامی سے آراستہ کرے۔ اور تمام بنی نوع انسان کو راہ راست

Marfat.com

دکھائے۔عوام الناس کو مادہ پرستی اور حرص وہوس کی اتھاہ گہرائیوں سے نکالے اور روحانی پاکیزگی اور اخلاقی شائستگی سے آشنا کرے۔چنانچہ ان مقاصد جلیلہ کے حصول کیلئے حضرت غوث الاعظمؒ اس دنیا میں تشریف لائے اور آپؒ نے مجاہدات و ریاضت کی شاندار مثال قائم کی۔تحصیل علم وعرفان میں نہایت بلند مقام حاصل کیا اور عمر عزیز تعلیمات اسلامی کی تبلیغ وترویج میں گزاری۔اسی لئے ہر مکتبہ فکر کے علماء نے آپؒ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ایک مستند روایت کے مطابق آپؒ نے ۵۶۱ھ میں ۱۱ ربیع الثانی کو بغداد شریف میں سفر آخرت اختیار کیا اور رواصل حق ہوئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ۔

آپؒ کے وصال کی خبر سنتے ہی بغداد کے شہری سراپا آہ نغاں حضور کے دولت خانہ پر پہنچے۔سارے شہر پر غم واندوہ کی سیاہ چادر تن گئی۔ہر طرف آہیں سسکیاں اور فریادیں سنائی دیتی تھیں۔ہر کوئی یہی کہتا تھا کہ ہمارا دستگیر ہم سے رخصت ہو گیا۔ہمیں بے یارومددگار چھوڑ گیا۔قرب وجوار سے لوگ اطلاع پاتے ہی بغداد آنا شروع ہو گئے اور یہ سلسلہ طلوع آفتاب کے بعد دن بھر جاری رہا۔چہار اطراف میں رنج وغم سے نڈھال مخلصین اور معتقدین کا بے پناہ اژدھام تھا جس کی وجہ سے تجہیز وتکفین میں بار بار تاخیر ہوتی رہی اور جسد مبارک کو آخری آرام گاہ تک لے جانے میں بہت وقت صرف ہوا۔نماز جنازہ آپؒ کے بڑے صاحبزادہ شیخ عبدالوہاب نے پڑھائی۔دوسرے دن علی الصبح جب حجرہ مبارک کا دروازہ کھولا گیا تو عوام کا جم غفیر مزار کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے ٹوٹ پڑا۔اور یہ دن پیران پیر حضرت غوث الثقلینؒ کی ذات بابرکات کی عظیم کرامت ہے کہ آج بھی دنیا کے کونے کونے سے آپؒ کے عقیدت مند لاکھوں کی تعداد میں روضہ اقدس پر حاضری دیتے ہیں اور آپؒ کے یوم وصال پر گیارھویں شریف انتہائی ادب واحترام اور خلوص ونیاز سے مناتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت غوث الاعظمؒ سے حضرت قبلہ بابو جیؒ کی عقیدت

قبلہ بابوؒ جی کو جناب شیخ عبدالقادرؒ جیلانی صمدانی سے والہانہ محبت وعقیدت تھی۔ آپؒ کی گفتار کا ہر لفظ اور زندگی کا ہر عمل جناب غوث الثقلینؒ سے بے پناہ عشق کا عکاس تھا۔ اسی ارفع و اعلیٰ جذبہ کے تحت آپؒ نے آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کے لنگر کو "لنگر غوثیہ" کے نام سے موسوم کیا اور دربار عالیہ گولڑہ شریف سے متعلق تمام اداروں کو سرکارؒ بغداد کے اسم گرامی سے منسوب کیا۔ آپؒ کے بیشتر خطوط پر اظہار عقیدت کے طور پر سرنامہ یہ شعر درج ہوتا تھا۔

سگِ کوئے جناب غوثؒ ہوں عزت ہے یہ میری
کہ بر شیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانیؒ

آپؒ ہر سال حضرت اعلیٰؒ کے مروجہ طریقہ کے مطابق گیارہویں شریف کی تقریب نہایت تزک و احتشام اور عقیدت و احترام سے منعقد کرتے تھے جو آج بھی اسی شان وشوکت اور خلوص و نیاز سے منائی جاتی ہے۔ آپؒ کا عرس تین دن ۹-۱۰-۱۱ ربیع الثانی تک جاری رہتا ہے جس میں ملک کے مختلف حصوں سے لاکھوں عقیدت مند شرکت کیلئے حاضر ہوتے ہیں۔ اور روزانہ حضرت محبوب سبحانیؒ کی زندگی اور تعلیمات کے بارے میں علمائے کرام خطاب کرتے ہیں، محفل سماع ہوتی ہے جس میں سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا جاتا ہے اور جناب غوث الاعظمؒ کی منقبت خوانی ہوتی ہے۔ ان سہ روزہ پاکیزہ محفلوں کے اختتام پر دعائے خیر کی جاتی ہے۔

حضرت بابو جیؒ کی سرکار بغداد سے انسیت ومحبت کا یہ عالم تھا کہ جب بھی محفل میں ان کے ذکر ہوتا تو آپؒ پر بیساختہ رقت طاری ہو جاتی اور آپؒ مسلسل اشکبار رہتے۔ آپؒ کی عام طور پر یہ خواہش ہوتی تھی کہ جب حرمین شریفین کی زیارت کے لیے

Marfat.com

جائیں۔ بغداد شریف پر ضرور حاضری دیں۔ اس کے علاوہ بھی آپؒ نے صرف بغداد شریف حاضری دینے کی غرض سے متعدد سفر کیے۔ بغداد شریف حاضری کے موقع پر آپؒ انتہائی عجز وانکسار اور خلوص و نیاز کے ساتھ تلاوتؒ و عبادت میں مصروف رہتے۔ بعد میں بارگاہ غوثیہؒ میں حاجی محبوبؒ و مشتاقؒ منقبت اور سلام پیش کرتے پھر حضرت بابو جیؒ اپنے رفقا کے ساتھ بارگاہ غوثیہؒ کے اندر حاضر ہو کر اللہ جل جلالہ کے حضور حضرت غوث الاعظمؒ کے وسیلہ سے سب کے لیے دعائے خیر کرتے۔ والئؒ بغداد سے لازوال محبت کے باعث آپؒ کو بغداد کے گلی کوچوں اور رہنے والوں سے بھی بے حد محبت تھی اور ہر بار یہاں پہنچ کر نہایت فراخدلی سے مستحقین کی مالی امداد کرتے تھے۔ آپ کے مزار پر انوار کے در و دیوار کو بڑی عقیدت سے بوسہ دیتے اور فرط جذبات سے اشکبار ہو جاتے۔ ایک بار وہاں کے طلباء نے آپ کے ہمسفر راقم الحروف سے دریافت کیا کہ ہم لوگ تو اسقدر ادب بجا نہیں لاتے تو بندہ نے انہیں قیس عامری کے یہ اشعار سنائے۔

اَمُرُّ عَلَی الدِّیَارِ دِیَارِ لَیلٰی ‌ ‌ ‌ اُقَبِّلُ ذَاالجِدَ ارَ وَذَاالجِدَارَا
وَ مَا حُبُّ الدِّیَارِ شَغَفنَ قَلبِی ‌ ‌ ‌ وَ لٰکِن حُبُّ مَن سَکَنَ الدِّیَارَا

ترجمہ۔ (میں جب بھی لیلیٰ کے مسکن سے گزرتا ہوں۔ کبھی اس دیوار کو بوسہ دیتا ہوں۔ کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں۔ مجھے اس مکان کی محبت نے شیفتہ نہیں بلکہ اس کے مکین کی محبت نے وارفتہ بنایا ہے) لہٰذا ہمیں بھی روضہ پاک کے در و دیوار سے اس لئے والہانہ عقیدت ہے کہ یہاں حضرت غوث الاعظم سلطان محی الدینؒ جلوہ فرما ہیں۔ حضور بابو جیؒ دوران سفر محبوب قوال سے جناب غوث پاکؒ کی یہ منقبت سنا کرتے اور فوراً جذبات سے آبدیدہ ہو جاتے۔

تکویم از کمالِ توجہ غوثؓ الثَّقَلَینَا ‌ ‌ ‌ محبوب خدا ابن حسنؓ آل حسینَاؓ
سر در قدمت جملہ نہادند و بگفتند ‌ ‌ ‌ تَا للّٰہِ لَقَد اٰثَرَکَ اللّٰہُ عَلَینَا

Marfat.com

ما عاجز و حیران بما ندیم بگر داب لَا مَخلَصَ اِلّا بِکَ یا اللّٰہُ لَدَینَا
ماتشنہ چو ماہی ہمہ دردشت فتادیم اے ابر کرم بار تو بشتاب اِلَینَا

سیّد تاج الدین عبدالرزاقؒ و سیّد جمال اللہؒ حیات المیر

حضرت بابو جیؒ حضرت غوث الاعظمؒ کے منجھلے بیٹے سید تاج الدین عبدالرزاقؒ کی اولاد پاک سے ہیں جن کا سلسلہ طریقت قادریہ رزاقیہ دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلا ہوا ہے۔ سید عبدالرزاقؒ نہایت عالی مرتبہ مشائخ عظام میں سے تھے اور اپنے عہد میں مفتی عراق کے منصب پر فائز تھے۔ اگرچہ آپؒ منجھلے فرزند تھے تاہم دربار غوثیہ کی سجادگی کا شرف زیادہ تر آپؒ کو اور آپؒ کی اولاد کو ہی حاصل رہا ہے۔

حافظ شمس الدینؒ ذہبی نے تذکرہ الحفاظ، میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ عَبدُ الرَّزَّاقِؒ بنُ شَیخِ القُدوَۃ اَبِی مُحَمَّدِ عَبدِالقَادِرِؒ الجِیلِیّ بنِ اَبِی صَالِحٍ الجِیلِی الاَمَامِ المُحَدِّثِ الحَافِظِ الزَّاھِدِ ابو بَکرٍؒ حنبَلِی مُحَدِّث بَغدَادَ وُلِدَ ثمَانٍ وَ عِشرُونَ وَ خمسَ مِائَۃَ سَنۃِ شَھِدَ الکَثِیرَۃَ بِاِفَادَۃِ اَبِیہِ ثُمَّ طَلَبَ بِنَفسِہٖ وَ عَنَی بِھٰذَا الشَّانِ وَ حَصَّلَ الاُصُولَ مِن مُحَمَّدؒ بنِ صَرمَا وَ اَبِی الفَضلِؒ الاَرمَوِی وَ اَبِی القَاسِمِؒ بنِ بَنَا وَ الحَافِظِ اَبِیؒ الفِدَاءِ بنِ نَاصِرؒ وَ اَبِی بکرؒ بنِ زَاغُونِیؒ وَ اَبِی الکَرَمِؒ ابنِ شَھرُ زورِیؒ وَ طَبَقَتِھِم و کَانَ یُقَالُ لَہُ الحَلَبِیُّ نِسبَۃً اِلَی الحَلبَہ وَ ھِیَ مَحَلَّۃً شَرقِیّ ذَکَرَہُ الحَافِظُ مُحَمَّدٌ بنُ عَبدِالوَاحِدؒ الحَنبَلِی فَقَالَ لَم اَرَ بِبغَدَادَ فِی تَیَقُّظِہٖ وَ تَحرّیہِ مِثلَہُ وَ ذَکَرَہُ الاِمَامُ شَھَابُؒ الدِّینِ اَبُو شَامَہ فِی تَارِیخِہٖ فَقَالَ کَانَ زَاھِدًا عَابِدًاثِقَۃً مُقتَنِعاً بِالیَسِیرِ "تَذکِرَۃُ الحُفَّاظ "جلد ۴ ص ۱۳۸۶ مطبوعہ حیدر آباد دکن"

ترجمہ۔ شیخ عبدالرزاقؒ شیخ مقتدا سیدنا عبدالقادرؒ جیلانی کے صاحبزادے ہیں، امام ہیں، محدث ہیں، حافظ الحدیث ہیں، زاہد ہیں، کنیت ابوبکر ہے مسلکا حنبلی ہیں۔ بغداد کے

Marfat.com

محدث ہیں۔ ۵۲۸ھ میں پیدا ہوئے۔اپنے والد کریمؒ سے بہت استفادہ کیا پھر خود طلب حدیث کیلئے گئے۔شیخ محمدؒ بن صرماؒ ابی الفضل ارموی ابی القاسمؒ بن نبا حافظ ابی الفداؒ ابن ناصرؒ ابوبکرؒ زاغونی اور ابی الکرم شہر زوری سے علم حاصل کیا ان کو حلبی اس لیے کہتے ہیں کہ بغداد کے محلّہ حلبہ میں ان کا قیام تھا، حافظ عبدالواحدؒ حنبلی کہتے ہیں میں نے بغداد میں حفظ حدیث، قوت حافظہ اور احادیث کی تلاش اور تجسس میں کسی کو ان کا مثل نہیں پایا، حافظ شہابؒ الدین ابوشامہ نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے وہ زاہد تھے عابد ثقہ تھے اور قلیل مال پر قناعت کرنے والے تھے۔

سید ابوصالحؒ طاہر نصر و سید علی بغدادیؒ

حضرت سید عبدالرزاقؒ کے دوسرے فرزند کا نام ابوصالحؒ تھا۔آپ علوم دینی پر مکمل عبور رکھتے تھے اور اسی وجہ سے آپ کو عراق کے مفتی کے فرائض ادا کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔آپ نے اس بلند عہدے پر فائزرہ کر اہم فتاویٰ صادر فرمائے حضرت بابو جیؒ آپ کے صاحبزادے سیّد علی بغدادیؒ کی اولاد سے ہیں۔جناب سید علی بغدادیؒ کو بھی علوم دینی پر مکمل دسترس حاصل تھی۔

سید تاج الدینؒ محمود و سید ابی الؒ الحیاتؒ

حضرت سید علی قادریؒ کی چوتھی پشت میں حضرت سید تاج الدین محمودؒ قادری نویں صدی ہجری میں وہ بزرگ تھے جو سلسلہ عالیہ قادریہ رزاقیہ سے اہل بنگال کو روشناس کرانے کیلئے وہاں پہنچے۔آپؒ کے علم و عرفان کی وجہ سے بنگال کے حکمران فیروز شاہ نے آپ کی خانقاہ کیلئے جاگیر مقرر کی۔چنانچہ آپؒ کافی عرصہ تک بنگال میں تعلیم اور تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کرتے رہے۔تاہم کچھ مدت کے بعد آپ نے اپنی مسند ارشاد اپنے صاحبزادے سید ابی الحیاتؒ کے حوالے کی اور خود بغداد چلے گئے۔حضرت سید تاج الدین محمود قادری کا مزار اب بھی ڈھاکہ میں مرجع عوام و خواص ہے۔

Marfat.com

حضرت میراں شاہ قادر قمیصؒ

شاہ عبدالحقؒ محدث دہلوی نے ''اخبار الاخیار'' میں لکھا ہے کہ سید میراں شاہ قادر قمیصؒ بن حضرت سید ابی الحیاتؒ حضرت شاہ عبدالرزاقؒ بن سیدنا غوث الاعظمؒ کی اولاد سے ہیں۔ آپؒ عرصہ دراز تک بنگال میں تعلیمات اسلامی کی تبلیغ فرماتے رہے۔ آپؒ کے علم وعرفاں کا چرچا بنگال کے علاوہ ہندوستان کے دوسرے حصوں میں بھی تھا اور لوگ ان کی بے حد عزت کرتے تھے ہندوستان میں جب مغل حکمران ہمایوں اور شیر شاہ سوری کے درمیان جنگ کا میدان گرم ہوا تو آپؒ کچھ عرصہ کیلئے بغداد تشریف لے گئے۔ اور جب ہندوستان میں امن امان بحال ہو گیا تو واپس تشریف لائے اور گنگوہ پہنچے۔ جہاں حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ اور ان کے خلفائے عظام کی قدر منزلت کا ہر طرف شہرہ تھا۔ ''لطائف قدوسی'' میں لکھا ہے کہ جناب قطب العالم شیخ عبدالقدوسؒ بہ نفس نفیس اپنے بڑھاپے کے باوجود شہر سے باہر حضرت مخدوم قادر قمیصؒ کے استقبال کیلئے تشریف لائے اور کچھ عرصہ انہیں اپنے ہاں مہمان رکھا۔ اس دوران طویل نشستیں اور صحبتیں ہوتی رہیں۔ شیخ عبدالقدوسؒ نے سید قادر قمیصؒ کو سلسلہ عالیہ چشتیہ اور صابریہ کے اور ادو وظائف عطا فرمائے۔

کچھ عرصہ قیام کے بعد مخدوم سید قادر قمیصؒ بنگال تشریف لے گئے لیکن وہاں حالات کو ناساز گار پا کر واپس آگئے اور شمالی ہندوستان میں انبالہ کے قریب ساڈھورا نامی قصبہ کو اپنی سکونت کے لیے منتخب کیا۔ یہاں پہلے سے ایک بزرگ عالم دین سیّد نصر اللہؒ قیام پذیر تھے۔ ان کی سیّد قادر قمیصؒ سے ملاقات ہوئی اور تعلقات بڑھے تو سیّد نصر اللہؒ صاحب نے اپنی صاحبزادی کا عقد ان سے کر دیا۔ چنانچہ آپؒ نے ساڈھورا میں مستقل طور پر رہنے کا فیصلہ کر لیا اور ساری زندگی وہیں رہے آپؒ کا مزار بھی وہیں ہے جہاں ہر سال ۲ تا ۱۱ ربیع الثانی عقیدت مندوں کا اجتماع ہوتا ہے۔

Marfat.com

حضرت شاہ محمد فاضل قلندرؒ

حضرت مخدوم سید قادر قمیصؒ کے بعد آپؒ کے پوتے شاہ محمد فاضلؒ قلندر بہت بلند عالم باصفا اور طریقت و شریعت کے واجب الاحترام بزرگ گزرے ہیں۔ آپؒ کے ارادتمندوں کا حلقہ بہت وسیع تھا اور دور دور سے لوگ فیض و برکت حاصل کرنے کیلئے حاضر ہوتے تھے۔ آپؒ کا وصال ۹ رمضان المبارک کو ہوا۔ اور قلعہ ساڈھورہ کے قریب آپؒ کو دفن کیا گیا۔ یہ جگہ شروع شروع میں ''شاہ محمدؒ فاضل کی گھاٹی'' کے نام سے مشہور تھی تاہم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کا نام ''فاضل پور'' ہو گیا۔

حضرت پیر سید روشنؒ دین شاہؒ حضرت پیر سید رسول شاہؒ

مستند روایت ہے کہ مخدوم میراں شاہؒ قمیص کی بارہویں پشت میں سے ایک صاحب حال و کمال بزرگ حضرت سید عبدالرحمٰنؒ نوری حج کی غرض سے عربستان گئے اور فریضہ حج ادا کرنے کے بعد وطن واپس تشریف لا رہے تھے کہ بصرہ میں ان کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ ان کی وصیت کے مطابق انہیں ان کے وظائف کی تمام کتابوں سمیت وہیں دفن کر دیا گیا۔ آپؒ کے رفقا جب وطن واپس آئے تو انہوں نے آپؒ کے فرزندوں پیر سید روشنؒ دین اور سید رسولؒ شاہ کو ساڈھورہ میں ان کی وفات کے بارے میں اطلاع دی۔ دونوں بیٹے بصرہ روانہ ہو گئے اور وہاں پہنچ کر تقریباً چھ ماہ اپنے والد بزرگوار کے مزار پر مقیم رہے۔ ''مخازن النسب'' میں لکھا ہے کہ ایک روز دونوں بھائی مزار پر بیٹھے تھے کہ اچانک ان کے والد کے وظائف کی کتابیں لحد سے باہر نکل آئیں۔ انہوں نے وہ کتابیں اٹھائیں اور حرمین شریفین کی زیارت اور حج ادا کرنے کیلئے عربستان روانہ ہو گئے۔ وہاں سے واپس پر بغداد شریف میں حضرت غوث الاعظمؓ کے آستانہ پر حاضری دی اور ترکی سے ہوتے ہوئے افغانستان کے دارالحکومت کابل پہنچے۔ یہاں کچھ دن

Marfat.com

قیام کیا۔اسی دوران ایک علمی مناظرہ میں پیر سید روشنؒ دین شاہ نے حصہ لیا۔اور اپنے علم وفضل سے عوام وخواص کو اس قدر متاثر کیا کہ امیر کابل نے آپؒ کو قاضی کا منصب پیش کیا لیکن آپؒ نے یہ پیشکش قبول نہ کی اور ہندوستان واپس آکر ساڈھورہ میں رہنے لگے۔اس وقت ملک میں بدامنی اور قتل وغارتگری کا دوردورہ تھا۔دہلی میں خاندان مغلیہ کا بادشاہ عالم دوئم حکمران تھا لیکن اس کی سلطنت زیادہ پائیدار نہ تھی۔بنگال پر انگریز قبضہ جما چکے تھے۔پنجاب میں سکھوں کے راج کا آغاز ہو چکا تھا اور دہلی پر قابض ہونے کیلئے مرہٹوں اور انگریزوں کی کشمکش جاری تھی۔جبکہ ۶۰،۶۱ عیسوی میں والئی افغانستان احمد شاہ ابدالی مسلمانان ہند کو مرہٹوں کے ظلم وستم سے بچانے کے لیے ہندوستان پر حملہ ہوا تو پانی پت کے میدان میں اس کی فوج اور مرہٹوں کے لشکر کے درمیان زبردست جنگ ہوئی جس میں مرہٹوں کو عبرتناک شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔اس جنگ کے باعث انبالہ کے آس پاس بدامنی اور افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔چنانچہ سید روشنؒ شاہ اور سید رسولؒ شاہ نے پنجاب کے شمال میں مارگلہ کے پہاڑوں کے دامن میں گولڑہ کے مقام پر مستقل سکونت اختیار کرنے کا فیصلہ کیا اور ساڈھورہ سے اپنے اہل خانہ اور خدام کو بھی یہیں بلوالیا۔چنانچہ یہ خاندان اب تک یہیں آباد ہے۔اس خاندان عالیہ کے فیض سے اندرون ملک اور بیرون ملک عوام وخواص اب تک مستفید ہو رہے ہیں۔

حضرت پیر سید فضل دین شاہؒ

حضرت پیر سید فضل دین شاہؒ بہت بلند مرتبہ صاحب کشف وکمال بزرگ تھے۔جن کی دعا کیلئے لوگ دور دور سے حاضر ہوتے تھے۔آپؒ کے عطا کیے ہوئے تعویذات بھی نہایت پُراثر تھے۔آپؒ کی خدمت میں ہر طبقہ اور ہر مذہب کے ضرورتمند حاضر ہوتے اور فیض حاصل کرتے۔آپؒ کے بارے میں مولانا غلام محمد شیخ الجامعہ بہاولپور نے اپنے رسالوں میں لکھا ہے کہ حضرت قبلہ عالم گولڑویؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت پیر

Marfat.com

سید فضل دین شاہؒ کے دادا بزرگوار نے یہ وصیت کی تھی کہ میرے بیٹے سید رسول شاہؒ کے ہاں ایک فرزند ہوگا اسے اس کے حال پر چھوڑ دینا۔ چنانچہ جب پیر سید فضل دینؒ شاہ کچھ بڑے ہوئے تو اس مقام پر جا کر بیٹھ گئے جہاں ان کا مزار ہے اور ساری زندگی وہیں گزار دی۔

حضرت پیر فضل دینؒ شاہ نے مجرد زندگی بسر کی اور ایک سو آٹھ برس کی عمر میں اس دارفانی سے ۱۲ ذیقعد ۱۳۱۱ھ کو کوچ کیا۔ آپؒ کا مزار مبارک حضرت اعلیٰؒ کی خانقاہ سے شمال جنوب میں واقع ہے اور آج بھی عوام الناس کے لئے فیض و برکت کا مرکز ہے۔

حضرت پیر سید نذر دینؒ شاہ صاحب اجی صاحب

آپؒ پیر سید مہر علی شاہؒ کے والد بزرگوار تھے۔ اس علاقے میں مقامی زبان میں والد کو "اجی" کہتے ہیں اس لیے آپ کو حضرت اعلی پیر سید مہر علی شاہؒ کے والد ہونے کی نسبت سے لوگ انہیں اجی صاحب پکارتے تھے اور آج بھی انہیں اسی نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپؒ ۳۵۔۱۲۳۴ھ میں گولڑہ شریف میں پیدا ہوئے۔ آپؒ پیدائشی ولی تھے۔ آپؒ کی کرامات آپؒ کی جوانی میں ہی ظاہر ہونا شروع ہوگئی تھی۔ اس کی مثال وہ واقعہ ہے جو ان کے عالم شباب میں پیش آیا۔ اس وقت اس خطہ پر سکھوں کی حکومت تھی اور مسجد جہاں قبلہ اجی صاحبؒ دن رات یادالٰہی میں مصروف رہتے تھے سکھوں کے ایک محلّہ کے قریب تھی۔ اس محلّہ میں رہنے والی ایک سکھ لڑکی اپنی بداعمالی کے باعث حاملہ ہو گئی۔ وہ لڑکی اس علاقے کے سکھ حاکم کی رشتہ دار تھی۔ ایک مقامی شخص جو حضرت اعلیٰؒ کے خاندان کی شرافت ونجابت اور شہرت ومقبولیت کی بنا پر حسد کرتا تھا اس نے سکھ لڑکی کے حوالے سے حضرت شاہؒ صاحب پر تہمت لگانے کی ناپاک کوشش کی اور سکھ حاکم کو ان کے خلاف اقدام کرنے پر اکسایا۔ چنانچہ سکھ حاکم نے بغیر کسی تحقیق وتفتیش کے آپؒ کو گرفتار کر کے زندہ آگ میں جلانے کا حکم سنایا۔ علاقے کے مسلمانوں کے وفد سکھ حاکم

Marfat.com

سے ملے اور یہ حکم واپس لینے کی درخواست کی۔ سکھ حاکم نے کہا سید فضل دین شاہ سجادہ نشین خود آکر میرے سامنے بیان دیں کہ لڑکا بے گناہ ہے سجادہ نشین صاحب نے سکھ حاکم کے سامنے پیش ہونے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ اسے کہہ دو کہ وہ بیشک اسے جلا دے۔ اگر یہ قصوروار ہے تو پھر اس کا جل جانا ہی بہتر ہے۔

جس دن حضرت اجی صاحبؒ کو جلانے کی سزا پر عمل ہونا تھا اس سے ایک روز بیشتر علاقے کے ہزاروں مرد اور عورتیں سکھ حاکم کے قلعہ کے سامنے جمع ہو گئے اور رو رو کر درخواست کی کہ پیر زادہ کی سزا روک دی جائے ہم ان کے عوض ان کے برابر سونا بطور جرمانہ ادا کرنے کو تیار ہیں لیکن سکھ حاکم نہ مانا۔

آگ ٹھنڈی ہو گئی

جس روز سزا دی جانی تھی وہ بدھ کا دن تھا۔ اسی رات حضرت اجیؒ صاحب نے خواب میں حضرت غوث الاعظم سید شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کی زیارت کی۔ آپؒ نے فرمایا کہ چتا پر جانے سے پہلے صبح غسل کر کے نیا لباس پہن کر دو رکعت نفل ادا کر لینا۔ چنانچہ قبلہ اجی صاحبؒ کے کہنے پر سکھ سپاہیوں نے آپؒ کی آخری خواہش پوری کرتے ہوئے ان کے گھر سے غسل کا پانی فراہم کیا اور لباس کا نیا جوڑا لا کر دیا جسے پہن کر آپؒ نے نفل ادا کئے اور چتا پر جا بیٹھے۔ اس وقت آس پاس لاتعداد لوگ موجود تھے۔ سکھ حاکم نے اشارہ کیا تو چتا کی لکڑیوں پر تیل چھڑکا گیا اور آگ لگانے کی کوشش کی گئی مگر بار بار کوشش کے باوجود آگ نہ لگی۔ یہ دیکھ کر الزام لگانے والے شخص نے کہا کہ سپاہی پیروں سے ملے ہوئے ہیں۔ اس لئے جان بوجھ کر آگ نہیں لگا رہے۔ میں آگ لگا کر دکھاتا ہوں۔ چنانچہ وہ خود آگے بڑھا اور ہر طرف تیل چھڑکا۔ پھر حضورؒ کے کپڑوں اور لمبے لمبے گھونگھریالے بالوں پر بھی تیل ڈالا اور ایک برتن میں خشک بنولے ڈال کر جلائے اور جب شعلے بلند ہوئے تو اس برتن کو آپؒ کے تیل سے تر بالوں کے نیچے رکھ دیا۔ شعلے بلند

Marfat.com

ہوتے رہے لیکن آپؒ کے بالوں پر کچھ اثر نہ ہوا آخر اس نے جلتے ہوئے بنولے تیل میں بھگو کر آپؒ کے کپڑوں پر انڈیل دیئے لیکن کپڑوں کو آگ نہ لگی اور جلتے ہوئے بنولے چتا کی لکڑیوں پر گر کر بجھ گئے۔

یہ منظر دیکھ کر سب کو آپؒ کی بے گناہی پر یقین آ گیا اور سکھ حاکم نے حکم دیا کہ پیر صاحبؒ پر جھوٹا الزام لگانے والوں کو گرفتار کر کے اسی چتا میں جلا دیا جائے اور خود گلے میں چادر ڈال کر پیر صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دست بستہ معافی مانگی۔ حضرت اعلیٰؒ فرماتے ہیں کہ اس روز صبح سے ہی حضرت پیر سید فضل دینؒ شاہ صاحب گھر میں بغداد شریف کی طرف منہ کر کے کھڑے دعا مانگتے رہے اور جب یہ اطلاع ملی کہ اجی صاحبؒ کی جگہ مخبر کو چتا پر جلانے کا حکم دیا گیا تو فوراً ایک آدمی کو بھیجا اور اجی صاحبؒ سے کہلوایا کہ وہ سکھ حاکم سے مخبر کو معاف کروا دیں۔

لیکن اس آدمی کے پہنچنے سے پہلے ہی اجی صاحبؒ نے سکھ سردار سے کہہ دیا تھا میں چتا سے اس وقت اتروں گا جب اس شخص کی سزائے موت معاف کر دی جائے گی۔

حضرت اجی صاحبؒ زندگی بھر بدھ کے روز غسل فرماتے اور رات کو نوافل ادا کرتے۔ آج بھی انؒ کے روضہ مبارک پر روزانہ بے شمار عقیدت مند سلام عرض کرنے حاضر ہوتے ہیں۔ حضرت اجیؒ صاحب نرم مزاج، غریب نواز اور بردبار طبیعت کے مالک تھے۔ ضرورتمندوں اور ناداروں کی امداد آپؒ کا معمول تھا۔ عبادت و ریاضت کے ساتھ سخاوت و شجاعت بھی آپؒ کے کردار کے نمایاں اوصاف تھے۔

Marfat.com

حضرت سیّدنا پیر مہر علی شاہؒ

گولڑہ شریف کو ہمیشہ کے لیے علمی وروحانی مرکز بنانے کے سلسلے میں حضرت سید پیر مہر علی شاہؒ کی شاندار خدمات اور مساعی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔آپؒ ۱۲۷۵ھ میں بمقام گولڑہ شریف پیدا ہوئے۔علوم ظاہرہ و باطنہ کے بحر زخار تھے۔آپؒ کا عظیم علمی کارنامہ ردّ قادنیت ہے۔اگست ۱۹۰۰ عیسوی میں مرزا غلام احمد قادیانی نے مناظرے کی دعوت دی۔آپؒ اس کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے لاہور تشریف لے گئے۔ دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، اور اہل تشیع علما نے اس محاذ پر آپؒ کو اپنا قائد تسلیم کیا اسی طرح چشتی قادری، نقشبندی اور سہروردی مشائخ نے آپؒ کو اپنا راہنما بنایا۔آپؒ نے تمام اسلامی فرقوں کی قیادت فرمائی۔مرزا قادیانی نے کہا کہ تفسیر نویسی میں مقابلہ کیا جائے آپؒ نے فرمایا صرف تفسیر لکھنے سے حق و باطل کا فیصلہ نہیں ہوسکتا۔اول طریق کار یہ ہے کہ میں بھی قلم کاغذ میز پر رکھ دیتا ہوں مرزا قادیانی بھی ایسا کرے جس کا قلم خود بخود قرآن کی تفسیر لکھے وہ حق پر ہوگا اس پر مرزا غلام احمد قادیانی لاجواب ہوگیا اور اس نے مقابلہ سے فرار اختیار کیا۔آپؒ نے تردید مرزائیت میں پہلے شمس الهدایہ تصنیف فرمائی پھر سیف چشتیائی لکھی۔جس کا جواب آج تک دنیائے مرزائیت نہ دے سکی اور نہ دے سکتی ہے۔آپؒ نے کلمۃ الحق کے جواب میں ''تحقیق الحق فی کلمۃ الحق'' تالیف کی۔جس میں وحدۃ الوجود کے مسئلے کو انتہائی علمی انداز میں بیان فرمایا اور علمائے ظاہر کے اعتراضات کا جواب دیا۔نیز مشہور بزرگ مولانا عبدالرحمٰن لکھنوی سے اس میدان میں جو اجتہادی خطا ہوئی اس کا علمی انداز میں ازالہ فرمایا اور ثابت کیا کہ امت مسلمہ توحیدی معنی کے ساتھ مکلف ہے۔یعنی لا معبود الا اللہ یعنی اللہ جل جلالہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔صوفیاء وجودیہ نے جو لا موجود الا اللہ کا معنی استنباط کیا ہے وہ ایک کشف صریح پر مبنی ہے عام امت اس کے ساتھ مکلف نہیں۔آپؒ نے تحقیق الحق کے آخر میں

Marfat.com

کلمہ توحید کے جزو ثانی محمد رسول اللہ ﷺ کے فضائل ومناقب بیان کیے اور اختصار کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو بیان کیا یہ جزومع اردو ترجمہ تحقیق الحق میں شامل ہے جسے دربار گولڑہ شریف سے شائع کردیا گیا ہے۔ حضرت اعلیٰؒ پر بعض متعصب قسم کے غیر مقلد علماء نے اعتراضات کیے اور اپنے طور پر اپنے سوالات کولاینحل قرار دیا۔ حضرت اعلیٰؒ نے ان کے جوابات لکھے اور اپنی طرف سے بارہ سوال مرتب فرمائے جو آج تک غیر مقلدوں پر ڈین ہیں۔ اور وہ اس ڈین کو نہیں چکا سکے۔

○ علمائے اہل سنت اور علمائے اہل تشیع کے اختلافات کو کم کرنے کے لئے آپؒ نے کتاب تصفیہ ما بین سنی وشیعہ تالیف فرمائی۔ جس میں تمام اہم اختلافی مسائل پر روشنی ڈالی اور ہر مسئلہ کا اعتدال اور تحقیق کے ساتھ حل پیش کیا بعض لوگ اولیاء اللہ کے نام پر نذر مانی ہوئی چیزوں کو حرام قرار دیتے تھے، آپؒ نے ان کی اصلاح کے لیے ''اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان وما اہل بہ لغیر اللہ'' تصنیف فرمائی جس میں ذبح لغیر اللہ ذبح فوق العقدہ کی تحقیق لکھی۔ مسئلہ نذر ونیاز سماع موتی مسئلہ استمداد واستعانت پر بڑے جامع اور جچے تلے انداز میں تبصرہ فرمایا۔ آپؒ ۱۳۰۷ھ میں حج پر تشریف لے گئے وہاں مولانا رحمت اللہؒ مہاجر مکی اور مولانا حاجی امداد اللہؒ مہاجر مکی سے ملاقات ہوئی۔ دونوں حضرات نے آپؒ کے تبحر علمی کو تسلیم کیا اور مؤخر الذکر (حاجی امداد اللہؒ) نے اپنی طرف سے سلسلہ چشتیہ صابریہ کی اسناد وتبرکات پیش کیے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ آپؒ کا ہندوستان واپس جانا ازحد ضروری ہے وہاں سے ایک زہریلی ہوا چلنے والی ہے اگر آپؒ وہاں ہوں گے تو آپؒ کے روحانی اثر سے سد باب ہو سکے گا۔ حضور اعلیٰؒ فرماتے تھے حاجی صاحبؒ کا کشف صحیح تھا اور وہ زہریلی ہوا فتنہ مرزائیت تھا جس کا ازالہ آپؒ نے احسن طریق سے فرمایا۔ تبحر علمی کے ساتھ آپؒ کے روحانی کمالات بے حد وحساب ہیں جنہیں کوئی ولی کامل ہی سمجھ سکتا ہے اور بیان کرسکتا ہے۔ الغرض علم ظاہر وباطن کا یہ آفتاب ۲۹ صفر

Marfat.com

۱۳۵۶ھ کو آسمان گولڑہ شریف سے روپوش ہو گیا مگر اس کی شعاعیں اب بھی حاضرین و زائرین کے دل و جان کو منور کر رہی ہیں اور انشاء اللہ یہ سلسلہ آپؒ کی پاکیزہ اولاد کے ذریعے جاری رہے گا۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمدؐ کا

Marfat.com

مجدّد العصر حضرت سیّدنا پیر مہر علی شاہ گیلانی قدس سرہ العزیز

Marfat.com

حضرت پیر سیدّ غلام محی الدین گیلانی قدس سرہ العزیز

Marfat.com

حضرت پیر سیّد غلام معین الدین گیلانی قدس سرہ العزیز

Marfat.com

باب دوم

پیدائش، تعلیم وتربیت اوراساتذہ کرام

Marfat.com

حضرت بابو جیؒ کی پیدائش اور تعلیم و تربیت

حضرت بابو جیؒ کا پیدائشی نام سید غلام محی الدینؒ ہے، آپؒ کی پیدائش ۱۸۹۱ء میں بمقام گولڑہ شریف، حضرت سید نا پیر مہر علی شاہؒ کے ہاں ہوئی۔ جب آپؒ کے والد بزرگوار کو اکلوتے فرزند کی مبارک باد دی گئی تو آپؒ نے فرمایا میں تو مبارک کے لفظ سے سمجھا کہ مہر علیؒ شاہ کو خدا مل گیا ہے۔ بہر حال مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ ہمارے گھر میں اللہ اللہ کرنے والی روح آ گئی ہے۔ آپؒ کی والدہ ماجدہؒ عفیفہ صالحہ خاندان غوث اعظمؒ سے تھیں اور والد بزرگوار سید نا پیر مہر علی شاہؒ تھے۔ نتیجتاً فرزند بھی سید نا غلام محی الدینؒ بابو جی ہوئے۔ بچپن کے حالات پردہ اخفاء میں ہیں۔ تاہم خاندانی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ہوش سنبھالا تو قرآن شریف پڑھنے بٹھا دیئے گئے۔

حضور بابو جیؒ کی یہ عظیم خوش قسمتی تھی کہ انہیں قرآن مجید تجوید کے ساتھ پڑھانے کے لیے قاری عبدالرحمٰنؒ جونپوری مقرر ہوئے۔

قاری عبدالرحمٰن جونپوریؒ

قاری صاحب فن تجوید و قرأت میں یگانہ روزگار تھے۔ انہوں نے کانپور میں مولانا احمد حسن کانپوریؒ سے درس نظامی کی کچھ کتابیں پڑھیں پھر مکہ شریف چلے گئے اور مدرسہ صولتیہ میں مولانا رحمت اللہ مہاجر مکیؒ سے علوم و فنون کی تکمیل کی۔ قرات و تجوید وہاں کے جید اساتذہ سے پڑھی۔ روحانی ذوق کے لئے حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی علمی، روحانی صحبتوں میں حاضر ہوتے رہے۔ بیعت کیلئے حضرت پیر وارث علیؒ شاہ صاحب ساکن دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے تحفتاً مسواک دی اور فرمایا آپؒ کا روحانی مقسوم ایک اور شہباز کے پاس ہے وہ روحانی شہباز سید نا پیر مہر علی شاہؒ تھے۔ قاری صاحبؒ دوسرے علماء و قراء کے ساتھ مکہ شریف میں آپؒ کے مرید ہوئے، پھر اپنے وطن جونپور آئے۔ جونپور سے مرشد خانہ کی کشش گولڑہ شریف

Marfat.com

لے آئی اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ پوری زندگی میں صرف ایک دو بار وطن گئے اور چند روزہ قیام کے بعد واپس آ گئے۔ حضرت اعلیٰؒ نے قاری صاحب کی صلاحیتوں کو دیکھ کر انہیں بابو جیؒ کا استاد مقرر کیا۔ حضرت بابو جیؒ کو قاری صاحبؒ کی سخت مزاجی کا سامنا کرنا پڑا مگر آپؒ نے کبھی اُف تک نہ کی۔ قاری صاحبؒ پڑھانے کے دوران سختی سے پیش آتے تھے۔ چند مخلصین نے حضرت اعلیٰؒ کو شکایت کی مگر آپؒ نے فرمایا کہ مجھے غلام محی الدینؒ کا فائدہ زیادہ مطلوب ہے، استاد کی سخت گیری ماں باپ کی شفقت سے زیادہ مفید ہے۔ یہ سخت گیری کا اثر تھا کہ بابو جیؒ اعلیٰ درجے کے جید قاری بنے۔ حضرت بابو جی گاہے بگاہے قاری عبدالرحمٰنؒ کے تبحر علمی کا تذکرہ فرماتے اور ان کی سخت مزاجی کو بھی بیان فرماتے۔ قاری صاحبؒ کا وصال ۱۳۴۵ھ میں ہوا۔ آپؒ عشق آباد کے سامنے پیپل کے درختوں کے سائے میں آرام فرما ہیں۔ حضرت بابو جیؒ جمعہ کے دن اور عیدین کو ان کے مزار پر ضرور فاتحہ پڑھتے تھے۔ آپؒ کے دوسرے استاد حضرت مولانا محمد غازیؒ صاحب تھے۔ حضرت اعلیٰؒ خود بھی اپنے اکلوتے فرزند کو تعلیم دیتے۔ فنون تو استاد مولانا غازی صاحبؒ نے پڑھائے۔ ترجمہ، قرآن مجید، تفسیر، حدیث، مثنوی مولانا رومؒ اور فتوحات مکیہ کا درس حضرت اعلیٰؒ نے خود دیا اور اپنے فیضان نظر سے مالا مال فرمایا۔

بقول علامہ اقبالؒ

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیلؑ کو آدابِ فرزندی

حضرت اعلیٰؒ کو جب معتقدین کی دن رات آمد سے فرصت کم ملنے لگی اور آپ بابو جیؒ کو جن مضامین کا درس دے رہے تھے ان کے لئے وقت نکالنا مشکل ہو گیا تو آپؒ نے استاد محترم مولانا محمد غازیؒ صاحب کو فرمایا کہ آپ غلام محی الدینؒ کے درس اور تعلیم کا زیادہ خیال رکھا کریں تاکہ کوئی کمی نہ رہ جائے۔

Marfat.com

استاد محترم مولانا محمد غازی صاحبؒ

مولانا محمد غازی صاحبؒ علاقہ چھب ضلع اٹک کے رہنے والے تھے۔ حصول تعلیم کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ وہاں ایک نہایت جید عالم دین مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ سے علوم وفنون حاصل کئے اور پھر وہیں مدرسہ صولتیہ میں مدرس کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ حضرت اعلیٰؒ سے مولانا غازیؒ صاحب کی پہلی ملاقات حرم شریف میں ہوئی۔ مولانا غازیؒ صاحب کی اس ملاقات کی پوری تفصیل حضرت بابو جیؒ نے بیان کی۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ مولانا غازیؒ صاحب ایک بہاری مولانا کے ساتھ حضرت اعلیٰؒ سے مناظرہ کرنے کے لئے ان سے ملنے گئے۔ لیکن جب قریب پہنچے اور آپؒ کی پشت مبارک پر نظر پڑی تو دونوں پر بے تحاشا رقت طاری ہوگئی۔ چنانچہ بڑی مشکل سے اپنے آپ پر قابو پا کر حضرت اعلیٰؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپؒ مدرسہ صولتیہ تشریف لے چلیں اور وہیں قیام فرمائیں۔ حضرت اعلیٰؒ نے فرمایا ویسے تو میں یہاں آرام سے ہوں لیکن بعض ضروریات کیلئے دور جانا پڑتا ہے اس لیے آپؒ کے ہاں چلا جاتا ہوں۔ مدرسہ صولتیہ پہنچ کر مولانا غازیؒ صاحب نے حضرت اعلیٰؒ کی خدمت میں اپنی قمیض پیش کی اور آپؒ کی قمیض دھونے کی غرض سے لی۔ لیکن حضرت اعلیٰؒ نے اپنی ہی قمیض پہننے پر اصرار کیا۔ مولانا غازیؒ صاحب نے وجہ دریافت کی تو آپؒ نے فرمایا کہ اگرچہ میرے مذہب میں دوئی حرام ہے لیکن پھر بھی مجھے خیال آیا کہ یہ مولانا صاحبؒ کی قمیض ہے اپنی دھلی ہوئی قمیض ہی پہن لینا چاہیے۔ تاہم مولاناؒ کی دلجوئی کے پیش نظر ان کی قمیض پہن لی۔ اور حضرت اعلیٰؒ کی قمیض مولانا غازیؒ صاحب نے تبرکاً اپنے پاس رکھ لی۔ یہ قمیض لالہ جیؒ صاحب نے مولانا غازیؒ صاحب کے اہل خاندان سے بڑی کوشش کے ساتھ حاصل کی جو اس وقت بھی حضرت اعلیٰؒ کے تبرکات میں موجود ہے۔

حضرت اعلیٰؒ جب مکہ مکرمہ سے وطن واپس آنے لگے تو مولانا غازیؒ صاحب بھی

Marfat.com

آپؒ کے ہمراہ گولڑہ شریف آ گئے اور باقی ساری زندگی یہیں گزار دی۔ پہلے حضرت بابو جیؒ کو مکمل دینی تعلیم دی اور پھر حضرت لالہ جیؒ کو شرح ملا جامی تک اسباق پڑھائے۔ وفات کے بعد آپؒ کو اجی صاحبؒ کے مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ مکہ شریف میں ایک بار حضرت اعلیٰؒ نے قہوہ نوش فرمانے کی خواہش ظاہر کی۔ میں نے قاری عبدالرحمٰنؒ صاحب سے ذکر کیا تو انہوں نے فوراً قہوہ تیار کر کے آپؒ کی خدمت میں پیش کیا تو آپؒ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپؒ کے دونوں جہان اچھے کرے۔ میں نے عرض کیا قہوہ تیار کرنے والے تو قاری عبدالرحمٰنؒ صاحب تھے تو فرمایا اللہ ان کے بھی دونوں جہان اچھے کرے۔ استاد مولانا غازیؒ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ جہان تو حضرتؒ کی دعا سے اچھا گزر گیا۔ انشاء اللہ اگلا جہان بھی خیر و عافیت سے گزرے گا۔

حضرت بابو جیؒ کی روحانی تربیت

حضرت اعلیٰؒ فرماتے تھے کہ ''ایک دفعہ میں کہیں جا رہا تھا کہ میں نے مڑ کر دیکھا تو غلام محی الدینؒ میرے نقش قدم پر قدم رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے کہا میری راہ پر چلنا ہے تو تین باتوں کی پابندی کرنی ہو گی۔ اول ہمیشہ باوضو رہنا، دوئم کا حد من الناس یعنی لوگوں میں سے ایک عام آدمی بن کر رہنا اور سوم خودی کو مٹائے رکھنا۔''

تمام متوسلین جانتے ہیں کہ حضرت بابو جیؒ نے ان ارشادات پر پوری طرح عمل کیا۔ آپؒ نے ہمیشہ انتہائی منکسر المزاجی سے کام لیا۔ عام آدمی بن کر زندگی گزار دی بلکہ سچ تو یہ کہ بابو جیؒ کی زندگی اسلام کے قرون اولیٰ کے ان اسلاف گرامی کی حیات طیبہ کا نمونہ تھی جن کے زہد و تقویٰ اور جن کی بے غرض قربانیوں سے اسلام کا پیغام دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچا اور انشاء اللہ تا ابد زندہ رہے گا۔

حضرت اعلیٰؒ کے ارشاد کے مطابق بابو جیؒ ہمیشہ باوضو رہتے تھے تاہم آخری ایام میں بیماری کی وجہ سے جب یہ بات ناممکن ہو گئی تو فرمانے لگے افسوس کہ اب حضرت اعلیٰؒ کے

Marfat.com

حکم کی تکمیل نہیں ہوسکتی مجبوراً تیمم کا سہارا لینا پڑتا۔ حضرت اعلیٰؒ مروجہ تعلیم و تدریس کے علاوہ وقتاً فوقتاً حضرت بابو جیؒ سے گفتگو کے دوران رشد و ہدایت کے سلسلہ جاری رکھتے۔ اسی طرح جب بھی سفر پر تشریف لے جاتے تو آپؒ حضرت بابو جیؒ کو جو خطوط لکھتے ان میں مختلف موضوعات پر پند و نصائح ارشاد فرماتے۔ یہاں ہم آپؒ کے مکتوبات گرامی سے چند خطوط پیش کرتے ہیں۔ جن سے حضرت اعلیٰؒ کے انداز کا پتہ چلتا ہے۔

"خط نمبر 1"

"لَئِن شَکَرتُم لَاَزِیدَنَّکُم" (اگر تم نے شکر کیا تو زیادہ نعمت دوں گا)

برخوردار غلام محی الدین حَفِظَکَ اللّٰہُ وَوَفَّقَکَ لِمَا یُحِبُّ وَیَرضیٰ

دعا و سلام۔ ایسے شفیق اور بے نظیر محقق عالم کے زیر تعلیم ہونا اس وہاب الخلق کا احسان ہے ایسے استاد کے حسب ہدایت کاربند ہونا موجب حصول مدعا ہے ہر کام اور ہر ہر حال اسی لطیف قبل کل لطیف کی طرف دھیان رکھو اور اسی کے دست نگر رہو۔ اس کی بے عوض عنایت نے کیا کچھ کم کیا جو آئندہ نہ کرے گا صرف اسی ایک نعمت کا شکر ادا نہیں ہوسکتا کہ باوجود اطلاع علی المعاصی عفو و رحم اور ستاری سے معاملہ فرما رہا ہے ایسے ستار رحیم سے بہر حال امید کامیابی کی ہوسکتی ہے مکرر لکھتا ہوں کہ بہر حال اسی کے دروازے پر گڑگڑانا اور اسی سے محظوظ ہونا اصل الاصول ہے حصول سعادت دارین کے لئے۔ خالص بندہ کو حصول مطلب سے چنداں حظ نہیں ہوتا جس قدر اس کے آگے ہاتھ پھیلانے اور اظہار نیاز سے۔ اول لالچ ہے اور ثانی عبادت۔ عالم فاضل متصف باوصاف کاملہ ہمہ شدیم مگر بندہ او نہ شدیم کہ در بند خویشیم خواہ از عالم دنیا یا از عالم عقبیٰ۔

ترجمہ۔ (ہم عالم فاضل اور اوصاف کاملہ سے موصوف سب کچھ ہوئے مگر اس کے بندے نہ بنے کیونکہ اپنے آپ میں گرفتار ہیں خواہ دنیا کی وجہ سے خواہ عقبیٰ کی وجہ سے)۔ بندۂ از بندگانش فرمودہ۔

Marfat.com

غبار خاطر عشاق مدعا طلبیست
بخلوتے کہ منم یادِ دوست بے ادبیست

یہ شعر حضرت خواجہ کلیم اللہؒ جہان آبادی کا ہے جو انہوں نے وصال سے تھوڑی دیر پہلے فرمایا مدعا طلب کرنا عاشقوں کے دل کا غبار ہے جس خلوت میں ہوں دوست کو یاد کرنا بے ادبی ہے۔

''خط نمبر 2''

اے غلام غوث اعظمؒ فکر کن
فکر کن در خلقتت پس شکر کن

ترجمہ۔(اے غلام محی الدینؒ فکر کر اپنی پیدائش میں اور پھر شکر کر)

جمع گشتہ در تو عالم خلق و امر
جسم تو خلق است روحت است امر

ترجمہ۔(تیرے اندر عالم خلق و امر جمع ہیں۔ تیرا جسم عالم خلق سے ہے اور روح عالم امر سے)

ہست در تو جملہ از عالم کبیر
زیں جہت شد نام تو عالم صغیر

ترجمہ۔(تجھ میں عالم کبیر کی نظیر ہے اس لئے تیرا نام ہی عالم صغیر ہے)

جد تو کل شد ملائک جزو او
زیں سبب آمد خطاب اسجدو

ترجمہ۔(تیرے جد امجد کل ہوئے اور ملائک جزو ٹھہرے، اسی وجہ سے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم آیا)

Marfat.com

''خط نمبر 3''

برخوردار غلام محی الدین حَفِظَکَ اللّٰہُ مَعَ اللّٰحقَۃِ وَوَ فَّقکَ لِمَا یُحِبُّ وَ یَرضیٰ

بعد دعا سلام آنکہ تم کو چاہیے کہ امور ذیل کے پابند رہو۔

(۱) شغل سبق میں بحفظ اوقات سعی ہو۔ (۲) رات کا سونا حسب ہدایت مکان پر میری آرام گاہ پر مع رفقاء والتزام ماوجب آرام کرنا۔

(۳) ختم معہود کو بدستور قائم رکھنا۔ (۴) بعد فراغت ہر روز ضرور گھر میں جایا کرنا۔ (۵) نماز باجماعت اہم المہمات سمجھو۔ (۶) سب طلباء کے ہر طرح خبر گیر رہو۔

''خط نمبر 4''

برخوردار غلام محی الدین حَفِظَکَ اللّٰہُ ''عَمَّا یکرَہُ وَ عَماً یَسُوءُ'' اللہ تعالیٰ ان باتوں سے محفوظ رکھے جو مکروہ ہیں اور ناپسند ہیں۔ بعد سلام آنکہ سب گھروں اور مہمانوں کی خبر گیری رکھنا جمعہ اور جماعت کا التزام رہے۔ اپنے استاد صاحب کا حسب ہدایت خیال رکھنا ان کی ضروریات کو قبل از وقت مہیا رکھنا ان کی صحت کا خیال چاہیے نہ صرف سبق اور مطلب کا ایسا ہی جناب قاری صاحب کی خبر گیری رکھنا یعنی کوئی وطنی ناتراشیدہ حسب عادت اہل وطن پیش آنے نہ پائے ایسا حلیم نہ ہونا چاہیے کہ ضروریات میں نقصان ہو اور نہ ایسا درشت کہ خلق اللہ بیزار ہو۔

''خط نمبر 5''

برخوردار غلام محی الدین وَ فَّقکَ اللّٰہُ لِمُو جِبَاتِ رَضَا ئِہٖ وَ لِقَائِہٖ

دعا اور سلام اما بعد!

یہاں پر بفضلہ سبحانہ من کل الوجوہ خیریت ہے،

نمی گویم کہ از عالم جدا باش   بہر جائے کہ باشی باخدا باش

Marfat.com

ترجمہ۔ (میں یہ نہیں کہتا کہ جہان سے جدا ہو، جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو۔)

الیوم نیز تاکید در بارہ شراب دوشینہ یعنی محافظت نسبت و سائر امور مسطورہ قلمی نمودہ مے آید (آج بھی شراب دوشینہ یعنی نسبت مع اللہ کی حفاظت اور دیگر امور مسطورہ کے متعلق تاکید کی جاتی ہے۔)

جہاں میں سخن گو سب ایک ہی ہے فارسی، ہندی، عربی سب ایک ہے اس دار وجود میں کون بسنے والا ہے سوائے اس حکیم اور ودود کے کوئی نہیں اس کا جلوہ ہر شی میں نمایاں ہے اور اس کا علم ہر شی پر محیط ہے۔

ان خطوط سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرتؒ اعلیٰ اپنے لخت جگر کو علم ظاہر کے ساتھ ساتھ علم باطن میں بھی اونچے مقام پر پہنچانا چاہتے تھے اور بچپن سے ہی وحدۃ الوجود کی اعلیٰ نسبت کی تعلیم دینا چاہتے تھے۔

جوہر یکتا

حضرت بابو جیؒ کی زندگی میں ابتدائی ایام سے ہی ایسے آثار اور علامتیں نظر آتی تھیں جن سے آپؒ میں صبر و تحمل، قربانی و ایثار اور دنیاوی آسائشوں کو ترک کر کے صرف اللہ سے لو لگانے کی لگن نمایاں تھی۔ چنانچہ اپنے طالب علمی کے زمانے میں آپؒ نے وہی روش اختیار کی جو حضرت اعلیٰؒ نے حصول تعلیم کیلئے اپنائی تھی۔ اس میدان میں بھی قبلہ بابو جیؒ حضرت اعلیٰ کے نقش قدم پر چلتے رہے اور جس طرح حضرتؒ اعلیٰ نے طالب علمی کے دور میں بڑی مشقتیں جھیلی تھیں سفر کی سختیاں برداشت کی تھیں اور زندگی کی سہولتوں سے منہ موڑ کر علم حقیقی کی جستجو اور تلاش حق میں محو رہے تھے۔ اسی طرح طالب علمی کے ایام میں قبلہ بابو جیؒ نے بھی محنت و مشقت، کم خوری، جفاکشی اور شب بیداری کو اپنا شعار بنایا اور اس طرز زندگی پر عمل پیرا ہونے کے لئے آپؒ نے ایک انوکھی ترکیب نکالی۔ جمعرات کی

Marfat.com

شام کو چند ہم سبق طلبا کو ساتھ لے کر آس پاس کی کسی بستی میں چلے جاتے اور وہیں کسی مسجد میں رات گزارتے۔ آپؒ کے رفقا گاؤں والوں سے روٹی کے روکھے سوکھے ٹکڑے جمع کر کے مسجد میں لے آتے اور آپؒ سب کے ہمراہ وہی تناول فرماتے اور حق تعالیٰ کا شکر بجالاتے۔ رفتہ رفتہ جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ طلباء روٹی کے ٹکڑے کس کے لئے جمع کرتے ہیں تو انہوں نے پر تکلف کھانا بھجوانا شروع کیا۔ جب قبلہ بابو جیؒ نے دیکھا کہ بھید کھل گیا ہے تو شب بیداری اور خاک نشینی کا یہ انداز چھوڑ دیا۔ لیکن کون نہیں جانتا کہ حضورؒ نے حقیقتاً یہ طرز عمل عمر بھر اپنائے رکھا۔ مٹی کے برتنوں میں کھانا پینا عمر بھر ان کا معمول رہا۔ سادہ رہن سہن، نمود و نمائش سے نفرت، نرم گفتاری، عجز و نیاز، خاک نشینوں سے محبت اور تخت نشینوں سے پرہیز ایسے اوصاف حمیدہ ان کی زندگی کے روشن پہلو تھے۔
ایک موقع پر حضرت اعلیٰؒ نے اس رائے کا اظہار فرمایا کہ علم تو ایک طرف، فقر اور عشق میں بابو جیؒ کو مجھ سے کم نہیں پاؤ گے۔

بابو جیؒ کا لقب

آپؒ کا اسم گرامی سیّد غلام محی الدینؒ تھا۔ ریلوے انجن سے والہانہ محبت اور شغف کے باعث حضرت اعلیٰؒ نے آپؒ کو بابو جیؒ کا خطاب دیا۔ واضح رہے کہ اس دور میں ریلوے اہلکار کو بابو کہا جاتا تھا جو ان کی پہچان بن گیا اور پوری دنیا میں آپؒ اسی نام سے مشہور ہو گئے۔ ریلوے انجن سے قبلہ بابو جیؒ کو شروع سے ہی بے حد لگاؤ تھا اور اسے دیکھنے کیلئے بسا اوقات گولڑہ شریف ریلوے سٹیشن پر ساری رات بیٹھے رہتے۔ یہاں تک کہ اپنی خوابگاہ کی چھت پر بھی ریلوے سگنل نصب کروایا تھا۔ ریلوے انجن سے آپؒ کی انسیت سے اکثر انجن ڈرائیور آگاہ تھے اور گولڑہ سٹیشن سے رات کے وقت گزرتے ہوئے وہ بار بار سیٹی بجاتے تھے۔ جسے سن کر آپؒ فرماتے یہ کسی دردمند کے دل کی چیخ پکار ہے اور بسا اوقات اسی تاثر کے تحت آپؒ پر رقت طاری ہو جاتی۔ یہ صورت حال اس

Marfat.com

بات کی غماز تھی کہ آپؒ نہایت پردرددل رکھتے تھے۔

ریلوے انجن سے محبت کا سبب

ایک مرتبہ کسی دوست نے کہا کہ آپؒ کیوں کالے کلوٹے انجن پر فریفتہ ہیں اور ایسی بھونڈی شکل والی چیز کو اپنا محبوب بنایا ہے۔ حضرت بابو جیؒ نے جواب میں فرمایا ''مجھے اس کی چار ادائیں پسند ہیں۔ اول اس کا حوصلہ کہ جتنی آگ ڈالتے جاؤ اتنی ہی تیز رفتار سے چلے گا۔ دوئم اس کی وفا شعاری۔ اس کے ساتھ فرسٹ کلاس یا تھرڈ کلاس کا ڈبہ لگا دو یا مال گاڑی کا چھکڑا۔ جہاں خود جائے گا اپنے ساتھ وابستہ ڈبوں کو بھی لے جائے گا۔ تیسرا۔ جذبہ۔ ایثار کہ خود جلتا ہے مگر دوسروں کو آرام و آسائش پہنچاتا ہے اور انہیں ان کی منزل مقصود تک لے جاتا ہے۔ چوتھے۔ استقامت اور مستقل مزاجی کہ اپنی مقررہ راہ پر ہی چلتا ہے۔ کتنے ہی پیچ وخم آئیں اور نشیب وفراز سے گزرنا پڑے وہ کسی صورت بھی بے راہ روی اختیار نہیں کرتا۔'' قبلہ بابو جیؒ کے ان ارشادات گرامی پر ''مہر منیر'' میں مولانا مفتی فیض احمد فیض صاحب نے خوب عالمانہ اور عارفانہ تبصرہ کیا ہے آپ ص ۳۶۷ پر لکھتے ہیں۔

''آپؒ (حضرت بابو جیؒ) کے یہ الفاظ کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ ان میں جہاں ایک طرف بلند نگاہی کا مظاہرہ ہے تو دوسری طرف مرشد کی خصوصیات کی وضاحت ہے صاحب ارشاد کیلئے ضروری ہے کہ

1۔ وہ بلند حوصلہ ہو۔ مۓ عرفاں کے خُم کے خُم پی جائے مگر اس کا ظرف عالی چھلکنے نہ پائے۔

2۔ باوفا ہو کہ اپنے جملہ صاحب نسبت مبایعین کو خواہ وہ کیسے ہی ہوں منزل مقصود تک پہنچا دے۔

3۔ صاحب ایثار ہو کہ دوسروں کے نفع کیلئے خود ضرر تک اٹھالے۔

Marfat.com

4۔استقامت (نصف کرامت) پر ایسا راسخ ہو کہ کسی حالت میں جادہ حق نہ چھوڑے۔"
اس وحید العصر شخصیت (حضرت بابوؒ جی) نے عملی طور پر ان تمام خصوصیات کو بدرجہ اتم اپنایا۔

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَالمِنَّۃُ عَلٰی ذٰلِکَ

ہر کسے را بہر کارے ساختند میل آں اندر دلش انداختند

ترجمہ۔حق تعالیٰ نے ہر کسی کو کسی خاص کام کیلئے بنایا ہے اور اس کے دل میں اس کام کی محبت پیدا کی ہے۔

"بابو جیؒ اور سند حدیث"

بابو جیؒ حضرت اعلیٰؒ اور اپنے استاد مولانا غازیؒ صاحب سے علوم وفنون کی تکمیل کر چکے تھے اور ظن غالب یہی ہے کہ حدیث کی سند بھی حاصل کر چکے تھے مگر مدینہ شریف کے ایک سفر میں حصول برکت کیلئے مولانا عبدالباقیؒ لکھنوی سے حدیث کی سند بھی حاصل کی۔

(ا) صحاح ستہ کی اسناد، حدیث مصافحہ کی سند اور حدیث مسلسل بالاولیت کی سند آپ کے دونوں صاحبزادگان کو بھی جو فارغ التحصیل تھے عطا کی گئیں۔ حضرت بابو جیؒ نے مولانا عبدالباقیؒ کی وفات پر اظہار افسوس کرتے ہوئے لکھا کہ مجھے ان سے شاگردی کا شرف بھی حاصل تھا۔

Marfat.com

باب سوم

شادی اور پہلا سفرِ حج

Marfat.com

فصل اوّل

شادی

''حضرت بابو جیؒ کی شادی''

۱۹۱۰ء میں آپ کی شادی ہوئی۔ حضرت اعلیٰؒ کی طرف سے استاد محبوب عالمؒ نے دعوت نامے جاری کیے۔ جس میں سید محمد دیوانؒ صاحب پاکپتن شریف، حضرت خواجہ محمودؒ صاحب تونسہ شریف، حضرت ضیاء الدینؒ سیالوی، حضرت میاں شیر محمدؒ شرقپوری، حضرت پیر جماعت علی شاہؒ صاحب محدث علی پوریؒ کے علاوہ دوسرے بے شمار علماء وفضلاء شریک ہوئے۔ حضرت پیر نذر الدینؒ کے مزار پر انوار کے پاس نکاح پڑھا گیا۔ اس کے بعد محفل سماع ہوئی، کھانے کا بھی خصوصی انتظام تھا، شادی کا انتظام بہت اعلیٰ نوعیت کا تھا۔ حضرتؒ اعلیٰ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا میری خوشی حضرت دیوان سید محمدؒ صاحب (پاکپتن شریف) اور حضرت خواجہ محمودؒ صاحب (تونسہ شریف) کے قدم رنجہ فرمانے سے ہے۔ آج ہمارا مسکن کتنا خوش نصیب ہے کہ حضرت بابا فریدالحقؒ والدین اور حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ کی اولاد یہاں تشریف فرما ہے۔ اکثر سجادگان ہندوستان جناب بابا صاحب کی ذات بابرکات سے فیض یاب ہوئے ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کا یہاں تشریف لانا ہم سب پر ان کی بڑی نوازش اور مہربانی ہے۔ میرے خیال میں تو ایسا شخص بڑا ہی احمق ہے جو ایسے کام کرنے میں عزت سمجھے جس سے شریعت نے منع فرمایا ہو۔ میں کھانے سے تواضع کروں گا۔ میرے والد بزرگوار نے وصیت کی تھی کہ غلام محی الدینؒ کی شادی خوب فراخدلی سے کرنا سو یہ انتظام اس وصیت کے ایفاء کی بنیاد پر کیا گیا ہے ورنہ مجھے ان بکھیڑوں سے کوئی سروکار نہیں بلکہ دل پر بوجھ ہوتا ہے ہمیں اس پر فخر ہونا چاہیے کہ ہمارا کام جادۂ مستقیم شریعتِ محمدی کے مطابق ہو لہٰذا لوگوں کی رسومات مروّجہ

Marfat.com

سے ہمیں کچھ تعلق نہیں اور نہ کوئی شخص نیندرہ وغیرہ دینے کی تکلیف کرے، میں نے پہلے بھی مخلصین کو منع کر دیا تھا۔ میرے لئے خوشی یہی کافی ہے کہ چند مخلص ومحب اس کارِ خیر میں جمع ہو گئے اور یہ مقصد ہرگز نہیں کہ اس کام میں دنیاداروں کی تقلید میں مساکین کو اس قدر تکلیف دی جائے جو ان کی قوت برداشت سے زیادہ ہے بہتر یہی ہے کہ ایسی رسموں کو موقوف کیا جائے جملہ حاضرین جن کا مجھ سے کچھ بھی تعلق ہے میں ان کو وصیت کرتا ہوں کہ ہرگز تضیعِ مال واوقات نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے بابو جیؒ کو دو فرزند عطا فرمائے۔ بڑے کا نام غلام معین الدینؒ اور چھوٹے کا نام شاہ عبدالحق۔ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو ایک صاحبزادی بھی عطا فرمائی جن کا مزار حضرت اعلیٰؒ کی پائینتی کی طرف ہے۔

Marfat.com

فصلِ دوم

حضرت بابو جیؒ کا پہلا سفرِ حج

حضرت بابو جیؒ عشق الٰہی اور حُب رسول ﷺ کے پیکر تھے چنانچہ آپ نے زندگی میں کئی بار حرمین شریفین کی زیارت کیلئے حجاز مقدس کا سفر کیا۔ آپؒ نے پہلے سفرِ حج کا ارادہ ۱۹۲۹ء میں کیا اور حضرت اعلیٰؒ کی اجازت اور دعاؤں کے ساتھ اٹھارہ مخلصین کے ہمراہ گولڑہ شریف سے بذریعہ ریل بمبئی روانہ ہوئے۔ آپؒ کے ہمسفروں میں میاں قائمؒ دین صاحب، محمد شفیعؒ صاحب، لالکرتی کے منشی رحیم بخشؒ صاحب۔ نعمت اللہؒ خان اور پشاور کے فضل الٰہی سیٹھیؒ صاحب شامل تھے۔

حضرت اعلیٰؒ کا حلقۂ ارادت اس قدر وسیع تھا کہ اس سفر کے دوران ہر سٹیشن پر قبلہ بابو جیؒ کے استقبال کیلئے کثیر تعداد میں مخلصین موجود ہوتے اور آپؒ سے دعائے خیر کراتے۔ چنانچہ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ بمبئی تک جاری رہا۔ بمبئی میں مختصر قیام کے بعد حضورؒ اپنے رفقاء کے ہمراہ بحری جہاز میں سوار ہو کر جدہ روانہ ہوئے۔

سمندری سفر کے دوران قبلہ بابو جیؒ اور تمام رفقاء نے اپنا بیشتر وقت عبادات میں گزارا۔ جوں جوں دیار پاک قریب آتا گیا۔ منزل مراد تک پہنچنے کیلئے حضرت بابو جیؒ کا اشتیاق بڑھتا گیا۔ حتیٰ کہ جہاز جدہ کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوا اور آپؒ نے اپنے رفقاء کے ساتھ بصد خلوص و نیاز سرزمین حجاز پر قدم رکھا اور پہلے روضہ رسول پاک ﷺ پر حاضری دینے کا فیصلہ کیا حالانکہ دوسرے رفقاء کی خواہش تھی کہ پہلے مکہ مکرمہ میں مناسک حج ادا کر لئے جائیں لیکن حضرت بابو جیؒ کا اصرار تھا کہ اوّلاً حبیب پاک ﷺ کے حضور سلام نیاز عرض کریں اور قلب و نظر کو رحمت للعالمین، شفیع المذنبین کی رحمتوں، برکتوں اور روضہ پاک کی تجلیات سے منور کرنے کے بعد مکہ مکرمہ جائیں۔

Marfat.com

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ قافلہِ عشاق مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں کا ذرہ ذرہ سجدہ گاہ اہلِ دل ہے۔ جس کی ہوائیں معطر اور فضائیں نورِ حقیقی سے منور ہیں جہاں محبوب خدا، شافعِ روزِ جزا، سرورِ انبیاء جلوہ فرما ہیں۔ جہاں ملائک بھی کمالِ ادب سے حاضر ہوتے ہیں۔ بقول علامہ اقبالؒ

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ ایں جا

ترجمہ:۔ یہ مقام آسمان کے نیچے وہ جائے ادب ہے جو عرش معلیٰ سے بھی نازک تر ہے۔ یہاں حضرت جنیدؒ اور حضرت بایزیدؒ جیسے صاحبان کمال بھی سانس روک کر حاضر ہوتے ہیں۔

حضرت بابو جیؒ اور ان کے رفقا نے مدینہ منورہ پہنچتے ہی روضہ اقدس پر حاضری دی اور منتظمین کی طرف سے عائد کردہ تمام آداب کا پورا پورا خیال رکھا۔ تاہم اس دوران آپؒ محبت وعقیدت سے رو رو کر سرکار دو عالم ﷺ کے حضور التجا کرتے رہے۔ اپنے والدِ ماجد حضرت اعلیٰؒ کی درازی عمر کیلئے دعا کرتے کہ ان کا سایہ شفقت تا دیر قائم رہے۔ تمام اہل خانہ، رفقائے سفر اور مخلصین ومعتقدین کی مغفرت کیلئے عرض گزار ہوئے اور اس تمنا کا اظہار فرماتے کہ درِ پاک پر حاضری کی سعادت بار بار نصیب ہو۔

محبان رسول ﷺ مدینہ منورہ سے رخصت ہو کر مکہ معظمہ پہنچے اور مناسک حج ادا کیے۔ یہاں حرم شریف میں قبلہ بابو جیؒ انتہائی عجز وانکسار کے ساتھ ربِ ذوالجلال کے حضور بخشش ومغفرت کے لیے دعا گو رہے۔ مناسک فرائض حج سے فارغ ہو کر قافلہ سالار محبت حضرت بابو جیؒ کی قیادت میں تمام رفقاء بحری جہاز کے ذریعے وطن روانہ ہوئے اور بمبئی سے ریل کے ذریعہ گولڑہ شریف پہنچے۔ گولڑہ شریف کے سٹیشن سے قبلہ بابو جیؒ اپنے ساتھیوں اور استقبال کرنے والوں کے ہمراہ پا پیادہ حضور اعلیٰؒ کی خدمت میں

Marfat.com

حاضر ہوئے۔ آپؒ کا زندگی بھر یہی معمول رہا کہ جب بھی سفر سے واپس تشریف لاتے پیدل چل کر حضرت اعلیٰؒ کی خدمت میں حاضری دیتے اور حضرت اعلیٰؒ کی وفات کے بعد ان کے روضہ شریف پر حاضر ہو کر سلام عرض کرتے۔ قبلہ بابو جیؒ فرماتے تھے کہ حجاز مقدس میں قیام کے دوران ایک عرب بزرگ نے ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ۱۹۳۷ء میں بہت بڑا انقلاب آئے گا۔ یہ سن کر فوراً میرے دل میں خیال آیا کہ ۱۹۳۷ء میں حضرت اعلیٰؒ کا انتقال ہوگا۔ مولانا مفتی فیض احمد فیض صاحب ''مہرِ منیر'' میں لکھتے ہیں کہ واقعی ۱۹۳۷ء میں بہت بڑا انقلاب آیا۔ ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء کو حضرت اعلیٰؒ کا انتقال ہوا اور ۱۲ مئی ۱۹۳۷ء کو جب آپ کا جسدِ مبارک سپردِ مزار کیا جا رہا تھا۔ برطانوی شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم تخت تاج سے دست بردار ہوا اور کچھ ہی عرصہ بعد دوسری جنگ عظیم چھڑ گئی۔ گویا اس سال کئی ظاہری و باطنی انقلابات برپا ہوئے۔

Marfat.com

بابِ چہارم

اجازتِ بیعت وارشاد، اخلاقِ فاضلہ، ملکی وملّی خدمات

Marfat.com

فصلِ اوّل

اجازتِ بیعت وارشاد

حضرت اعلیٰؒ کی طرف سے اجازتِ بیعت وارشاد

حضرت اعلیٰؒ کو جب اطمینان ہوگیا کہ قبلہ بابو جیؒ علمی اور روحانی مدارج بطور احسن طے کر چکے ہیں اور انہوں نے ظاہری و باطنی اوصاف وکمالات حاصل کر لئے ہیں تو آپؒ کو بیعت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی گئی۔قبلہ بابو جیؒ طبعاً نہایت منکسر المزاج واقع ہوئے تھے،اس لئے اس ذمہ داری کو قبول کرنے سے گریز کرتے رہے مگر بارگاہِ ایزدی سے آپؒ اس عظیم روحانی منصب کیلئے منتخب ہو چکے تھے اور یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ آپؒ کے دستِ فیض سے لوگوں کو رشدو ہدایت نصیب ہو لہٰذا بالآخر آپ کو مشیّتِ حق کے مطابق یہ بارِگراں اٹھانا پڑا۔

جن دنوں حضرت اعلیٰؒ کی طبیعت ناساز تھی قبلہ بابو جیؒ نے پاکپتن شریف جانے کا ارادہ کیا۔حسبِ معمول حضرت اعلیٰؒ کی خدمت میں اجازت کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت اعلیٰؒ نے کمالِ شفقت سے اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اخلاص کے ساتھ بیعت لینا چاہیے تو اسے بیعت کرلیا کرو۔حضرت بابو جیؒ نے عرض کیا ''اگر بیعت لینے کیلئے اہلیت ضروری ہے تو بندہ میں اس کا یکسر فقدان ہے،اگر اس سے غرض روٹی کمانا ہے تو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپؒ کی جوتیوں کا صدقہ کسی کی محتاج نہیں۔یہ بھی تو آپؒ کا ارشاد ہے کہ بیعت لینے کا استحقاق اس شخص کو ہے جس کی نظر اعیانِ ثابتہ پر ہو اور میں تو ظاہری نظر کیلئے بھی عینک کا محتاج ہوں۔'' حضرت اعلیٰؒ نے فرمایا'' دوسرے لوگ کون سے ولیوں کی اولاد ہیں۔'' قبلہ بابو جیؒ نے عرض کیا'' جناب دوسروں کی نسبت کچھ عرض نہیں کرسکتا صرف اپنا حال عرض کر رہا ہوں'' کچھ خاموشی کے

Marfat.com

بعد حضرت اعلیٰؒ نے بڑی تاکید کے ساتھ اپنا حکم دہرایا تو بابو جیؒ نے عرض کیا "تعمیلِ حکم کیلئے حاضر ہوں بشرطیکہ ذمہ داری قبول فرمائیں" غالباً بابو جیؒ نے یہ شرط اس لیے لگائی کہ حضرت ایسا وعدہ نہیں فرمائیں گے اور نہ ہی انہیں بیعت کا بار اٹھانا پڑے گا۔ جواب میں حضرت اعلیٰؒ نے فرمایا "ذمہ داری جن کی ہے وہی ذمہ دار ہیں میں بیچارہ کون ہوں ذمہ داری کا بوجھ اٹھانے والا" بابو جیؒ کو یہ عرض کرنے کا موقع مل گیا "تو میری بیچارگی کا کیا کہنا، مجھ میں یہ بارِ گراں اٹھانے کی تاب کہاں۔" بالآخر کچھ دیر سکوت کے بعد حضرت اعلیٰؒ نے فرمایا "اچھا جو شخص تمہارے ہاتھ پر بیعت کرے گا میں اس کا ذمہ دار ہوں۔" حضرت بابوؒ جی کے ان جملوں میں جو تواضع، انکساری، خوف خدا للّٰہیت پوشیدہ ہے اسے اہلِ نظر ہی جان سکتے ہیں۔ روحانی خلافت ایک بہت بڑا منصب ہے۔ جو حضرت بابو جیؒ کی نظر اس ارشاد نبویؐ پر تھی کہ "خود بخود منصب کا طالب نہیں ہونا چاہیے۔" سنن ابوداؤد کی حدیث ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اے عبدالرحمٰنؓ بن سمرہ! تم خود وہ عہدہ طلب نہ کرو اگر مانگنے سے ملا تو تم اس عہدے کے سپرد کر دیے جاؤ گے اور اگر بغیر مانگے ملا تو عالم غیب سے امداد ہوگی۔" (سنن ابوداؤد جلد ثانی ص ۵۰)

اسی مضمون کی حدیث حضرت موسیٰؓ ابواشعری سے مروی ہے کہ دو آدمی ان کے ہمراہ بارگاہ نبویؐ میں پہنچے ان میں سے ایک نے کہا "ہم اس لیے آئے ہیں کہ آپؐ ہم کو عامل زکوٰۃ و صدقات کے منصب پر فائز کر دیں" دوسرے نے بھی یہی بات کہی۔ آپؐ نے فرمایا "جو منصب کا حریص ہو ہم اسے منصب نہیں دیتے، جو اہلیت رکھتا ہو اس کو منصب عطا کرتے ہیں۔" (ایضاً سنن ابوداؤد جلد ثانی ص ۵۰)۔ حضرت بابوؒ جی کی نظر ارشادات نبویؐ پر تھی اس لیے باطنی عہدہ طلب کرنے سے معذرت کی مگر حضرت اعلیٰؒ آپ کی اہلیت اور صلاحیت کو جانتے تھے، اس لیے باصرار یہ منصب عطا فرمایا۔ حضرت بابوؒ جی کے روحانی درجات و کمالات کے سلسلے میں کئی واقعات بیان کیے جا سکتے ہیں۔

Marfat.com

مشتے نمونہ از خروارے کے مصداق یہاں صرف ایک ہی واقعہ درج کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ جس سے قبلہ بابوؒ جی کے مقام و مرتبہ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس واقعہ کی تفصیل ''مہرِ منیر'' (صفحہ ۳۶۹) پر مولانا فیضؒ احمد فیض صاحب نے اپنے ذاتی تجربے کے حوالے سے یوں درج کی ہے۔

میں نے مدینہ منورہ کے اپنے قیام کے دروان حضرت سیّد احمد العطاسؒ مدنی صاحب سے استفسار کیا کہ'' جناب کے تعلقات قبلہ بابوؒ جی سے کس طرح استوار ہوئے'' جناب مدنیؒ صاحب نے اس کی تفصیل یوں بتائی کہ'' میں ایک مرتبہ گولڑہ شریف میں حاضر ہوا۔ میری دلی تمنا تھی کہ حضرت قبلۂ عالم سیّد مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز سے شرفِ بیعت حاصل ہو لیکن حضرت کا وصال ہو چکا تھا۔ ایک دن میں صبح کی نماز کے بعد کمرہ بند کیے ہوئے اپنے خاندانی اوراد پڑھنے میں مشغول تھا۔ حضرتؒ اعلیٰ کی زیارت سے محرومی کے باعث بڑا قلق تھا اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ اچانک حضرتؒ اعلیٰ بہ نفسِ نفیس وہاں تشریف لے آئے۔ مجھے تسلی اور دلاسا دیا نیز ارشاد فرمایا ''میں اور غلام محی الدینؒ دو نہیں ہیں۔ اس سے میری تشفی ہو گئی اور کچھ عرصہ بعد بغداد شریف کے قیام کے دوران حضرت بابو جیؒ سے بیعت کا شرف حاصل ہوا۔

Marfat.com

فصل دوم

اخلاقِ فاضلہ

حضرت بابو جیؒ کے اخلاقِ فاضلہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت بابو جیؒ کو مثالی اخلاق و اوصاف سے نوازا تھا۔ آپؒ شرافت و نجابت، خلوص و نیاز، عجز و انکسار، ایفائے عہد، اخفائے حال، مروت و محبت اور جود و سخا کے پیکر تھے۔ عفو و درگزر آپؒ کی فطرت تھی۔ استقامت آپؒ کے کردار کی نمایاں خوبی تھی۔ خاطر تواضع آپؒ کو ورثہ میں ملی تھی اور ضرورتمندوں کی دستگیری آپؒ کا شیوہ تھا۔ ان اعلیٰ اور ارفع صفات کے عملی مظاہرہ سے متعلق ہزاروں واقعات دیکھنے اور سننے میں آئے ہیں جنہیں یکجا کر کے ایک جدا کتاب مرتب کی جا سکتی ہے تاہم یہاں ہم صرف چند اوصاف حمیدہ ہی بیان کرنے پر اکتفا کریں گے۔

جُود وسخا

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ قبلہ بابو جیؒ سراپا جُود و سخا تھے اور آپؒ کے کردار کا حسین پہلو آپؒ کا خاندانی ورثہ تھا۔ آپؒ کے اس وصف کی تفصیل جتنی بھی بیان کی جائے وہ تشنہ رہے گی اور سچ تو ہے کہ حضورؒ خود بھی ایسے کاموں کے ذکر کو ناپسند فرماتے تھے اس لئے کہ آپؒ یہ کام دکھاوے اور تشہیر کیلئے نہیں کرتے تھے بلکہ انہیں پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے۔ کیونکہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ خیرات اس طرح دو کہ ایک ہاتھ سے دی گئی خیرات کا دوسرے ہاتھ کو علم نہ ہو۔ آپؒ کا یہی مسلک تھا اور ہمیشہ اس پر کاربند رہے۔ درحقیقت آپؒ پوشیدہ طور پر ملک کے اندر اور ملک سے باہر کئی ایک دینی درسگاہوں کے علاوہ بے شمار مستحق افراد کی نہایت فیاضی سے مدد کرتے تھے۔

اسی طرح آستانہ عالیہ پر روزانہ سینکڑوں بلکہ عرس کے موقع پر ہزاروں زائرین کے

Marfat.com

قیام وطعام کا انتظام آپؒ کی فیاضی کا مظہر تھا اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔ حضرت بابوجیؒ کے فرمان کے مطابق یہ ''لنگر غوثیہ'' جس کا فیض سدا جاری رہے گا۔ قیام وطعام کا انتظام بہت بڑی سخاوت ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے افضل عمل قرار دیا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''تُطعِمُ الطَّعَامَ وَ تُقرِ ؤالسَّلامَ علٰی مَن عَرَفتَ وَ مَن لَّم تَعرِف'' ترجمہ۔ ''لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور واقف و ناواقف کو سلام کرو۔'' دراصل جو دوسخا اور مخلوقِ خدا کی خلوص نیت سے خدمت کرنا ہی ولایت کی روح ہے اور یہی بہت بڑی کرامت ہے۔ اس موضوع پر حضرت شیخ سعدیؒ نے کیا عمدہ شعر کہا ہے۔

کرامت جواں مردی و ناں دہی ست
مقالاتِ بے ہودہ طبل تہی ست

ترجمہ۔ (اصل کرامت جوانمردی اور لوگوں کو کھانا کھلانا ہے اور بے ہودہ دعوے خالی ڈھول کی طرح ہیں) دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ سے کچھ پہلے ۱۹۴۴ء میں جب حج بیت اللہ کا راستہ دوبارہ کھلا تو حضرت بابوجیؒ حجازِ مقدس روانہ ہوئے۔ اس لئے کہ اس وقت اہل عرب کے حالات اچھے نہ تھے اور عوام فقر وفاقہ کا شکار تھے۔ دیارِ رسول ﷺ کے باسی غربت وافلاس کی وجہ سے طرح طرح کی مشکلات میں مبتلا تھے۔ کئی سال تک جنگ کے دوران سفرِ حج پر بندش کی وجہ سے عربستان کے عوام بالخصوص طلباء واساتذہ، مشائخ اور حرمین شریفین کے خدام بیرونی امداد سے محروم تھے۔ زائرین حج کی آمد کا سلسلہ منقطع ہونے کے باعث ان کے ذرائع آمدن بھی متاثر ہوئے تھے۔ قبلہ بابوجیؒ کو ان حالات کا علم ہوا تو حج پر روانگی کے وقت اپنے ساتھ کثیر تعداد میں سلے ہوئے کپڑے اور دوسری ضروریات زندگی لے گئے۔ اور جدہ سے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے راستہ میں ہر جگہ مستحقین کی امداد کی۔ اس سفرِ خیر وبرکت کے بارے میں ''مہرِ منیر'' (صفحہ ۳۷۲ پر)

Marfat.com

بیان کیا گیا ہے کہ ''مدینہ منورہ میں جب تیار شدہ فہرستوں کے مطابق علماء ومشائخ اور خدام حرم میں زرِ اعانت تقسیم ہو چکا تو قبلہ بابو جیؒ نے اعلان فرما کر فقراء اور مساکین کو ایک بڑی حویلی میں جمع کرایا اور ان میں خیرات تقسیم فرمائی۔ بعد ازاں جب پتہ چلا کہ مقامی پولیس (شُرطہ) کو سال میں بیشتر حصہ میں تنخواہ نہیں ملی تو پولیس کے سپاہیوں کی بھی امداد فرمائی اور ان کے افسروں کے گھروں پر عطیات بھجوائے۔''

اس سلسلے میں ''مہرِ منیر'' (صفحہ ۳۴۷ پر) ایک نہایت روح پرور اور ایمان افروز واقعہ درج ہے جو قبلہ بابو جیؒ کا سرکارِ دو عالم حضور نبی کریم ﷺ سے قربت و تعلق کا عکاس ہے۔ ''حویلی کے اندر فقراء اور غرباء میں تقسیمِ اعانت کے دوران حضرت بابو جیؒ کے حکم سے روپوں اور ریالوں سے بھرے ہوئے ٹوکروں کو کپڑوں سے ڈھانپ دیا گیا تھا۔ آپؒ نے ہدایت فرمائی تھی کہ روپے کپڑے کے نیچے سے ہاتھ ڈال کر نکالے جائیں اور کپڑے کو ٹوکرے کے اوپر سے نہ اٹھایا جائے'' آپؒ کے ایک مخلص رفیق غلام قادر صاحب کا بیان ہے کہ ''تقسیم شروع ہونے سے تقریباً ایک گھنٹہ بعد اس خیال سے کہ روپے اب ختم ہونے کے قریب ہوں گے میں نے ایک ٹوکرے پر سے کپڑا اٹھا کر جھانکا تو دیکھا کہ ابھی ایک چوتھائی روپے بھی ختم نہیں ہوئے تھے۔ میں سمجھ گیا کہ برکتِ خداوندی کا کرشمہ ہے چنانچہ فوراً کپڑا دوبارہ ٹوکرہ پر ڈال دیا۔ ادھر ایک تقسیم کنندہ نے غلطی سے ایک ٹوکرے پر سے کپڑا الٹ دیا تو دیکھا کہ روپوں کی تہ تیزی سے اترنے لگی اور ٹوکرا تھوڑی دیر میں خالی ہو گیا۔ اس کے برعکس حویلی کے دوسرے دروازہ پر جو ٹوکرا استعمال ہو رہا تھا اور جس پر سے کپڑا نہیں اٹھایا گیا تھا اس میں سے بہت دیر تک تقسیم جاری رہی اور وہاں کے تمام مستحقین کے لئے وہی روپیہ کافی ثابت ہوا۔'' اس واقعہ کو سب نے نبی کریم ﷺ کا معجزہ شمار کیا۔

شرفائے سادات کے ایک عمر رسیدہ بزرگ مدینہ منورہ کے بیرونی محلہ میں رہتے

Marfat.com

تھے۔ حضرت بابو جیؒ خود ان کے پاس تشریف لے گئے۔ وہ کرایہ کے ایک مکان میں رہائش پذیر تھے اور کئی ماہ کا کرایہ ان کے ذمہ واجب الادا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت رسول پاک ﷺ خواب میں آئے تھے اور فرمایا کہ عنقریب تمہارا بھائی اور دوست آئے گا اور تمہاری طرف سے تمام کرایہ ادا کر دے گا۔ چونکہ حضرت بابو جیؒ مدینہ منورہ کے ضرورتمندوں کے بارے میں معلومات نہ رکھتے تھے اس لئے حضرت مدنی صاحبؒ کے وساطت سے ان تک رسائی حاصل کی اور امداد پہنچائی۔ مدینہ شریف میں قیام کے دوران قبلہ بابو جیؒ مدنی صاحبؒ کو ساتھ لے کر شہر کی پرانی آبادی کی طرف نکل جاتے اور اپنے مقربین کے ذریعہ سے ان لوگوں میں مالی امداد بھجواتے۔ یہ سلسلہ تقریباً رات بھر جاری رہتا جب تہجد کی اذان ہوتی تو واپس آتے اور حرم شریف میں حاضری دیتے۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت بابو جیؒ کی مدینہ منورہ سے واپسی پر قبلہ مدنی صاحبؒ نے خواب میں آنحضرت ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے بابو جیؒ کی جود وسخا پر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ (مہر منیر صفحہ ۳۷۳)

حضرت مدنی صاحبؒ کا خط

حضرت قبلہ سید احمد العطاسؒ صاحب مدنی کو قبلہ بابو جیؒ سے بے حد دلی لگاؤ اور گہری عقیدت تھی۔ آپؒ نے بارہا اپنی اس محبت اور نسبت کا اظہار کیا۔ آپؒ کا مندرجہ ذیل خط اسی انسیت اور قلبی تعلق کا عکاس ہے۔ حضرت قبلہ مدنی صاحبؒ ۱۳۶۳ھ میں اپنے اس مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔ "فَفِی ۱۳۶۳ھ عَلٰی مَا اَذْکُرُ وَ آمُلُ بِاَنَّ ذَاکِرَتِی مَا نَسِیَت شَیئاًوَ قَد مَضَت عَلٰی ذَالِکَ سِنُونَ عَدِیدَۃٌ کَانَ قَاصِدًا لِلحَجِّ وَ الزِّیَارَۃَ سَیِّدی وَ مُرشِدِی سَیِّد غُلَام مُحی الدِّینؒ وَ کَانَ قَرِیباً وَاصِلاًاِلٰی جَدَّۃ وَ مَن یُرَ فِقُہٗ مِنَ الاخوَان رَاَیتُ فِی المَنَام حَضرَۃ سَیِّدِی الرَّسُولِ الاَعظَم ﷺ وَاَنَا وَاقِفٌ بِالقُربِ مِنہُ وَ ھُوَ یَقُولُ لِی

Marfat.com

اِذهَب اِلَى ابنِی فَقَابِلهُ وَ بَلّغهُ السَّلامَ وَ لِلمَرَّۃ الثَّانِیَۃِ رَأیته ﷺ یُنَادِ بِنِی بِا سِمِی وَ یَقُولُ لِی بَلّغ سَلامِی لاَ بنِی غُلاَمُ مُحی الدِّینِ وَ الجَمَاعَۃِوَ اَخبِرہُ بِانِّی رَاضٍ عَنہُ وَ ھُوَمِنَ المَقبُولِینَ اِلاَمرِبِالقَضَاءِ مِنَ المُحَارِبِ وَ فِی تِلکَ السَّنَۃِ لَمَّا جَاءَ سَیِّدی غُلاَم مُحی الدِّینِ اِلَی المَدِینَۃِ المُنَوَّرَۃِ وَ ذَعَ وَ قَسَّمَ کَثِیراًمِنَ الخَیرَاتِ وَ الصَّدقَاتِ وَ الذَّکٰوۃِ کَانَ فِی ذٰلکَ الوَقتِ تَصِلُ مِنَ الکَثِیرِ مِنَ النَّاسِ اَورَاقٌ مَکتُوبَۃٌ یَطلُبُونَ فِیھَا وَ یَذکُرُونَ حَاجَاتِھِم وَ کُنتُ کُل یَومٍ اَجمَعُ مَا یَجیُ مِن ھٰذِہِ الاَ وراقِ فِی جَیبِی حَتّٰی یَجیُ ذَالِکَ الوَقتِ لِاُ سَلِّمَھَا وَ اَقرأُھَاالسَّیِّدِ غُلاَم مُحی الدِّینَ وَ کَانَ فِی ذَالِکَ الیَومِ مِن حَمَلَۃِالاَورَاقِ وَرَقَۃٌ جَاءَ ت مِن مُحَارِبِ السِّجنِ وِالمُتَّھمِ بِتُھمَۃِالقَتلِ وَ ضَعتَھَا فِی جَیبِی مِن جُملَۃِ الاَورَاقِ وَقَد جَلَستُ علٰی دَکَّۃِ دَاخَلِ البَیتِ وَ کُنتُ تَعِباً کَثِیراًجِدً ا فَنِمتُ وَاَنَا جَالِسٌ عَلَی الدَّکَّۃَ رَأیتُ حَضرۃ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺوَ ھُوَیَقُولُ لِی اَینَ الاَ وراقُ فَفَتَّشتُ فِی جَیبِی وَ اَخرَ جتُ وَرَاقَۃً فَاِذَا ھِیَ الَّتی جَاءَ ت مِن المُحَارِبِ فَقَالَ لِی ﷺ قُل لِغُلاَم مُحی الدِّینِ یَقضِی عَن ھَذَا۔ وِ امتِثَالاً لِاءِ مرِہِ ﷺ قَد اُجرِیَ کُلُّ مَا لَزِمَ مَن جِھَۃِ الحُکُومَۃِ وَ اُطلِقَ سَرَاحُ المحَارِبِ وَبِالرَّھنِ کُلُّ مَن ھُوَ فِی السِّجنِ وُ قُضِی عَنہُ وَ عَنِ الجَمِیعِ وَ اُطلِقَ سَرَاجُھُم مِنَ السِّبجنَ وَ قَد عِلمَ بِالیَقِینِ بِاَنَّ المُحَارِبِ مُتَّھَمٌ ظُلماً کَانَ فَرِحَاعَظِیماًکُلِّ الوُجُوہِ فِی المَدِینَۃِ المُنَوَّرَۃِ لِذٰلِکَ الاَمرِ۔"

ترجمہ: (اور ۱۳۶۳ھ میں جیسا کہ مجھے یاد ہے اور امید ہے کہ باوجود بہت سال گزرنے کے میرا حافظہ کسی چیز کو نہیں بھولا میرے سردار اور مرشد سید غلام محی الدینؒ حج اور زیارت کے ارادہ سے تشریف لا رہے تھے اور آپؒ ہمراہیوں سمیت جدہ کے قریب

Marfat.com

پہنچ چکے تھے کہ مجھے خواب میں حضور رسول اعظم ﷺ کی زیارت ہوئی اور میں آپ ﷺ کے قریب کھڑا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا جا ''میرے فرزند کا استقبال کر اور اسے سلام پہنچا'' اور دوسری بار میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ مجھے میرے نام سے پکار کر فرماتے ہیں کہ ''میرے فرزند غلام محی الدینؒ اور اس کے ہمراہیوں کو میرا سلام پہنچاؤ اور اس کو خبر دے کہ میں اس سے راضی ہوں اور وہ مقبولوں میں سے ہے'' اور اسی سال جب سیّد غلام محی الدینؒ مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور بہت صدقات و مال وزکوٰۃ تقسیم فرمائے تو بہت سے لوگوں کی طرف سے مجھے خطوط آتے تھے جن میں وہ اپنی حاجات کا ذکر کرتے تھے اور مدد مانگتے تھے۔ میں روزانہ ان خطوط کو جمع کر کے جیب میں رکھتا تھا تا کہ وقت آنے پر آپؒ کے حضور پیش کروں اور آپؒ کے سامنے پڑھوں۔ انہیں دنوں میں ایک قیدی کی طرف سے خط آیا جو بوجہ تہمتِ قتل جیل میں بند تھا میں نے وہ رقعہ دوسرے رقعوں کے ساتھ جیب میں رکھ دیا اور گھر کے اندر تخت پوش پر بیٹھ گیا میں بہت تھکا ہوا تھا بیٹھتے ہی نیند آ گئی دیکھتا ہوں کہ حضور ﷺ ارشاد فرما رہے ہیں '' کہ وہ رقعہ کہاں ہے؟'' میں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک رقعہ نکالا اور دیکھا تو وہی قیدی والا رقعہ تھا۔ پس حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''غلام محی الدینؒ کو کہو کہ اس کی طرف سے ضمانت ادا کر دے۔'' چنانچہ سیّد غلام محی الدینؒ نے اس کی طرف سے وہ تمام چیز ادا کر دی جو حکومت اور حکام کی طرف سے اس کے ذمے واجب تھی اور قیدی کو چھڑا دیا اس کے علاوہ تمام قیدی جو اس کے ساتھ تھے، ان کی بھی جیل سے رہائی دلائی حالانکہ یہ یقیناً معلوم تھا کہ وہ قیدی ظلم کے ساتھ متہم ہے اور بے گناہ ہے۔ مدینہ منورہ میں اس امر پر بڑی خوشی کا اظہار کیا گیا۔ لوگ اس واقعہ سے بہت متاثر و متحیر ہوئے۔

اخفائے حال

حضرت بابوجی کو یہ بات ناپسند تھی کہ انکے جود وسخا کا چرچا ہو۔ وہ اپنی تعریف و

Marfat.com

توصیف سے بھی ناخوش ہوتے تھے یہاں تک کہ اشارۃً بھی اس قسم کا ذکر آپؒ کو ناگوار گزرتا تھا۔ ایک دفعہ فرمایا کہ ''فقیر وہ ہے جو عرفان کا سمندر پی جائے مگر ظرف کا یہ عالم ہو کہ سب کچھ جذب کر جائے۔'' جناب راز رامپوری صاحب نے اپنی یاداشتوں میں لکھا ہے کہ ایک بار قبلہ بابو جیؒ رامپور تشریف لائے تو ان مجالس میں وہاں کے علماء اور مشائخ بھی شریک ہوتے رہے ان سے مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ آپؒ کی واپسی کے بعد ایک مولوی صاحب نے فرمایا کہ ''ہم نے آپ کے مرشد کو ہر انداز سے ہر رنگ میں باکمال پایا۔ ابتدائی ملاقاتوں میں تو ہم ان کی شان درویشی سے بے حد متاثر تھے لیکن دل میں یہ خیال آتا تھا کہ خدا جانے انہیں علوم ظاہری پر بھی عبور حاصل ہے یا نہیں۔ ہمارے دل میں یہ خیال آیا ہی تھا کہ جب حضرت بابو جیؒ نماز عشا ادا کر چکے تو آپؒ نے نماز عشاء کی ادائیگی کے وقت مسنون کے متعلق فقہا میں اختلافات کے موضوع پر نہایت جامع اور مدلل تبصرہ فرمایا جس سے یہ ثابت ہوا کہ آپؒ کو علوم ظاہری پر مکمل دسترس حاصل ہے نیز ایک ولی کامل کی حیثیت سے وہ میرے دل میں پیدا ہونے والے وسوسہ کو بھی جان گئے۔''

ع شیخ چوں شیر است دلہا بیشہ اش

(شیخ ایک شیر کی طرح ہے اور لوگوں کے دل اس کی کچھار ہیں۔ مثنوی)

حدیث صحیحہ میں ارشاد ہے کہ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ (جو شخص خالص خدا کیلئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے رفعت و بلندی عطا فرماتا ہے) حضرت بابو جیؒ کی زندگی اس حدیث شریف کی مکمل آئینہ دار تھی۔ آپؒ مقامِ ولایت کے بلند ترین درجہ پر فائز ہونے کے باوجود ہمیشہ انتہائی عجز و انکساری سے کام لیتے کبھی اس بات کو گوارا نہ کرتے کہ کوئی شخص ان کے کمالات کا ذرا بھی اظہار کرے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی عقیدتمند ان کے کمال کا تذکرہ چھیڑتا تو آپؒ اسے نہایت سختی سے روک دیتے اور آئندہ

Marfat.com

اس طرح کا ذکر کرنے سے منع فرماتے۔

عفوو درگزر

حضرت بابو جیؒ کی ذات گرامی عفوو درگزر کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ قرآن حکیم کی تعلیمات اور سنتِ رسول ﷺ پر عمل پیرا ہو کر آپؒ نے ہمیشہ اپنے مخالفین اور حاسدین کو معاف فرمایا۔ ایک بار آپؒ پر قاتلانہ حملہ کرنے کی غرض سے ایک دشمن آپؒ کے پلنگ کے نیچے چھپا ہوا تھا۔ اتفاق سے خدام کی نظر پڑ گئی اور اسے مع اسلحہ کے پکڑ لیا اور پولیس کے حوالے کرنا چاہا لیکن آپؒ کی شانِ کریمی دیکھئے کہ فرمایا ''اسے چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے اور نیک کام کی توفیق عطا کرے۔'' مخلصین نے کہا کہ ''حضور یہ شخص دوبارہ بھی ایسی حرکت کر سکتا ہے'' تو قبلہ بابو جیؒ نے نہایت صبر و تحمل سے جواب دیا کہ ''جس قادر مطلق نے اس کے شر سے آج بچایا ہے وہ آئندہ بھی محفوظ رکھے گا'' بابو جیؒ کا یہ عمل آنحضرت ﷺ کی اس سنتِ حسنہ کا آئینہ دار تھا جب حضور اکرم ﷺ پر مخالفین پتھر برساتے تھے تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور استدعا فرماتے کہ ''انہیں ہدایت فرما۔ یہ ناسمجھ ہیں''۔ حضرت بابو جیؒ کی زندگی میں اس قسم کے کئی واقعات پیش آئے جب کہ آپؒ نے سنتِ نبوی کی پیروی کرتے ہوئے دشمن کو معاف فرما دیا۔

قبلہ بابو جیؒ اپنے معمول کے مطابق ہر روز راولپنڈی تشریف لے جاتے تھے اور وہاں سے نماز عشاء کے بعد گولڑہ شریف واپس آتے تھے۔ آپؒ کے مخالفین کو ان کی آمدورفت کے اوقات کا علم تھا۔ ان دنوں راولپنڈی سے گولڑہ شریف کی سڑک ناپختہ تھی بعض مقامات پر ٹیلوں کے درمیان سے گزرنا پڑتا تھا۔ چنانچہ ایک روز دشمن ایسے ہی ایک مقام پر راستہ میں رکاوٹ کھڑی کر کے تاک میں بیٹھ گئے۔ جب آپؒ کی گاڑی وہاں پہنچی تو انہوں نے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ آپؒ نے کمال شجاعت اور عالی حوصلگی کا مظاہرہ فرمایا اور محبوب علی قوال سے مولانا جامیؒ کی یہ نعت پڑھنے کو فرمایا:

Marfat.com

نسیما! جانب بطحا گزر کن
ز احوالم محمدؐ را خبر کن

ترجمہ۔(اے بادِ نسیم دیارِ بطحا کو جا اور حضرت محمد ﷺ کو میرے حال کی خبر سنا۔)

حملہ کے بعد دشمن تو یہ سمجھ کر فرار ہو گئے کہ انہوں نے اپنا ناپاک منصوبہ مکمل کر لیا لیکن وہ خدائے بزرگ و برتر ہے۔ اللہ کے اس ولی نے اس مشکل گھڑی میں حضرت مولائے کل، ختم الرسل، آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ کو اپنی حفاظت کا وسیلہ ٹھہرایا اور ان کی توجہ طلب کی۔ حملہ آوروں کے جانے کے بعد حضرت بابو جیؒ نے سفر جاری رکھا اور گولڑہ شریف پہنچ کر اپنے نیاز مندوں کو کسی قسم کی کاروائی سے منع فرمایا۔ اس واقعہ کے بعد مخلصین نے آئندہ کے لئے حفاظتی تدابیر اختیار کرنے کا مشورہ دیا لیکن حضرت بابو جیؒ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ میرا خالق اور مالک ہے وہی میری بہترین حفاظت کر سکتا ہے موت کی گھڑی اٹل ہے جب وقت آ گیا تو کوئی حفاظتی تدبیر بھی کام نہیں آئے گی۔" ایک مستند روایت کے مطابق ایک شخص آپؒ کی مجلس میں دعا کی درخواست کے ساتھ حاضر ہوتا تھا۔ آپؒ بکمالِ شفقت اس کی صحت اور مغفرت کے لئے دعا کرتے تھے یہ شخص اسی گروہ کا فرد تھا جس نے آپؒ پر گولیاں چلائی تھیں۔ یہ جانتے ہوئے بھی آپؒ اس سے ہمیشہ مہربانی سے پیش آتے رہے۔ اب تک اس کا نام صیغہِ راز میں ہے۔ آپؒ کا مخالفین کے بارے میں یہ نظریہ تھا جو حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی دہلویؒ نے اپنے قطعہ میں بیان فرمایا جو انہوں نے قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ سے لیا تھا۔ وَلَمَن صَبَرَ وَ غَفَرَ اِنَّ ذَالِکَ لَمِن عَزمُ الاُمُور۔

ہر کہ مارا دوست دارد ایزد اورا یار باد　　ہر کہ مارا رنجہ سازد راحتش بسیار باد
ہر کہ او خارے نہد در راہ ما از دشمنی　　ہر گلے کز باغ عمرش بشگفد بے خار باد

(ترجمہ۔ جو ہمیں دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا یار و مددگار ہو، جو ہمیں تکلیف

Marfat.com

دے اسے بہت راحت پہنچے، جو ہماری راہ میں دشمنی سے کانٹے بچھائے اسکی زندگی کا ہر پھول بغیر کانٹے کے کھلے)۔ حضرت بابو جیؒ کے عفوو درگزر اور اخفائے حال کا ایک اور واقعہ قابل ذکر ہے کہ آپؒ عشاء کے بعد اپنی بیٹھک کی طرف جا رہے تھے۔ قبرستان کے پاس دو آدمی چھپ کر آپؒ پر فائر کرنے کے لیے بیٹھے تھے جب حضرت بابو جیؒ وہاں سے گزرے تو ان میں سے ایک شخص نے آپؒ پر فائر کیا مگر اس کا فائر خطا گیا اور غلطی سے دوسرا ساتھی فائر کا نشانہ بن گیا بعد میں آپؒ کو اس واقعہ کی ساری حقیقت معلوم ہو گئی لیکن آپؒ نے اسے صیغۂ راز میں رکھا اور اس ضمن میں کوئی کاروائی عمل میں نہ لائے۔ البتہ ایک مکتوب میں بہاولپور میں مقیم اپنے دونوں فرزندوں کو اس بات سے اشارۃً آگاہ کر دیا۔

وفاداری اور آشنا پروری

حضرت بابو جیؒ سراپا خلوص و محبت تھے اور اسی وجہ سے آپؒ کے مزاج میں وفاداری بدرجہ کمال موجود تھی اور جسے ایک بار اپنا لیتے پھر اسے کبھی کسی حالت میں بے یارومددگار نہ چھوڑتے۔ یہ وصف انہیں اپنے اسلاف سے ورثہ میں ملا تھا اور انہوں نے زندگی بھر اس کا عملاً مظاہرہ کیا۔ حکیم شمس الدین مرحوم جن کا تعلق وزیر آباد سے تھا۔ سیّدنا پیر مہر علی شاہؒ کے دیرینہ عقیدت مند تھے اور اپنی صاف گوئی کی وجہ سے کافی شہرت رکھتے تھے۔ انہوں نے ایک بار حضرت اعلیٰؒ کی خدمت میں خط لکھا کہ آپؒ سے بیعت کے باوجود میرے دل میں فلاں ہندو عورت کی محبت میں کوئی کمی نہیں آئی اس لئے میں اس بیعت سے دستبردار ہوتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی حضرت بابو جیؒ کو بھی مراسلہ بھیجا اور لکھا کہ میں نے آپ کے والد سے اپنا تعلق منقطع کر لیا ہے اس لئے آپ بھی مجھ سے تعلق توڑ دیں۔ حکیم صاحب حضرت اعلیٰؒ کے استاد بھی تھے۔ اس لئے انہیں خاصی قربت حاصل تھی۔ حضرت اعلیٰؒ نے حکیم صاحب کو جواباً لکھا کہ تم شوق سے قطع تعلق کرو ہماری طرف سے خیر خواہی اور آشنائی میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ بابو جیؒ نے بھی حکیم صاحب کے خط میں

Marfat.com

جواب میں انتہائی مروت ورواداری سے لکھا۔ ''جب آپ نے حضرت سے تعلق پیدا کیا تھا اس وقت میں نے وکالت نہیں کی تھی۔ اب اس تعلق کو توڑنا بھی آپ کا اور حضرت صاحبؒ کا معاملہ ہے یہ ہمارے تعلقات پر اثر انداز نہیں ہوگا''۔

بعد ازاں ہندو عورت کے معاملہ پر حکیم صاحب سے بالمشافہ گفتگو میں حضرت بابو جیؒ نے فرمایا ''چچا جان (آپ حکیم صاحب کو اسی لقب سے مخاطب فرماتے تھے) اگر کوئی مریض آپ کے پاس آئے اور آپ تشخیص کے بعد اسے کوئی دوائی دیں لیکن وہ اسے استعمال نہ کرے اور دوبارہ آکر آپ سے مرض کی شکایت کرے تو قصور کس کا ہو گا؟''۔ حکیم صاحب نے بیساختہ کہا ''مریض کا''۔ تو بابو جیؒ نے فرمایا ''بیعت کے وقت حضرت اعلیٰؒ نے آپ کو جو وظائف بتائے تھے اور جن باتوں سے پرہیز کا حکم دیا تھا اگر آپ سے ان کی خلاف ورزی ہوئی تو پھر غلطی کس کی ہے؟''۔ حکیم صاحب نے اپنا قصور تسلیم کرلیا۔

بابو جیؒ کے بچپن کا ایک غریب سنگی (دوست) فوت ہوگیا تو آپؒ اس کے جنازہ پر تشریف لے گئے اور آبدیدہ ہوکر کمال محبت سے فرمایا ''جی چاہتا ہے جب موت آئے میں بھی اسکے پہلو میں دفن ہو جاؤں''۔ حضرت بابو جیؒ کی شخصیت محبتوں اور بخششوں کا ایک ایسا بحرِ بیکراں تھی جس سے ہر کس و ناکس نے بلاتمیز و تفریق تشنگی بجھائی اور گوہرِ مراد پایا۔ وہ ایک ایسا ابرِ کرم تھے جس کے بارانِ رحمت سے دشت و چمن سبھی یکساں سیراب ہوئے اور الحمد اللہ ان کا یہ فیض آج بھی جاری و ساری ہے۔

پردہ پوشی

حضرت بابو جیؒ کے اخلاقِ حسنہ کے جس پہلو پر بھی نظر ڈالی جائے وہی اپنی مثال آپ ہے۔ وہ جامع صفات اور مجموعہ حسنات تھے۔ وہ ہر کسی سے بھلا کرتے اور اسکے عیوب کی پردہ داری فرماتے۔ وہ اپنے مخلصین کی خامیوں سے آگاہ ہوتے مگر کبھی برملا

Marfat.com

اس کا ذکر نہ کرتے ان کو رفع کرنے کیلئے اشاروں اور کنایوں سے ہدایت فرماتے۔ وہ مجبوروں اور ناداروں کی جی کھول کر امداد کرتے لیکن کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دیتے ان کے مزاج میں مروت اور پردہ پوشی اس قدر رچی بسی تھی کہ یہ جانتے ہوئے کہ ان سے مخاطب غلط بیانی سے کام لے رہا ہے، براراست اس کی تردید نہ کرتے۔ اسی قسم کا ایک واقعہ گولڑہ شریف کے دیرینہ مخلص حکیم شمس الدین صاحب کے ہاں پیش آیا۔ قبلہ بابو جیؒ ان کے ہاں مقیم تھے کہ سفید ریش بزرگ ان سے ملنے کیلئے آئے اور اپنے ہاں کھانے کی دعوت دی۔ کہا جاتا ہے وہ صاحب درحقیقت میں جولاہے تھے لیکن اپنے آپ کو حضرت اعلیٰؒ کا بھائی ظاہر کر کے پیری مریدی کا دھندا کرتے تھے۔ حکیم صاحب ان کی اصلیت سے واقف تھے، اس لئے ان کی طرف سے دعوتِ طعام پر بے حد ناراض ہوئے اور انہیں جھوٹا، دھوکے باز اور نہ جانے کیا کیا کہہ گئے۔ حضرت بابو جیؒ نے حکیم صاحب کو روکا اور فرمایا کہ اسکی سفید داڑھی کا ہی لحاظ کریں اور اپنے آبائی حلم ومروت کا مظاہر کرتے ہوئے اسکی دعوت قبول کر لی۔ اس دعوت میں شہر کے کچھ اکابرین اور معززین بھی موجود تھے۔ دوران گفتگو میزبان نے حضرت اعلیٰؒ کی تعریف، توصیف کرتے ہوئے کہا کہ حضرتؒ کی خدمت میں ہمیشہ بہت لوگ جمع ہوتے ہیں۔ حکیم صاحب سے نہ رہا گیا بولے ''لوگوں کا جمع ہونا تو کسی کے باکمال ہونے کی دلیل نہیں، گانے بجانے والوں کے ہاں بھی ہجوم رہتا ہے کیا وہ بھی ولی اللہ ہوتے ہیں۔'' تاہم حکیم صاحب نے حضرت اعلیٰؒ کے حسب ونسب، علم وفضل اور زہد وتقویٰ پر ایک نہایت بصیرت افروز تقریر کی۔ اور ان کی شانِ ولایت کا ایک ایسا نقشہ کھینچا جس سے حاضرین بے حد متاثر ہوئے۔

ایفائے عہد

تقسیم ہند سے پہلے حضرت بابو جیؒ اکثر بزرگان دین کے مزارات پر حاضری دینے

Marfat.com

کی غرض سے دہلی اور اجمیر شریف جایا کرتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد بھی آپؒ چند مرتبہ اسی مقصد سے تشریف لے گئے اور بلا تخصیص مذہب وملت جو بھی آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اسے اپنی شفقت ومروت سے نوازا۔ دہلی میں ایک ہندو دوار کا سنگھ آپؒ کی قدم بوسی کے لئے آیا جو تقسیم ہند سے پہلے لاہور میں رہا کرتا تھا اور عرض کیا مجھے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں، بس میرا تعلق خدا سے ہو جائے''۔ اس کے جذبہ نے آپؒ کو اسقدر متاثر کیا کہ آپؒ جب بھی دہلی تشریف لے جاتے اسکی دعوت پر اسکے ہاں ضرور جاتے اور محفل سماع منعقد کرتے۔ ایک بار جب آپؒ تشریف لے گئے تو دہلی کا ماحول کافی کشیدہ تھا اور ہندوستان میں کئی مقامات پر فرقہ وارانہ مسلم کش فسادات ہو رہے تھے۔ اسی ہندو نے حسب سابق اپنے گھر پر دعوت کا اہتمام کیا لیکن بابو جیؒ کے رفقاء نے حالات کی سنگینی کے پیش نظر مشورہ دیا کہ اس بار وہاں نہ جائیں تو بہتر ہوگا۔ لیکن بابو جیؒ نے فرمایا کہ ''میں اس سے وعدہ کر چکا ہوں اب محض موت کے ڈر سے کیسے اپنے وعدے سے مکر جاؤں۔ مجھ سے یہ نہ ہوگا''۔ ''قول مرداں جاں دارد'' (مردوں کا قول جاندار ہوتا ہے) حضرت بابو جیؒ کے فرزند حضرت شاہ عبدالحق صاحب اس سفر میں حضور کے ہمراہ تھے۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور حسب وعدہ اس ہندو کے ہاں تشریف لے گئے۔ محبوبؒ علی قوال بھی آپؒ کے ساتھ تھا۔ آپؒ کا بڑی گرم جوشی اور خلوص کے ساتھ استقبال کیا گیا۔ اس موقع پر شہر کے بہت سے اکابرین اور معززین بھی مدعو تھے۔ اس دعوت میں ایک عورت بھی موجود تھی جس کے بارے میں مشہور تھا کہ اسے اللہ کی ذات سے بیحد لگاؤ ہے چنانچہ اس نے دریائے جمنا میں یہ کہہ کر چھلانگ لگا دی کہ ''اے رب! اگر تو مرنے سے ملتا ہے تو مرنے کیلئے بھی تیار ہوں''۔ لیکن دریا کی موجوں نے اسے واپس کنارے پر پھینک دیا۔ حضرت بابو جیؒ کو اس خاتون کا یہ جذبہ بہت پسند آیا اور اسکی فرمائش پر محبوب صاحبؒ نے یہ غزل سنائی۔

Marfat.com

مسجدیں لاکھوں بنیں اور سینکڑوں مندر بنے

ایک ہر جائی کی خاطر دیکھو کتنے گھر بنے

اس غزل کے دوران پوری مجلس پر ایک عجیب کیفیت چھائی رہی اور حاضرین پر ہر مصرع پر سر دھنتے رہے۔ آخر میں محبوب صاحب نے ربِ رحمٰن ورحیم کی شان میں یہ حمد پڑھی۔ ''تمہارے بڑے پن میں شک ہے کسے'' اور اسکے ساتھ ہی کہا اللہ اکبر۔ یہ سن کر سارا مجمع جھوم اٹھا۔ وجد کی سی حالت طاری ہوگئی اور ہندو مسلم سبھی محبوب صاحب کے ساتھ مل کر اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے رہے اور زاروقطار روتے رہے۔ جذب وکیف کی اس وجدانی حالت میں پوری رات گزر گئی لیکن حاضرین کی پیاس بڑھتی گئی۔

جس قدر پیتے رہے ہم تشنگی بڑھتی گئی

ہم ترے قربان ساقی تیرے میخانے کی خیر

(وفا)

ایسے ہی ایک سفر کے دوران حضرت بابو جیؒ حسبِ وعدہ امرتسر تشریف لے گئے اور وہاں پر بعض سکھ حضرات کی ایک دعوت میں شرکت فرمائی۔ جب قوالی شروع ہوئی تو محبوب صاحب نے پنجابی اور سرائیکی زبان میں عارفانہ کلام پیش کیا۔ جو اس قدر اثر انگیز تھا کہ اہل محفل مسلسل جھومتے اور آنسو بہاتے رہے۔ یہ بجا ہے کہ سامعین وجد آور موسیقی اور اشعار سے بہت متاثر ہوئے لیکن محفل کی روح پرور کیفیت میر مجلس قبلہ بابو جیؒ کی پرنور شخصیت کی مرہونِ منت تھی۔

غریب پروری

حضور بابو جیؒ سیدنا پیر مہر علی شاہؒ کی طرح بے حد غریب نواز تھے۔ وہ ناداروں اور ضرورتمندوں کا بے حد خیال رکھتے تھے اور ان کی دلجوئی اور دلداری میں کبھی کسی قسم کی کمی نہ آنے دیتے۔ ایک بار پاک پتن شریف میں عرس کے موقع پر پولیس نے ہجوم پر لاٹھی

Marfat.com

چارج کیا۔ جس میں رامپور کے ایک عالم دین زخمی ہو گئے۔ ان دنوں دیوان صاحبؒ اور حضرت بابو جیؒ دونوں حضرات مل کر بہشتی دروازہ کھولتے۔ چنانچہ اس موقع پر اس نا خوشگوار واقعہ کے تصفیہ ہونے تک دروازہ نہ کھولا گیا۔ حضرت بابو جیؒ نے فرمایا "جب تک ذمہ دار پولیس افسر عالم دین سے معافی نہیں مانگتا میں دروازہ نہیں کھولوں گا۔" حکام اور دیوان صاحب نے بہت کوشش کی مگر قبلہ بابو جیؒ اپنا فیصلہ بدلنے پر تیار نہ ہوئے۔ دریں اثنا آپؒ کا ایک نیاز مند پولیس اہلکار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور اگر آپؒ نہ مانے تو سزا کے طور پر میری پیٹی اتار دی جائے گی اور نوکری میں تنزلی بھی ہو گی۔ یہ سن کر آپؒ نے ازراہ شفقت اپنا فیصلہ بدل دیا اور بہشتی دروازہ کھولنے پر تیار ہو گئے۔ تاہم یہ شرط لگائی کہ جس پولیس والے کی لاٹھی سے مولوی صاحب زخمی ہوئے تھے وہ ڈیوٹی سے چلا جائے۔ آپؒ کے اس اقدام سے ظاہر ہوا کہ قبلہ بابو جیؒ (۱) بڑے سے بڑے حاکم وقت سے بھی مرعوب نہ ہوتے اور اسکی خواہش کو خاطر میں نہ لاتے۔ (۲) لیکن ایک غریب پولیس اہلکار کو سزا سے بچانے کی خاطر اپنا موقف بدلنے پر تیار ہو گئے۔ (۳) اور ایک عالم دین کی عزت نفس اور دلجوئی کو مقدم جانا۔ آپؒ کی مجالس میں امیر و غریب کی تخصیص نہ تھی۔ سادات علماء اور حفاظ کو فوقیت دی جاتی تھی۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ارشاد ہے۔ "یَرفَعِ اللّٰہُ الَّذِینَ اٰمَنُوا مِنکُم وَالَّذِینَ اُوتُوا العِلمِ دَرَجَاتٍ" ترجمہ۔ بلند کرتا ہے اللہ تم میں سے ایمان والوں کو اور جنہیں علم عطا فرمایا گیا درجات کی بلندی میں)

Marfat.com

فصل سوم

ملکی و مِلّی خدمات

حضرت بابو جیؒ اور مدرسہ غوثیہ گولڑہ شریف

حضرت اعلیٰؒ اپنے دور میں خود تدریس فرماتے تھے استاد مولانا محمد غازیؒ، قاری عبدالرحمٰنؒ صاحب جونپوری اور قاری غلام محمدؒ صاحب پشاوری بھی معاونین میں سے تھے۔قبلہ بابو جیؒ کے دور میں آستانہ عالیہ پر تدریس و افتاء اور خطابت و امامت کے فرائض انجام دینے والوں میں مولانا قاری نعمت اللہؒ صاحب الہ آبادی، مولانا سیّد محمود شاہؒ صاحب مقیم راولپنڈی، استاذ العلماء مولانا محبؒ النبی صاحب ہزارہ، مولانا عطا محمدؒ صاحب بندیالوی، مولانا قاری محبوبؒ علی صاحب لکھنوی، مولانا فتح محمد صاحبؒ راولپنڈی، مولانا عبدالرزاقؒ صاحب گوہدو ضلع راولپنڈی، مولانا مفتی فیض احمدؒ صاحب ضلع بھکر، سید عبدالقادر بغدادی شاہ صاحب، راقم الحروف مشتاق احمد چشتی، مولانا فرید الدینؒ صاحب بھوئی، مولانا گل اکرامؒ صاحب پنڈی گھیب، مولانا اللہ بخشؒ صاحب مٹھیالوی، مولانا خدا بخش صاحب مٹھیالوی اور مولانا محمد فاضلؒ گوجر خان خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور دینی خدمات کو قبلہ بابو جیؒ کی زندگی میں ہمیشہ اہم مقام حاصل رہا ہے۔حضرت اعلیٰؒ کی زریں روایات کو برقرار رکھتے ہوئے قبلہ بابو جیؒ نے اس میدان میں انتہائی خلوص کے ساتھ قابل قدر اقدامات کیے۔آستانہ عالیہ پر دینی علوم کی ترویج کیلئے قائم شدہ جامعہ غوثیہ میں پہلے سے موجود سہولتوں میں مزید اضافہ کیا۔یہاں زیر تعلیم طلبا کیلئے مفت قیام و طعام کا سلسلہ جاری رکھا اور نہایت تجربہ کار اور جیّد علماء و فضلا کو طلبا کی تعلیم و تدریس کیلئے مقرر کیا۔

Marfat.com

جامعہ غوثیہ مہریہ میں طلباء کو قرآن پاک کے حفظ و ناظرہ اور تجوید وقرات کی خاطر خواہ تعلیم دی جاتی ہے۔ درسِ نظامی کا شعبہ بھی مکمل طور پر جامعہ کا لازمی حصہ ہے۔ درسِ نظامی کے آخر میں دورہ حدیث کی تعلیم دی جاتی ہے اور اس میں کامیاب ہونے والے طلبا کو فارغ التحصیل عالم دین کی سند دی جاتی ہے۔ انگریزی، معاشرتی علوم اور دیگر علوم کی تعلیم دینے کی سہولت بھی موجود ہے۔ حضرت بابو جیؒ کا نظریہ تھا کہ انگریزی اور جدید علوم حاصل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ بنیادی طور پر دینی علوم میں مہارت حاصل کرلی جائے۔ یہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے کئی طلبا نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں داخلہ لیا۔ اور وہاں سے سندِ تخصص حاصل کی۔ مؤلف کتاب ہذا نے بھی اس جامعہ غوثیہ مہریہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد بہاولپور یونیورسٹی سے تخصص تفسیر و حدیث اوّل درجہ میں پاس کیا اور ریسرچ سکالر کے طور پر دو سال کام کیا۔ یہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے متعدد فضلاء ملک کے ہر گوشے میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

جامعہ غوثیہ مہریہ میں زیر تعلیم طلبا اور دوسرے علمی ذوق رکھنے والے افراد کے مطالعہ کیلئے ایک کتب خانہ قائم کیا گیا ہے جس میں دینی موضوعات پر کم و بیش آٹھ ہزار مطبوعہ اور قلمی کتابیں موجود ہیں۔ ان کے علاوہ بعض رسائل اور اخبارات کے اہم شمارے بھی ہیں۔ حضرت اعلیٰؒ کی تمام تصانیف کی اشاعت اور تقسیم کا انتظام بھی کیا گیا ہے تاکہ عوام ان اہم کتب سے استفادہ کر سکیں، جن میں دینی مسائل پر نہایت مدلّل بحث کی گئی ہے۔ حضرت بابو جیؒ کی دلی خواہش تھی کہ آستانہِ عالیہ دینی تعلیمات کی تبلیغ کے اہم مرکز کا کردار ادا کرے اور یہاں آنے والے مخلصینِ اسلامی رشد و ہدایت سے بھی بہرہ ور ہوں۔ چنانچہ مختلف تقریبات مثلاً عید میلاد النبیؐ، معراج شریف، محرم الحرام وغیرہ پر ہر سال خصوصی مجالس اور اجتماعات کا باقاعدگی سے اہتمام کیا جاتا ہے جن سے ملک کے

Marfat.com

بلند پایہ علماء خطاب کرتے ہیں اور ان تقریبات کی اہمیت کے علاوہ دینی تعلیمات اور فرائض وحقوق پر بھی نہایت مفصّل گفتگو کرتے ہیں۔ ان اجتماعات میں ہر سال ملک کے مختلف حصوں سے ہزاروں ارادتمند شریک ہوتے ہیں اور روحانی و علمی فیض حاصل کرتے ہیں۔ ان تقریبات کے علاوہ ہر سال حضرت غوث الاعظمؒ کے عرس شریف (۹۔۱۰۔۱۱ ربیع الثانی) کے موقع پر بھی علمائے کرام کے خطابات سے لوگ فیضیاب ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت سیّدنا پیر مہر علی شاہؒ کا عرس ہر سال ۲۹ صفر کو ہوتا ہے۔ اس موقع پر بھی اسلامی موضوعات کے ساتھ ساتھ حضرتِ اعلیٰؒ کی زندگی اور ان کی تعلیمات پر بصیرت افروز خطابات کئے جاتے ہیں جن سے حاضرین استفادہ کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ قبلہ بابوجیؒ کے زمانہ سے شروع ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔

گولڑہ شریف سے فارغ التحصیل ہونے والوں میں مولانا اشرف خطیب جہانیاں، مولانا حق نواز صاحب تحصیل کہوٹہ، قاری عبدالحمید صاحب مولوی احمد نواز صاحب بھکر، مولانا ممتاز احمد صاحب ضلع بھکر، مولانا مسعود الرحمٰن صاحب، مولانا غلام محبوب سبحانی صاحب سکنہ گوہدو، مولانا محمد سکندرؒ شاہ صاحب ہزارہ، عبدالحمید شاہ صاحب سوہاوہ آزاد کشمیر، صاحبزادہ رفیع الدین شاہ صاحب اٹل ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، مولانا غلام نصیر الدین صاحب ریاست دیر، مولانا عبدالحق صاحب ہاشمی مقیم برطانیہ اور دیگر کثیر تعداد میں علماء فضلاء یہاں سے فارغ التحصیل ہو کر اندرون ملک و بیرون ملک دینی تعلیمی تبلیغی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ۱۹۶۰ء سے برادرِ مکرم مولانا مفتی فیضؒ احمد فیض صاحب نے بھی تدریس، افتاء تصنیف، تالیف اور خطابت کے فرائض بطریق احسن سرانجام دیئے۔ حال ہی میں مؤلفِ کتاب مولانا مشتاق احمد چشتی، مولانا محمد اشرف چشتی اور مولانا احمد حسن چشتی حلقہ تدریس میں داخل ہیں۔ مولانا فرید الدین صاحب، مولانا عبداللہ خان صاحب، مولانا محمد شفیق صاحب، ڈیرہ اسماعیل خان کے ایک قاری غلام

Marfat.com

احمد صاحب امامت اور تجوید کی خدمات انجام دیتے ہیں۔ یہ جامعہ ایک صدقہ جاریہ ہے جو انشاءاللہ ہمیشہ جاری رہے گا۔

قبلہ بابو جیؒ کا دور اور ملکی وملی خدمات

قبلہ بابو جیؒ کا دور سیاسی گہما گہمی کا دور تھا مگر آپؒ اپنے والد بزرگوار کی طرح سیاست سے گریزاں رہے۔ ایک بار ایک بزرگ نے آپؒ کو پیغام دیا کہ ''اپنے والد صاحب سے کہیں کہ میدان سیاست میں آجائیں اور خانقاہی نظام چھوڑ دیں۔'' بابو جیؒ نے وہ پیغام پہنچایا تو حضرت اعلیٰؒ نے فرمایا کہ ''یہ وقت بہت نازک ہے، کوئی قسمت والا ہی ایمان بچا کر لے جائے گا۔'' بابو جیؒ نے تحریک ہجرت اور تحریک ترکِ موالات میں وہی نظریہ اختیار کیا جو خالص شرعی تقاضوں کے مطابق حضرت اعلیٰؒ نے اپنایا تھا۔ اگرچہ ہمارے حضرتِ اعلیٰؒ کی ملاقات حضرت مولانا احمدؒ رضا خان بریلوی سے نہیں ہوئی مگر تحریکِ خلافت، تحریکِ ہجرت اور ترکِ موالات کی تحریک میں ان دونوں حضراتؒ کا نظریہ کافی حد تک ایک دوسرے کے مشابہ تھا۔

ہمارے حضرتِ اعلیٰؒ نے مولانا عبدالباریؒ فرنگی محلی کے خط کے جواب میں جمعیت علماء ہند کے غیر دانشمندانہ اندازِ فکر پر تنقید فرمائی۔ جمعیت علماء ہند ہندوؤں کیساتھ ہر قسم کے اتحاد کو جائز سمجھتی تھی جبکہ ہمارے حضرتِ اعلیٰؒ اس کے مخالف تھے۔ آپؒ انگریز سے تعاون کے حق میں نہیں تھے، اس لیے انگریز کے خود کاشتہ پودا (مرزائیت) کو جڑ سے کاٹ کر رکھ دیا تھا۔ آپؒ اس بات کے حق میں بھی نہ تھے کہ مسلمان ہندوستان سے ہجرت کر کے جائیں اور افغانستان پر بوجھ بنیں، اس تحریک کا جو انجام نکلا وہ سب پر عیاں ہے۔ آپؒ کو ترک مسلمانوں سے دلی ہمدردی تھی۔ یہاں تک کہ ان کی امداد کے لیے لنگر کے گھوڑے اور گھر کے زیورات بیچ دیے مگر آپؒ تحریکِ خلافت کے حق میں نہ تھے اور اس کی وجوہ شرعی تھیں۔ اسی قسم کا نظریہ مولانا احمد رضا کان بریلویؒ کا بھی

Marfat.com

تھا۔ چنانچہ آپؒ کے خلیفہ محمد برھان الحق جبل پوری لکھتے ہیں کہ ۱۹۲۰ء میں گاندھی کی تحریک ترک موالات اور ہندو مسلم اتحاد بہت زور سے اٹھی اس کے ساتھ مسئلہ خلافت کو ملا دیا گیا سلطانِ ترکی کو خلیفۃ المسلمین امیر المؤمنین کہا جانے لگا۔ حضرتِ اعلیٰؒ اور جن علماء نے ان تحریکات کو خلافِ شرع اور فتنہ سمجھ کر ان تحریکات میں حصہ نہیں لیا اور ان کا ساتھ نہیں دیا ان کے خلاف تقریروں اور اخباروں میں دھمکیاں دی گئیں مکمل مقاطعہ اور بائیکاٹ کی تحریک چلائی گئی۔ (اکرام احمد رضا ص ۱۰۵ مرکزی مجلس رضا لاہور) ہمارے حضرتِ اعلیٰؒ فرماتے تھے کہ آزادی کے حصول کیلئے اسلامی اور قرآنی طریقہ اختیار کیا جائے۔ ارشادِ خداوندی ہے "وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ" (مومنوں کی مدد کرنا ہم پر حق ہے)۔ مومن بننے کیلئے توبہ استغفار اور ادائے فرائض کی اشد ضرورت ہے۔

قیام پاکستان کی تائید

آپؒ قیام پاکستان کے حق میں تھے۔ جب ۱۹۴۰ء میں تحریکِ پاکستان کی قرارداد منظور ہوئی تو حضرت اعلیٰؒ وصال فرما چکے تھے مگر بابوجیؒ نے اپنے حلقہ اثر میں پاکستان کے قیام کے لیے پرزور کام کیا۔ آپؒ کا حلقہ اثر پنجاب اور سرحد میں بہت زیادہ تھا اس لیے سرحد کے ریفرنڈم میں کامیابی کی سب سے بڑی وجہ آپؒ کا تعاون تھا۔ پنجاب میں مسلم لیگ کی کامیابی بھی آپؒ کی مرہون منت تھی۔ آپؒ نے اپنے مخلص نیاز مند خضر حیات ٹوانہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی مخالفت کرتے ہوئے مسلم لیگ کا ساتھ دیا اور اسکے ہر حلقہ میں لیگی نمائندہ کامیاب کرایا۔ آپؒ ملک خضر حیات کو بار بار سختی سے تنبیہ کرتے ہوئے اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے کہ "مسلم لیگ کی مخالفت مت کرو"۔

جناحؒ کے نام حضرت بابوجیؒ کا ٹیلی گرام

مسلم لیگ نے ۱۹۴۶ء کے انتخاب میں اکثریت سے سیٹیں جیت لیں لیکن ان میں علماء برائے نام تھے حضرت بابوجیؒ نے محمد علی جناحؒ صاحب کو ٹیلی گرام بھیجا (جس کا اصل

Marfat.com

متن دربارِ گولڑہ شریف میں موجود ہے) اس کا مفہوم یہ تھا کہ علمائے کرام پر مشتمل ایک بورڈ قائم کیا جائے جو اسلامی آئین مرتب کرے اور پاکستان بننے کے ساتھ ہی ملک میں یہ آئین نافذ کیا جائے۔ یہ بات اس حقیقت کی نشاندہی کرتی ہے کہ حضرت بابو جیؒ کو ملک میں اسلامی آئین کے نفاذ کی بہت فکر تھی۔ افسوس کہ جناحؒ صاحب بہت جلد فوت ہو گئے اور ان کے پیروکاروں نے اسلامی آئین کا وعدہ بھلا دیا جس کی وجہ سے پاکستان کو وہ مقام حاصل نہ ہو سکا جس کی توقع تھی۔ بقول علامہ اقبالؒ

کی محمدؐ سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

تحریک ختم نبوت کی ابتداء تو حضرتِ اعلیٰؒ نے فرمائی تھی اور مرزائیت کے قلعہ پر ضرب ید اللّٰہی لگائی تھی، حضرت بابو جیؒ نے بھی اپنے دور میں حضرتِ اعلیٰؒ کے مشن کو جاری رکھا۔ آخر کار آپؒ کی دعاؤں سے قومی اسمبلی نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اس بارے میں آغا شورشؒ کاشمیری نے ایک کتاب لکھی۔ جس کا عنوان تھا ''تحریکِ ختم نبوت'' اس کتاب سے مندرجہ ذیل اقتباس دینی اور قومی خدمات کے متعلق قبلہ بابو جیؒ کی گہری وابستگی کا آئینہ دار ہے ''سیّدنا مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز کے بعد آپؒ کے فرزند سیّد غلام محی الدین بابو جیؒ جانشین مقرر ہوئے۔ آپؒ نے تعلیم و تربیت کے علاوہ اپنے یگانۂ عصر والد قدس سرہ کی نگاہ سے فیض حاصل کیا اور ایقان و عرفان کی متصوفانہ منزلیں طے کیں۔ آپؒ کو حضرت اعلیٰؒ نے بابو جیؒ کہہ کر مخاطب کیا تو خانوادہ طریقت میں اسی لقب سے معروف ہو گئے۔ راقم (شورش کاشمیری) کو آپؒ سے سولہ برس نیاز رہا۔ آپؒ نے ۱۹۵۹ء میں حرمین شریفین سے واپسی پر راقم کے غریب خانہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز کیا۔ اس دن سے آپؒ کے وصال جون ۱۹۷۴ء تک احقر کو آپؒ سے قربت کا شرف حاصل رہا۔ ہر چیز قربت سے کشش کھو دیتی ہے لیکن آپؒ کا وجود فی الواقعہ معرفتِ وفا کا خزینہ تھا۔ آپؒ سے

Marfat.com

بھی قرب و ارادت پیدا کرتا اُسے محسوس ہوتا کہ آپؒ زمین پر معجزۂ الٰہی ہیں۔ آپؒ بلاشبہ ایک ولی اللہ اور جود و سخا کے انسان تھے۔ آپؒ کے وجود میں وہ تمام اوصافِ متجلی نظر آتے جو قرونِ اولیٰ میں صحبت یافتگانِ رسالت ﷺ کی خصوصیت تھے۔ آپؒ آلائشِ دنیا میں سے اس حد تک بے نیاز تھے کہ آپؒ کو دنیاوی معاملات سے کبھی کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے اقتدار سنبھالا اور دارالحکومت راولپنڈی منتقل کیا تو آپؒ سے رابطہ پیدا کرنا چاہا۔ اپنا سیکرٹری بھیج کر آپؒ کو یاد کیا۔ راقم بھی اس وقت وہیں تھا۔ صدر ایوب کی طرف سے سیکرٹری نے اخلاص کا اظہار کیا اور پیغام دیا کہ صدر آپؒ سے ملنے کے متمنی ہیں اور مجھے اسی غرض سے آپؒ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ قصرِ صدارت کو شرف بخشیں، آپؒ نے فرمایا۔ ''نِعمَ الاَمِیرُ عَلٰی بَابِ الفَقِیرِ وَ بِئسَ الفَقِیرُ عَلٰی بَابِ الاَمِیرِ''۔ (یعنی بہتر امیر وہ ہے جو فقیر کے در پر جائے اور برا فقیر وہ ہے جو امیر کے در پر حاضر ہو) فرمایا میرا معاملہ اپنے رب سے ہے مجھے ملاقات سے معذور رکھیں تو بہت بہتر ہے۔ اربابِ اقتدار سے میل ملاپ اور اس طرز کی راہ و رسم نہ میرے مشائخ کا مشرب رہا ہے نہ میرا مسلک ہے۔ صدر کے سیکرٹری چلے گئے، پھر ان سے لاہور ملے۔ اگلی ملاقات کراچی میں کی لیکن بابوجیؒ کا فقر و استغناء اس رفعت پر تھا کہ اپنے فیصلے پر قائم رہے فرمایا کہ ''فقر اور اقتدار اکٹھے نہیں ہوسکتے''۔ غالباً اسی انکار کا نتیجہ ہی تھا کہ ایوب خان نے اپنے لیے ایک پیر پیدا کیا، جو طریقت کے سجادہ پر ان کی سیاست کا ترجمان تھا۔ اس چیز نے راقم کو اس قدر متاثر کیا کہ تاریخ اسلام کی وہ صداقتیں یاد آ گئیں جنہیں پڑھ کر حیرت ہوئی کہ فی الواقعہ جلال و استبداد سے فقر و استغناء نے اس طرح خطاب کیا اور راقم دیکھ رہا تھا کہ بابوجیؒ ان صداقتوں کی ثروت پھرت تصویر ہیں۔ بابوجیؒ سیاسی انسان بالکل نہیں تھے۔ ان کا وجود ایک دینی تحریک تھا۔ وہ نگاہ کرتے اور انسان اپنے اندر ایک انقلاب محسوس کرتا، وہ بات چیت کے انسان نہ تھے۔ ان کا ختمِ نبوت کے مسئلہ سے موروثی تعلق تھا۔ شخصاً کسی، تنظیم میں

Marfat.com

شامل نہ ہوئے لیکن سفر وحضر میں دعا گو رہتے۔ ۱۹۳۵ء کی تحریک میں علماء وصلحا کی یکجہتی کے لیے لاہور میں مجلسِ مشاورت کا اجلاس ہوا تو آپؒ پہلی دفعہ مدعوین کی زبردست خواہش پر تشریف لائے۔ آپؒ کا فقید المثال استقبال کیا گیا۔ سیّد عطاء اللہؒ بخاری آپؒ سے کچھ دیر بعد تشریف لائے اور اگلی صف کی کرسی پر بیٹھ گئے۔ کسی نے کہا ''شاہ جی وہ ادھر پیچھے حضرت صاحبزادہ سیّد غلام محی الدینؒ گولڑہ شریف فروکش ہیں۔'' شاہ صاحب نے پلٹ کر دیکھا، فوراً آگے بڑھے، آپؒ کے گھٹنے کو ہاتھ لگایا اور جھک گئے کہنے لگے ''حضرت آپؒ آگئے، بحمد اللہ ہماری نصرت قریب ہوگئی ہے'' میرے سامنے اعلیٰ حضرتؒ آگئے ہیں۔ ہم تو انہی کا مشن لے کر چل رہے ہیں۔ شاہ جیؒ نے دعا کرائی، بابو جیؒ نے دعا کی، بابو جیؒ ہی کا فیضان تھا کہ مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر جو بعض فروعی جھمیلوں کے باعث کبھی اکٹھا نہ ہوتے تھے، اس تحریک میں اکٹھے ہو کر قادیانیت سے ٹکرا گئے یہ پہلا موقعہ تھا کہ اس تحریک میں دیوبندی، بریلوی، حنفی، اہل حدیث اور شیعہ ایک ہو کر قادیانیت کے خلاف متحد العمل ہوئے۔ حضرت بابو جیؒ اس وقت کے مقتدرین ملک غلام محمد گورنر جنرل، خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم اور میاں مشتاق احمد گورمانی وزیر داخلہ سے بھی ملے۔ انہیں مسلمانوں کے جذبات اور مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت سے آگاہ کیا اور اسیرانِ تحریک کی مشکلات کے ازالے پر توجہ دلائی۔ بابو جیؒ نے ۱۹۶۸ء سے لیکر ۱۹۷۴ء تک ہمارے مؤدبانہ اعراض وانکار کے باوجود اپنا تلطف جاری رکھا، فرماتے شورش ختم نبوت کا سپاہی ہے اور ہم اس کے دعا گو ہیں۔ ۱۹۶۸ء سے سانحہ ربوہ تک تن تنہا قادیانی امت کا سیاسی محاسبہ جاری رکھا۔ بابو جیؒ نے راقم کو صبح شام کی دعاؤں میں شریک کر لیا۔ آپؒ کے روحانی تصرّفات کا فیضان تھا کہ راقم کا قلب مضبوط ہوتا گیا، پھر جب جون ۱۹۷۴ء کا فیصلہ کن دور شروع ہوا تو حضرت بابو جیؒ نور اللہ مرقدہ مرض الموت کے نرغے میں تھے لیکن آپؒ کے معمول میں کوئی فرق نہ تھا، آپؒ کو دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ اللہ والے یہی ہوتے ہیں۔ راقم

Marfat.com

نے وصال سے چند دن پہلے نیاز حاصل کیا تو فرمایا" جدوجہد کیے جاؤ، نتیجہ اللہ کے ہاتھ میں ہے"۔ پھر خاموش ہو گئے، چہرہ مبارک دمک رہا تھا۔ فرمایا" اب مسئلہ طے ہو کے رہے گا، نصرت آچکی، میں حضرت اعلیٰؒ کے پاس جا رہا ہوں، ان سے عرض کروں گا، آپؒ نے جس پودے کی آبیاری کی وہ پھل لے آیا ہے"۔

(تحریک ختم نبوت ص ۶۰ مولفہ شورش کاشمیریؒ)

ان دنوں جو شخص بابو جیؒ کی بیمار پرسی کیلئے جاتا تو آپؒ یہی پوچھتے" تمہارے شہر میں تحریکِ ختم نبوت کا کیا حال ہے؟ مسلمانوں کے جذبات کیا ہیں؟ تم اس تحریک میں کیا حصہ لے رہے ہو؟"۔ راقم الحروف ملتان سے گیا تو یہی سوال کیا، بندہ نے عرض کیا" میں ملتان کی تحریک کے اجلاسوں میں شریک ہوتا ہوں اور تمام فرقے متفق ہیں، انشاءاللہ آپکی دعا سے کامیابی ہوگی۔" چنانچہ آپؒ کے وصال کے بعد ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی نے مرزا ناصر محمود کو لاجواب کر دیا اور مرزائی اور لاہوری قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیے گئے۔ اس دن حضرت لالہ جی صاحبان گولڑہ شریف سے جناب ذاکر قریشی کے لڑکے اسلم حیات کی شادی کی تقریب میں آئے ہوئے تھے۔ بندہ بھی ملتان سے لاہور گیا، شام کو مرزائیوں کے غیر مسلم ہونے کا فیصلہ ہو گیا، لاہور میں ہر طرف خوشی کا سماں تھا۔ ہمارے حضرات بھی بہت خوش تھے، بندہ نے رات کو خواب میں دیکھا کہ بہت سے علماء کرام جمع ہیں اور حضرت بابو جیؒ کو مبارکباد دے رہے ہیں کہ آپؒ کی دعاؤں سے مرزائی غیر مسلم قرار دیے گئے اسی دن حضرت لالہ جی صاحبان نے قومی اسمبلی کے رہنماؤں کو مبارکباد کے ٹیلی گرام بھیجے۔

۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ

۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو جب بھارت نے پاکستان پر بزدلانہ حملہ کیا تو حضرت بابو جیؒ نے خلافِ معمول ریڈیو پاکستان پر قوم سے خطاب کیا۔ آپؒ نے اس آیتِ قرآنی کی تلاوت

Marfat.com

سے تقریر کا آغاز کیا۔ اِنَّ اللّٰهَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ وَ اَمۡوَالَهُمۡ بِاَنَّ لَهُمُ الۡجَنَّةَ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ فَیَقۡتُلُوۡنَ وَ یُقۡتَلُوۡنَ (اللہ تعالیٰ نے مومنین سے ان کی جانوں اور مالوں کو خرید لیا ہے۔ اس کے عوض ان کے لیے جنت ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ دشمنوں کو قتل کرتے ہیں اور خود بھی شہید ہوتے ہیں)۔ اپنی تقریر میں آپؒ نے بری، بحری اور فضائی مجاہدین کی عالی حوصلگی اور بہادری کی تعریف کی۔ ان کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے دشمن کے مقابلے میں نصرت و کامیابی کی دعا فرمائی۔ اس موقعہ پر آپؒ نے نہایت فراخدلی سے قومی جہاد فنڈ میں امداد دی۔ اس عمل کو دیکھ کر آپؒ کے ہزاروں عقیدتمندوں نے دل کھول کر جہاد فنڈ میں حصہ لیا۔ جہادِ کشمیر میں بریگیڈیر محمد اسحاق کی وساطت سے آپؒ محاذِ جنگ پر تشریف لے گئے اور مجاہدین کی مدد فرمائی اور انکی کامیابی کے لیے دعائیں کیں۔

سوشلزم

۱۹۷۰ء میں اسلامی نظام کے مقابلے میں سوشلزم کی تحریک اٹھی۔ حضرت قبلہ بابو جیؒ سوشلزم کے سخت خلاف تھے اور اسلامی نظام کے مقابلے میں کسی بھی نظام کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ راقم الحروف کی جوانی کا دور تھا، سوشلزم کے خلاف جلسوں، جلوسوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، بندہ کے اصرار پر حضور قبلہ بابو جیؒ ملتان سنی کانفرنس میں تشریف لائے، آپؒ کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ پیغام کا مفہوم یہ تھا۔ قبلہ بابو جیؒ نے اتحاد بین المسلمین اور پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ پر زور دیا اور تاکید فرمائی کہ "اس مقصد کے حصول کیلئے یکجہتی کے ساتھ کوشش کی جائے نیز آپؒ نے اپنے نیازمندوں کو ہدایت کی کہ وہ اس منزل تک پہنچنے کیلئے خواجہ قمر الدین سیالویؒ صاحب صدر جمیعت العلمائے پاکستان کا ساتھ دیں۔" اس سلسلہ میں آپؒ نے اس بات کا اضافہ فرمایا "گو آج تک میں سیاسی جھمیلوں سے ارادتاً دور رہا ہوں مگر اب جبکہ کفر و حق کا مقابلہ ہے، خاموش تماشائی بن کر نہیں بیٹھ

Marfat.com

سکتا، اس لئے میں اس اجلاس میں شریک ہوا ہوں'' مگر لوگ آپؒ کی زیارت کے شیدائی تھے، لوگوں کے مطالبے پر آپؒ تھوڑی دیر کیلئے خاموشی کے ساتھ کھڑے ہوئے اور لوگوں نے زیارت کی۔ بعد میں نیاز مند سے فرمایا کہ '' کانفرنسیں تو ان لوگوں کی ہیں جو مقرر و خطیب ہوں''۔ بندہ نے عرض کیا ''بعض خاموشیاں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کا اثر تقریروں سے بڑھ کر ہوتا ہے''۔

جہادِ کشمیر میں شرکت

۴۹-۱۹۴۸ء میں بریگیڈیئر محمد اسحاق کے ہمراہ آپ بسلسلہ جہادِ کشمیر اوڑی سیکٹر پر بنفسِ نفیس تشریف لے گئے۔ آپؒ مجاہدوں کی خاکی وردی میں ملبوس تھے۔ آپؒ کے سرِ مبارک پر دستار بھی خاکی رنگ کی تھی۔ اس سفر جہاد میں دونوں صاحبزگان ہمرکاب تھے۔ اس کے علاوہ دو تین مرتبہ آپؒ مظفر آباد سے آگے محاذِ جنگ پر بھی تشریف لے گئے۔ اسی دوران ایک مرتبہ محاذ پانڈو پر ایک دشوار پہاڑی چوکی کو فتح کرنے میں سخت دقت و دشواری کا سامنا تھا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ بریگیڈیئر محمد اسحاق مجاہدین کے حلقے میں صلاح الدین کے نام سے جانے جاتے تھے۔ اس مشکل چوٹی کو سر کرنے کے لیے بریگیڈیئر صاحب سترہ میل کے مقام پر قبلہ بابو جیؒ کی خدمت میں دعا کے لیے حاضر ہوئے۔ چنانچہ بتوفیق ایزدی مجاہدین کو اس چوٹی پر قبضہ کرنے میں کامیابی حاصل ہوئی۔

ہر آنکس کہ استعانت بدرویش بُرد
اگر بر فریدوں زد و پیش بُرد

ترجمہ: (جس نے درویش سے مدد چاہی اگر فریدوں پر حملہ کیا تو کامیاب رہا)۔ فریدوں ایران کا ایک بادشاہ ہو گزرا ہے۔

ملک کے مختلف حصوں سے آنے والے مجاہدین ایک رات آستانۂ عالیہ گولڑہ شریف میں قیام کرتے، قبلہ بابو جیؒ کو دیکھ کر فرطِ مسرت سے ہوائی فائرنگ کرتے۔ قبلہ بابو جیؒ نے

Marfat.com

انہیں فائرنگ کرنے سے منع فرمایا اور کہا کہ یہ بارود یوں ضائع نہ کریں بلکہ محاذِ جنگ پر دشمن کے خلاف استعمال کیا جائے۔

پاکستان میں سوشلزم نہ آنے کی بشارت

مدینہ شریف میں حضرت لالہ جی صاحبان تلاوت قرآن فرما رہے تھے۔ایک درویش قریب بیٹھا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپؒ سے ملنے کے انتظار میں ہے جب آپؒ تلاوت سے فارغ ہوئے تو کہنے لگا ''اپنے بابا سے بولو حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں پاکستان میں سوشلزم نہیں آئے گا۔'' چنانچہ بڑے لالہ صاحب نے یہ بات قبلہ بابو جیؒ کو بتائی تو آپؒ اس ارشاد سے مطمئن ہو گئے اور واقعی سوشلزم کے داعی بالآخر اس سے دست کش ہو گئے اور ۱۹۷۳ء کے آئین میں اسلامی نظام پر دستخط کر دیے گئے۔اس طرح بابو جیؒ کی دعاؤں سے اور سرکارِ مدینہ ؐ کے کرم سے پاکستان سوشلزم سے محفوظ ہو گیا۔

قبلہ بابو جیؒ کے معمولات

آپؒ کے روزمرہ معمولات کی پابندی سے آپؒ کی عظمت جھلکتی تھی آپؒ عظیم انسان تھے۔سفر ہو یا حضر ہو، صحت ہو یا مرض علی الصبح تین بجے اٹھ جاتے وضو کر کے تہجد ادا کرتے نماز باجماعت ادا فرماتے، پھر تلاوت قرآن فرماتے، پھر ملاقاتیوں کیلئے دروازہ کھول دیا جاتا۔امیر، غریب، بوڑھے اور جوان حاجت مند آنا شروع ہوتے، آپؒ وظائف پڑھتے جاتے اور ان کی معروضات بھی سنتے جاتے اور دعا بھی فرماتے رہتے۔وظائف کے ساتھ ملاقات کا سلسلہ بھی جاری رہتا، سادہ سا ناشتہ تناول فرماتے اور معتقدین بھی اس ناشتے میں شریک ہوتے۔آپؒ کی خدمت کیلئے پہلے کافی عرصہ محمد حیاتؒ جرنیل مامور رہے اور ان کے بعد یہ سعادت حاجی غلام مصطفیٰ کے حصے میں آئی۔بدھ کے دن وسمہ لگاتے، محبوب قوال یہ خدمت انجام دیتا۔دس بجے گھر تشریف لے جاتے، وسمہ دھوتے اور لباس بدلتے، حضرت اجیؒ صاحب کے وقت سے ہمارے حضرات کا معمول چلا آیا ہے کہ چہار شنبہ کو غسل کرتے

Marfat.com

ہیں اور لباس تبدیل کرتے ہیں۔ بابو جیؒ بھی اس معمول پر عمل فرماتے۔ آپؒ کا دستور تھا کہ تقریباً دس بجے گھر تشریف لے جاتے، وہاں پر جو مستورات ہوتیں شرفِ زیارت حاصل کرتیں اور آپؒ کی دعا سے فیضیاب ہوتیں۔ آپؒ تقریباً گیارہ بجے پیدل لنگر خانہ روانہ ہوتے اور مجلس خانے میں تشریف لے جاتے۔ پہلے سرائے نمبر ۲ کے اوپر چھوٹے مجلس خانے میں قوالی ہوتی تھی، جب بڑا مجلس خانہ بن گیا تو وہاں محفلِ سماع ہونے لگی۔ عرس کے دنوں حضرت اعلیٰؒ کے مزار کے سامنے شامیانے لگا کر مجلس کا اہتمام کیا جاتا۔ حاضرین کی کثرت کے باعث لوگ مسجد اور اجیؒ صاحب کی آرام گاہ کے سامنے صحن تک بیٹھے ہوتے مجلس خانے میں تلاوت ہوتی پھر بابو جیؒ نیازمندوں کے خطوط ملاحظہ فرماتے۔ محبوب قوال اور مشتاق قوال آپؒ کا اشارہ پر کر قوالی کا آغاز کرتے۔ قوالی کے بعد ختم شریف پڑھا جاتا اور دعائے خیر ہوتی پھر لوگوں سے کہا جاتا کہ سرائے نمبر ا میں جائیں اور کھانا کھائیں۔ حضرتِ اعلیٰؒ کا ارشاد ہے کہ میرے مہمان وہ ہیں جو چٹائیوں پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔ حضرت بابو جیؒ لوگوں کی معروضات سنتے اور ان کے لئے دعا فرماتے اس کے بعد سرائے نمبر ۳ میں تشریف لے جاتے۔ جہاں حضرت لالہ جی صاحبان دست بستہ آپؒ کے لئے منتظر ہوتے، کچھ ضروری بات ہوتی تو صاحبزدگان کرام سے فرماتے چمڑے کا بیگ ہاتھ میں لیے پاپیادہ گھر تشریف لے جاتے، یہ معمول اسی طرح رہا۔ یہاں تک کہ ۱۹۷۲ء میں ڈاکٹروں کے اصرار پر اتنی تبدیلی کی کہ موٹر پر تشریف لاتے اور پھر موٹر پر ہی واپس جاتے۔ گھر پہنچ کر نمازِ ظہر ادا کرتے۔ پھر کھانا تناول فرماتے تھوڑی دیر کے لئے قیلولہ فرماتے، پھر وضو تازہ کر کے تین بجے گیراج میں تشریف لے آتے جہاں زائرین زیارت کے لئے منتظر ہوتے آپؒ چارپائی پر تشریف رکھتے علماء و خواص بھی آس پاس چارپائیوں پر بیٹھ جاتے اگر گرمی کا موسم ہوتا تو چھت والا دستی پنکھا کھینچا جاتا جس سے سب کو ہوا پہنچتی۔ آپؒ علماء سے گفتگو فرماتے اور مسائلِ شرعیہ پر تبادلہ خیال ہوتا، ساتھ ہی لوگوں سے ملاقات کا سلسلہ بھی جاری رہتا، کسی

Marfat.com

کوسجدہ تعظیمی زمین بوسی کی اجازت نہ دیتے اور فرماتے کہ سجدہ صرف اللہ کے لیے ہے غیر کو سجدہ کرنا حرام ہے۔ اس دوران نمازِ عصر کا وقت آجاتا تو باجماعت نماز ادا فرماتے اور پھر راولپنڈی تشریف لے جاتے، راولپنڈی جانا روز کا معمول تھا، ان سے کسی صورت ترک نہ فرماتے۔ جاتے وقت سیّد شاہ عبدالحق صاحب گاڑی چلاتے اور واپسی پر حضرت لالہ جیؒ۔ پہلے پرانے قلعے میں واقع حاجی محمد شفیعؒ درزی کی دوکان پر تشریف لے جاتے، جہاں ایک دور ایسا بھی تھا جب مولانا محمودؒ شاہ صاحب علی گڑھی اور حاجی مصباحؒ الدین صاحب نقشبندی دہلوی تشریف لاتے اور علمی گفتگو ہوتی مغرب کی نماز کے بعد آپؒ تسبیح رکھ دیتے اور لوگوں سے باتیں کرتے کبھی کبھی مزاحِ لطیف کے مسنون انداز میں گفتگو فرماتے، ملاقاتیوں میں امراء اور غرباء سب موجود ہوتے، حاجی اللہ بخشؒ صاحب لال کڑتی والے کے مکان پر تشریف لے جاتے تاہم مدت بعد معمول میں تبدیلی آئی اور آپؒ شام کے وقت چاولہ گیراج واقع صدر راولپنڈی تشریف لانے لگے، وہیں نمازِ مغرب اور عشاء ادا فرماتے اور پھر واپس تشریف لے آتے۔ بہت سے زائرین جو گولڑہ شریف نہیں پہنچ سکتے تھے وہ راولپنڈی میں زیارت کا شرف حاصل کر لیتے۔ آپؒ کا یہ معمول ہمیشہ جاری رہا۔ گولڑہ شریف پہنچ کر آپؒ تمام دوستوں کو اجازت دیتے کہ وہ آرام کریں لیکن مخلصین کہاں مانتے وہ آپؒ کی بیٹھک تک پہنچ جاتے۔ آپؒ سادہ کھانا تناول فرماتے، جس میں دال اور ساگ کو ترجیح دی جاتی، فرشی نشست ہوتی اور مٹی کے برتن ہوتے۔ کھانے سے فارغ ہو کر آپؒ دیر تک مخلصین کی باتیں سنتے اور اولیائے کرام کا ذکرِ خیر کرتے۔ پھر آپؒ آرام فرماتے اور حسب معمول پچھلی رات اٹھ جاتے، سفر و حضر تندرستی اور بیماری میں آپؒ کا یہ معمول جاری رہتا البتہ مدینہ شریف میں حاضری کے دوران تہجد کی اذان سے پیشتر حرم شریف پہنچ جاتے اور مسجد نبوی کا دروازہ کھلنے کے انتظار میں کھڑے رہتے۔ دروازہ کھلتے ہی روضہ شریف پر حاضری دیتے پھر نوافل ادا کرتے اور نمازِ فجر کے بعد تلاوت قرآن فرماتے اور وظائف

Marfat.com

پڑھتے۔ طلوعِ آفتاب ہوتے ہی ریاض الجنۃ میں محرابِ نبوی ﷺ اور ستونوں کے پاس نوافل ادا کرتے مثلاً استوانہ عائشہ صدیقہؓ استوانہ ابی لبابہؓ اور استوانہ سریر اور استوانہ حرس پھر صلوٰۃ وسلام کے لیے مواجہ شریف کے سامنے حاضر ہوتے۔ آپؒ کے قوال دھیمے لہجے میں تین نعتیں پیش کرتے۔ آپؒ پر رقت کی کیفیت طاری رہتی۔ معلم صاحب حیدر الحیدری صلوٰۃ وسلام عرض کرتے آپؒ بھی ساتھ ہی سلام پڑھتے تمام پیر بھائی احباب کوشش کرتے کہ آپؒ کی رفاقت میں صلوٰۃ وسلام عرض کریں جب قدمین شریفین کے درمیان رکاوٹ حائل نہ تھی۔ تو آپؒ وہاں جا کر بوسہ دیتے اور سب کیلئے اجتماعی دعا فرماتے۔ صلوٰۃ وسلام اور دعا سے فارغ ہو کر مدنی صاحبؒ کی قیام گاہ تشریف لے جاتے، وہاں ناشتہ تناول فرماتے پھر علماء مدینہ اور ساداتِ مدینہ سے ملاقات ہوتی۔ اس کے بعد دوبارہ حرم شریف حاضر ہوتے۔ نمازِ ظہر ادا فرماتے عصر سے عشاء تک حرم شریف میں قیام رہتا۔ بالعموم آپؒ بابِ صدیق اکبرؓ میں مصروف عبادت رہتے۔ نمازِ عشاء سے فارغ ہو کر ساتھیوں کو آرام کا حکم دیتے اور خود مدنی صاحبؒ اور ایک دو نیازمندوں کے ساتھ مستحقین کے دروازوں پر جاتے اور انہیں ہدیہ اور نیاز پیش فرماتے یہ معمول پوشیدہ طور پر اب بھی جاری ہے۔

تیں سعادت بزورِ بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

بابو جیؒ کے دیرینہ رفیق اسماعیل میمن کی تحریری روایت ہے کہ ایک بار مدینہ شریف میں بابو جیؒ نے فرمایا "یو اب عبداللہ یمنی سے فلاں بزرگ کا پتہ پوچھ کر آؤ" میں معلوم کر کے آیا تو رات کے وقت آپؒ تشریف لے گئے میں نے چاہا کہ صاحبِ خانہ کو بلا لاؤں لیکن آپؒ نے فرمایا "ارے بیوقوف وہ نابینا ہے اور سیّد ہے، ہم خود چل کر جائیں گے"۔ حضور تشریف لے گئے، بکمالِ تواضع کیساتھ ان کی چارپائی کی پائینتی کی طرف بیٹھے، نذرانہ پیش کیا اور پھر واپس آ گئے۔

Marfat.com

بابِ پنجم

سیر و سفر

Marfat.com

حضرت بابو جیؒ کے سفر

قبلہ بابو جیؒ طبعاً جفاکش اور سخت کوش تھے۔آپؒ راحت و آرام کے بجائے سفر کی سختیاں برداشت کرنے میں زیادہ راحت محسوس کرتے تھے۔سفر اور مسلسل سفر آپؒ کی فطرت کا جزوِ لازم تھا۔شاید اس لئے کہ آپؒ جانتے تھے کہ زندگی بھی ایک سفر ہے اور ہم سب یہاں ''مسافرِ چند روزہ'' ہیں۔آپؒ نے اوائل زندگی سے ہی مسافرت کو اپنے معمولات کا حصہ بنالیا تھا۔آپؒ کا یہ عمل درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشادِ مبارک کا آئینہ دار ہے۔کُن فِی الدُّنیَا کَانَّکَ غَرِیبٌ اَو عَابِرُ سَبِیلٍ،(اس دنیا میں ایک مسافر کی طرح رہو یا راہ گیر کی طرح) بچپن میں آپؒ کو گھڑ سواری کا بے حد شوق تھا۔چنانچہ اکثر و بیشتر آپؒ گھوڑے پر سوار ہو کر گولڑہ شریف کے گردونواح میں تشریف لے جاتے۔

ایک روز جب آپؒ واپس آرہے تھے تو حضرتِ اعلیٰؒ نے دیکھ کر فرمایا ''یہ غلام محی الدینؒ ہے نا فرمایا۔گھوڑا بھی چلا رہا ہے اور اپنا کام (یادِ خدا) بھی کر رہا ہے۔'' آپؒ نے حضرت اعلیٰؒ کی مسلسل ناسازی طبع کے باعث کار خریدی تاکہ اس میں حضورؒ کو سیر اور ہوا خوری کیلئے لے جایا کریں۔ایک بار جب ایبٹ آباد اور مانسہرہ کے پہاڑی علاقے کی طرف تشریف لے گئے تو خوشگوار موسم اور سرسبز و شاداب ماحول کے باعث حضرت اعلیٰؒ نے طبیعت میں تر و تازگی محسوس کی اور آپؒ کو قدرے بھوک بھی محسوس ہوئی حالانکہ اس سے پیشتر اشتہا مفقود تھی۔سفر سے واپسی پر حضرتِ اعلیٰؒ نے خوش ہو کر فرمایا کہ ''بابو جیؒ اللہ تعالیٰ آپؒ کے دونوں جہان اچھے کرے۔آپؒ نے ہم طالبعلموں کو بھی موٹر کی سیر کرادی''۔ایک روز جب حسب معمول بابو جیؒ حضرتِ اعلیٰؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؒ نے دیکھ کر فرمایا ''بابو جی آپؒ بہت سفر کریں گے،دنیا دیکھے گی اور آپؒ کو ہم درویشوں کی باتیں یاد آئیں گی''۔

گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بُود گرچہ از حلقومِ عبداللہ بُود

(اس کا کہا اللہ کا کہا ہوتا ہے اگرچہ وہ اللہ کے بندے کی زبانی ادا ہوتا ہے) حضرت

Marfat.com

اعلیٰ کا یہ ارشاد ایک بشارت کی حیثیت رکھتا تھا۔ جس کی عملی تفسیر ہمیں حضرت بابو جیؒ کے ان متعدد سفروں میں نظر آتی ہے اس باب میں کچھ سفروں کا مختصر حال پیش کیا جائے گا اسلئے کہ تفصیل بیان کرنے کیلئے ایک علیحدہ کتاب کی ضرورت ہوگی۔

حضرت بابو جیؒ نے اندرون ملک پشاور سے بمبئی تک بیشتر اہم شہروں کے سفر کیے۔ جن کا بنیادی مقصد مقاماتِ مقدسہ اور مزاراتِ اولیائے کرام پر حاضری دینا ہوتا تھا۔ تاہم یہ سفر خلق خدا سے ملنے اور اپنے قول وعمل سے انہیں اسلامی تعلیمات کا پیغام دینے کا ذریعہ ثابت ہوتے تھے۔ چنانچہ آپؒ جہاں بھی تشریف لے گئے۔ آپؒ کی مجالس اور گفتگو کے وسیلے سے لوگوں کو عشقِ خدا اور محبتِ رسول کا پیغام ملا۔ تقسیم ہند سے پہلے اور بعد میں آپؒ اجمیر شریف میں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی درگاہ پر حاضری دینے جاتے تو راستہ میں امرتسر اور دہلی میں بھی قیام فرماتے، جہاں مسلم اور غیر مسلم سبھی آپؒ کی قدم بوسی کے لیے حاضر ہوتے اور آپؒ کی مجالس میں شریک ہو کر روحانی تسکین حاصل کرنے کے علاوہ دعائے خیر سے بھی فیضیاب ہوتے۔

آپؒ متعدد بار ملتان، پاک پتن، لاہور، کراچی، پشاور اور دوسرے مقامات پر تشریف لے گئے، جہاں آپؒ کے ارادتمند پروانہ وار آپؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر خیر و برکت حاصل کرتے۔ اس کے علاوہ آپؒ بے شمار موقعوں پر چھوٹے چھوٹے قصبوں اور دیہاتوں میں بھی اپنے مخلصین کی غمی خوشی میں شامل ہونے کیلئے تشریف لے گئے۔ المختصر آپؒ کی زندگی جہدِ مسلسل اور سفرِ پیہم تھی۔ ۱۹۲۹ء میں آپؒ نے پہلا بیرون ملک سفر، حج ادا کرنے کیلئے کیا۔ اس سفر میں اٹھارہ ساتھی آپؒ کے ہمسفر تھے، چونکہ صاحبزدگان کم عمر تھے، اس لیے ساتھ نہ جا سکے، اس کے بعد آپؒ نے جتنے سفر کیے ان میں دونوں صاحبزادگان کو ہمراہ لے گئے۔ اس لیے کہ ہر سفر روحانی تربیت کا سامان مہیا کرتا تھا۔ آپؒ جہاں بھی تشریف لے جاتے اولیاء اللہ کی زیارت اور بزرگانِ دین کے مزارات پر حاضری ان کے پیش نظر

Marfat.com

ہوتی اور اکثر و بیشتر دورانِ سفر مولانا رومؒ کے اس شعر کا حوالہ دیتے۔

گفت حق اندر سفر ہر جا روی   باید اوّل طالبِ مردے شوی

(اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ سفر میں جہاں بھی جاؤ۔ سب سے پہلے بندۂ خدا کے طالب بنو۔ یعنی حق تعالیٰ کے مقبول بندوں کی تلاش میں رہو اور ان سے ملو)

دوسرا سفرِ حج

حضرت بابو جیؒ ۱۹۴۴ء میں دوسری بار ادائیگی حج کے لئے تشریف لے گئے۔ اس موقع پر دوسرے رفقاء کے علاوہ دونوں صاحبزدگان بھی قافلۂ عشاقِ رسول ﷺ میں شامل تھے۔ یہ ان کا پہلا سفرِ حج تھا۔ ان کے استاد محترم شیخ الجامع غلام محمد گھوٹویؒ صاحب بھی شریکِ سفر تھے، جنہوں نے صاحبزادگان کی اس مبارک سفر میں ہر موقع پر رہنمائی فرمائی۔ مناسک، حج ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ پہنچ کر قبلہ بابو جیؒ کی کیفیت دیدنی ہوتی تھی، حسبِ سابق بیشتر وقت حرم پاک میں گزرتا تھا۔ نمازِ تہجد کے علاوہ پانچوں نمازیں بھی مسجد نبویؐ میں اپنے رفقاء کے ساتھ ادا کرتے اور عشاء کی نماز کے بعد دیارِ رسول ﷺ کے ضرورتمند باسیوں کے گھروں پر جا کر مالی امداد کرتے لیکن اس کارِ خیر کا کسی سے قطعاً ذکر نہ ہوتا بلکہ صرف دو چار مقربین کو ساتھ لے کر جاتے تا کہ اس کی تشہیر نہ ہو اور جن لوگوں کی امداد کی جائے ان کی بھی پردہ پوشی ہو۔

سفر بغداد شریف

۱۹۴۸ء میں حضرت بابو جیؒ تقریباً ایک سو رفقاء کے ساتھ جن میں مولانا عطا محمد بندیالویؒ بھی شامل تھے، بغداد شریف گئے۔ مولانا بندیالویؒ صاحب تصویر کھچوانے کے حق میں نہیں تھے لیکن سفر کاغذات کی تکمیل کیلئے تصویر لازمی تھی۔ مولانا صاحبؒ اپنے سفرنامے میں لکھتے ہیں کہ ''اس وقت بغداد شریف میں جناب عاصم صاحبؒ نقیب الاشراف تھے۔ ہم بحری جہاز میں بصرہ پہنچے۔ وہاں پر حضرت انسؓ بن مالک، حضرت امام بصریؒ اور دوسرے کئی

Marfat.com

بزرگوں کے مزارات پر حاضری دی اور پھر بذریعہ ٹرین بغداد شریف پہنچے۔

بغداد شریف کے قیام کے دوران حضرت غوث الاعظمؒ کے روضہِ پاک پر باقاعدگی سے حاضری دی جاتی اور تلاوت ودعا کے علاوہ سلام نیاز بھی پیش کیا جاتا۔ بغداد شریف جو کسی زمانے میں اسلامی تعلیمات اور علم وحکمت کا مرکز سمجھا جاتا تھا، آج بھی وہاں جیّد اور نامور علماء موجود ہیں۔ ان میں سے جو علمائے کرام حضرت بابو جیؒ سے ملے، ان میں صاحبِ تفسیر، روح المعانی حضرت سیّد علامہ محمود آلوسیؒ کے پوتے بھی تھے۔ حضرت بابو جیؒ نے ان سے بصد ادب واحترام ملاقاتیں کی اور دینی امور پر تبادلہ خیال کیا اور نذرانہ بھی پیش کیا۔ اسکے علاوہ بغداد کے جیّد عالم مفتی بغداد شیخ امجدؒ الزھاوی سے بھی ملاقات رہی اور آپؒ نے انہیں پاکستان آنے کی دعوت دی''۔ ۱۹۵۴ء میں مفتیؒ موصوف آپؒ کی دعوت پر پاکستان آئے اور گولڑہ شریف میں کچھ دن قیام کیا۔ یہاں اس بات کا ذکر کرنا علمی دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا کہ مفتی اعظمؒ موصوف پاکستان آنے سے پہلے سماع کو جائز نہیں سمجھتے تھے لیکن گولڑہ شریف آنے کے بعد آپؒ کے اس موقف میں تبدیلی آئی اور آپؒ سماع سے لطف اندوز ہونے لگے۔ ۶ مئی ۱۹۴۸ء کو بغداد شریف سے روانگی تھی، قبلہ بابو جیؒ اور تمام رفقاء بہت اداس اور غمزدہ تھے۔ روضہ شریف پر حاضر ہو کر سلامِ وداع پڑھا تو سبھی زاروقطار رو رہے تھے۔ قبلہ بابو جیؒ نے باچشمِ نم دعا کی اور اجازت طلب کرتے ہوئے مزار پاک کو بوسہ دیا دے کر رخصت ہوئے۔ آپؒ کے چہرے پر غم اندوہ کے آثار نمایاں تھے اور سب محسوس کر رہے تھے کہ آپؒ حضرت غوث پاکؒ کے آستانہِ عالیہ سے جاتے ہوئے کس قدر دلگیر ہیں لیکن احترام وعقیدت کا تقاضا تھا کہ اس ظاہری فراق کے صدمہ کو صبر وتحمل سے برداشت کیا جائے۔ چنانچہ بابو جیؒ اپنے جملہ رفقاء کے ہمراہ سیدھے ریلوے سٹیشن پہنچے اور ٹرین کے ذریعے بصرہ روانہ ہوگئے۔ اس سفر کی ایک نمایاں بات یہ تھی کہ قبلہ شاہ عبدالحق صاحب نے مولانا عطا محمد بندیالویؒ سے سلم العلوم اور میبذی کا تکرار کیا۔

Marfat.com

سفرِ ترکی

۱۹۴۹ء میں حضرت بابو جیؒ مع گیارہ افراد ایک طویل سفر پر روانہ ہوئے، جس میں آپؒ کئی ممالک میں تشریف لے گئے۔اس سفر کا مقصد بھی دنیا کے مختلف حصوں میں عوام الناس سے ملنا، ان کے طور طریقوں کو دیکھنا اور دستِ قدرت کی صناعی کا مشاہدہ کرنا تھا۔اس تاریخی سفر کی تفصیل حضرت لالہ جیؒ نے ایک سفر نامہ کی صورت میں مرتب فرمائی، ہم اسکے کچھ حصے قارئین کی دلچسپی اور علمی استفادہ کیلئے پیش کرتے ہیں۔ حضرت بابو جیؒ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ترکی پہنچے تو استنبول میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ صحابی رسول ﷺ کے مزار پر حاضری دی پھر وہاں سے قونیہ تشریف لے گئے اور حضرت مولانا رومؒ کی درگاہ میں سلام نیاز پیش کیا۔قبلہ مدنی صاحبؒ عراقی کونسلر اور مولوی عبدالحنانؒ صاحب پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔

قونیہ شریف اقچہ کے مقام پر حضرت بابو جیؒ کے اعزاز میں بہت بڑی دعوت کا اہتمام کیا گیا، جس مین قونیہ شریف کے مفتی صاحب ایک معروف خطاط اور علمائے کرام نے شرکت کی، کھانے کا اہتمام ایک کھلی جگہ میں کیا گیا، شام کا اندھیرا پھیل چکا تھا بجلی کے قمقمے روشن تھے نہایت خوبصورت منظر تھا اس موقع پر مولوی عبدالحنانؒ صاحب نے ترجمان کے فرائض انجام دیے۔والیِ قونیہ کے بھائی نے کہا کہ ”مجھے حضرت قبلہ بابو جیؒ کا چہرہ عین حضرت علیؓ کا چہرہ نظر آتا ہے اور میرا دل چاہتا ہے کہ میں دیکھتا رہوں“ کھانے کے بعد قوالی شروع ہوئی تو بوندا باندی بھی ہونے لگی، محبوب صاحب نے ان اشعار سے قوالی شروع کی۔

یادِ اُو سرمایہ ایماں بُود　　　ہر گدا از یادِ اُو سلطاں بُود

ترجمہ:(اسکی یاد ایمان کا سرمایہ ہے۔اس کی یاد کی دولت سے ہر گدا بادشاہ بن جاتا ہے)

گر تو پیوندی بداں شاہ شوی　　　ذرہ گر بُودی ولیکن مہ شوی

ترجمہ:(اگر تو اس بادشاہِ حقیقی سے رشتہ جوڑ لے تو بادشاہ ہو جائے۔تو ذرہ ہونے کے باوجود

Marfat.com

بھی مکمل چاند بن جائے)

اے دِلا منظورِ حق آنگاہ شوی — کہ تُو جزوی سوئے کُلّے مے روی

ترجمہ: (اے دل تو حق تعالیٰ کا منظور اس وقت ہوگا، جب تو اپنے جزوی وجود کو کل میں فنا کر دیگا)

کشفِ ایں معنیٰ اگر خواہی بیا — تیغِ لا زن بر سرِ غیرِ خدا

ترجمہ: (اگر یہ معنیٰ سمجھنا چاہتا ہے، تو غیر خدا کے سر پر لا کی تلوار سے وار کر)

بعد نفی خلق کُن اثباتِ حق — تا کہ گردی غرقِ بحرِ ذاتِ حق

ترجمہ: (خلق کی نفی کے بعد حق کا اثبات کر، تا کہ ذات حق کے سمند میں غرق ہو جائے)

محفل کے اختتام پر مدیر صاحب نے کہا "دل چاہتا ہے کئی دن تک یہ محفل یونہی منعقد رہے، دل کو اس قدر سرور حاصل ہوا جو اس سے قبل کبھی حاصل نہیں ہوا"۔ حضرت پیر رومیؒ کی درگاہ کے کارکن بھی اس محفلِ سماع میں شریک ہوتے۔ دورانِ سماع ان پر بھی رقت طاری ہو جاتی۔ قوالی کے اختتام پر ایک قاری صاحب نے قرآنی آیات کی تلاوت فرمائی اور پھر دعائے خیر کی گئی۔ ٦ ستمبر کو قبلہ بابو جیؒ صاحب نے مدیر صاحب کے ساتھ والئی شہر سے اس کے دفتر میں ملاقات فرمائی۔ والئی شہر نے حضرت قبلہ بابو جیؒ سے پوچھا کہ ترکوں کے بارے میں آپؒ کا کیا خیال ہے؟ آپؒ نے فرمایا کہ "ہم بہت اچھے خیالات رکھتے ہیں اور ان سے محبت کرتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے ملک میں ایسی ہستیاں ہیں جن کا تعلق صرف اللہ جلِ شانہٗ سے ہے، مثلاً حضرت مولانا رومؒ، حضرت ابو ایوب انصاریؓ اور دیگر اولیاء اللہ جو یہاں مدفون ہیں اور ہم اتنی دور سے تکلیفیں اٹھا کر آئے ہیں لیکن اخلاص و محبت کی وجہ سے یہ تکلیف محسوس نہیں ہوتی بلکہ عین راحت ہے۔ اولیاء اللہ ایسے لوگ ہیں کہ جو بھی ان کے ساتھ تعلق رکھے گا تو اللہ تعالیٰ سے اس کا رابطہ قائم ہو جائے گا جو حکومت کے لوگوں سے تعلق رکھے گا وہ حکومت کی طرف جائے گا"۔

Marfat.com

والئی شہر نے کہا ''بے شک یہ بات درست ہے''۔ اس نے کہا ''ہم بڑی مشکل میں تھے کیونکہ ہمارا چھوٹا ملک ہے، ہر طرف سے گھرے ہوئے ہیں، ایک طرف یورپ ہے تو دوسری طرف مسلمانوں کی غفلت، ان حالات میں ہم نے یہ صورت اختیار کی کہ سب سے پہلے اپنے ملک کی حفاظت کریں یعنی ملکی جغرافیائی سرحدوں کو بنیادی اور اوّلین حیثیت دیں''۔ اس نے کہا ''میں یہ نہیں کہتا کہ مسلمان بھائیوں نے ہماری مدد نہیں کی، دعاؤں اور روپیہ وغیرہ سے مدد ضرور کی''۔ اس پر قبلہ بابوجیؒ نے فرمایا کہ ''مسلمان بھائیوں کی غفلت نہ تھی، جو کچھ ممکن تھا وہ کیا جو چیز ممکن تھی، انہوں نے پیش کر دی، باقی رہا ان کا ذاتی طور پر یہاں تک نہ پہنچ سکنا تو یہ ان کی غفلت نہ تھی بلکہ معذوری تھی، وہ معذور تھے، ان کا یہاں تک پہنچنا بہت مشکل تھا''۔ حضرت بابوجیؒ نے فرمایا ''آپؒ اس شہر کے والی ہیں، آپؒ جس کے ساتھ کوئی وعدہ کریں وہ ضرور پورا کریں گے''۔ اس نے کہا ''جی ہاں' میں ضرور پورا کروں گا''۔ قبلہ بابوجیؒ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ساتھ نصرت کا وعدہ فرمایا'' وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ '' مگر نصرت کا وعدہ مومنین کیلئے ہے جب لوگ مومنین ہوں تو ضرور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت اور فتح نازل ہوگی اور آپ اس آیت کے مصداق بن جائیں گے پھر آپ کو کسی قسم کا خطرہ نہیں ہوگا۔ ایک یورپ تو کیا لاکھ یورپ بھی ہوں، نصرت و فتح آپ ہی کی ہوگی، جیسے آپ والئی شہر ہیں تو جو آپ کے ماتحت عملے میں آپ کے قانون کے مطابق چلے گا، آپ اس سے خوش ہوں گے اور اسکی ہر طرح سے مدد کریں گے، بالکل اسی طرح جو قانونِ خداوندی ہے، اس پر جو شخص عمل کرے گا، اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد فرمائے گا''۔ والی نے کہا ''بیشک یہی بات ہے''۔ حضرت بابوجیؒ نے فرمایا کہ ''لوگوں نے ہمیں بتایا ہے کہ ترکوں نے مسجدوں کو منہدم کر دیا ہے، عربی نہیں پڑھتے، اذان وغیرہ سب ترکی زبان میں کر دی ہے، آپ نے جن مساجد کو عجائب خانوں میں تبدیل کر دیا ہے، دوبارہ انہیں مساجد بنائیں تو لوگوں کے دلوں میں آپ کی عزت بہت بڑھ جائے گی''۔ والئی شہر

Marfat.com

نے کہا کہ "ہم نے مساجد کو اس لیے عجائب خانوں میں تبدیل کیا ہے کہ یہاں لوگوں نے مذہبی گروہ اور فرقے بنا لیے تھے جو آپس میں جھگڑتے اور فساد کرتے تھے تو ہم نے اختلاف مٹانے کیلئے مسجدوں کو بند کر دیا ورنہ تو ہمارے دلوں میں مساجد اور اولیاء اللہ کی عزت و حرمت موجود ہے"۔ حضرت بابو جیؒ نے فرمایا "جو اصل علماء اور مسلمان ہیں، وہ ان جھگڑوں میں نہیں پڑتے البتہ جن کے ذاتی اغراض اور دنیاوی مفادات ہیں، وہ ضرور فساد برپا کرتے ہیں مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسجدیں ختم کر دی جائیں"۔ آپؒ نے فرمایا "کیا حکومت میں باہمی اختلافات اور سیاسی جماعتوں اور گروہوں میں جھگڑے نہیں ہوتے"۔ والئی شہر نے کہا "ہم ایک کثیر رقم مفتیوں اور علماء پر خرچ کرتے ہیں، سب کی تنخواہیں مقرر ہیں، ہر شہر اور ہر گاؤں میں مفتی مقرر ہیں، حضرت بابو جیؒ نے فرمایا یہ بہت اچھا ہے، خدا آپ کو اور برکت دے۔ سلطان عبدالحمیدؒ کے عہد میں یورپ کے عیسائیوں نے ایک ڈرامہ تیار کیا تھا جس میں حضرت سیّد الکونین آقائے کل نبی اکرم ﷺ کا کردار ادا کرنے کیلئے ایک شخص متعین کیا جب سلطانؒ کو اسکی خبر ملی تو اس نے اسی وقت تلوار اپنے نیام سے نکالی اور کہا یورپ کی حکومت کو ٹیلی گرام دے دو کہ فوراً یہ ڈرامہ ختم کا اعلان کرے ورنہ ہم ان کے خلاف اعلانِ جنگ کریں گے۔ ٹیلی گرام ملتے ہی وہ شیطانی ڈرامہ بند کرنے کا علان کر دیا گیا، اسی طرح اگر ہمارے اندر جذبہ ایمان ہوگا تو عالم کفر ہم پر غالب نہ آسکے گا۔ حضرت بابو جیؒ نے کہا "ہم یہاں سیر و سیاحت کیلئے نہیں آئے بلکہ اولیاء اللہ کی بارگاہوں میں سلام پیش کرنے کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔۔ اس لیے آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ کے مزار پر حاضر ہو کر مثنوی شریف پڑھیں اور سلام پیش کریں"۔ والی شہر نے کہا "ٹھیک ہے، عوام کی حاضری کے اوقات کے بعد آپؒ پڑھ سکتے ہیں"۔ حضرت بابو جیؒ نے فرمایا کہ "ہزاروں پرانے محل اور عجائبات دیکھے لیکن وہ جو کیف و سرور حضرت مولانا رومؒ کے ایک شعر سے حاصل ہوتا ہے، وہ ان محلات اور عجائبات سے حاصل نہیں ہوتا"۔ مزید

Marfat.com

فرمایا کہ "حکومت دو قسم کی ہوتی ہے، ایک جسموں پر اور دوسری روحوں پر۔ آپ کی حکومت صرف جسموں پر ہے مگر حضرت مولانا کی حکومت جسم اور روح دونوں پر ہے۔ جسم کی حکومت عارضی ہے اور روح کی حکومت مستقل ہے، اس کی وجہ کیا ہے کہ ان حضرات اولیاء اللہ کا تعلق ایسی ذات سے ہے جو سب کا حاکم ہے، جس طرح مولانا رومؒ نے فرمایا۔

گر تو پیوندی بداں شاہ شہ شوی ذرہ گر بودی و لیکن مہ شوی

ترجمہ:۔ اگر تو اس شاہ سے تعلق جوڑے گا تو شاہ بن جائے گا اگر تو ذرہ ہوگا تو چاند بن جائے گا۔

انسان کو چاہیے کہ وہ اس ذات سے تعلق رکھے، جسے کسی قسم کی محتاجی نہیں، جو سب کا بادشاہ ہے"۔ آپؒ نے فرمایا کہ "حضرت مولانا رومؒ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ "انسان جب کسی سفر پر جاتا ہے تو اپنے قیام کی جگہ منتخب کرتے وقت سب سے پہلے اسے یہ دیکھنا چاہیے کہ اس کا پڑوسی کیسا ہے اگر اس کا پڑوسی قوی ہو تو وہ بھی قوی ہوگا، اسی طرح انسان اس دنیا میں آیا ہے، جو ایک مسافر خانہ ہے، یہاں انسان کو ایسا پڑوس (قرب) تلاش کرنا چاہیے جس کیلئے فنا نہیں، جو سب پر غالب ہے اور وہ حکم الحاکمین ہے"۔ حضرت بابو جیؒ نے مزید فرمایا کہ "ہم آپس میں بھائی بھائی ہیں اور میرے دل میں آپ کی محبت ہے، اس وجہ سے میرا فرض ہے کہ آپ سے صحیح بات عرض کروں، امید ہے آپ میری باتوں سے ناراض نہ ہوں گے"۔ یہ سن کر والئ شہر نے کہا "نہیں ہرگز نہیں، میں آپ کو اپنا بھائی سمجھ کر باتیں کر رہا ہوں، والئ شہر ہونے کی حیثیت سے یا حکومت کی طرف سے باتیں نہیں کر رہا، مجھے آپ کی باتیں سن کر بڑی خوشی ہوئی ہے"۔ آخر میں حضرت بابو جیؒ نے فرمایا "خداوند تعالیٰ آپ کو دین و دنیا میں عزت عطا فرمائے اور خدا کرے کہ ہمیں پھر یہاں حاضری نصیب ہو، بطفیل حضرت مولانا رومؒ، ہم آپس میں یہاں مل بیٹھیں اور دل کھول کر باتیں کریں"۔ والی نے کہا "انشاء اللہ ضرور"۔ پھر حضرت بابو جیؒ نے اجازت طلب فرمائی اور سیدھے حضرت مولانا رومؒ کی درگاہ

Marfat.com

پر حاضر ہوئے، فاتحہ کے بعد مدیر صاحب کے دفتر گئے، جہاں ایک جید عالمِ دین حضرت بابو جیؒ کی ملاقات کیلئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ جناب مدیر صاحب نے کھانے کی دعوت دی اور سب حضرات کو مولانا رومؒ کے لنگر پر کھانا کھلایا گیا، کھانا نہایت سادہ تھا مگر بہت ہی لذیذ تھا، کھانے کے بعد قیام گاہ پر واپس پہنچے تو مدیر صاحب ایک سرکاری افسر کے ساتھ حضرت بابو جیؒ کی خدمت میں چند مقاماتِ مقدسہ کے نقشے لے کر آئے اور بتایا کہ ان مقامات مقدسہ کی مرمت اور تزئین کی جارہی ہے اور آج ہی سے حضرت مولانا رومؒ کے مزارِ اقدس کی مرمت و تزئین کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ حضرت بابو جیؒ کی والئ قونیہ شریف کے ساتھ ملاقات کے دوران والی نے مساجد بند کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا تھا کہ "علماء میں کوئی حنفی ہے، کوئی مالکی، کوئی حنبلی اور کوئی شافعی حالانکہ قرآن ایک ہے، نبی کریم ﷺ بھی ایک ہیں تو یہ اختلاف کیوں ہے؟" اس پر حضرت بابو جیؒ نے فرمایا کہ "چاروں طریقے سچ اور برحق ہیں، سارے آئمہ کرام بلند پایہ مجتہدین تھے، انہوں نے قرآن وسنت سے مسائل کا استنباط کیا ہے، اپنی خداداد فہم و علم کے مطابق باقاعدہ دلائل دیے ہیں، ان کے اجتہادات ذاتی اغراض و خواہشات پر مبنی نہیں تھے بلکہ ان کے اجتہادات محض اور خالصتاً لوجہ اللہ تھے لہٰذا آج کے چند مفاد پرست فسادی عناصر کو ان پاک لوگوں پر قیاس نہ کریں"۔ حضرت بابو جیؒ کی ناصحانہ اور مشفقانہ باتوں کا اثر تھا کہ سرکاری افسر کو حضرت بابو جیؒ کی خدمت میں بھیجا گیا اور حکومت نے مقاماتِ مقدسہ کی طرف توجہ مبذول کی، عصر کے قریب طلباء کیلئے قائم کیے گئے بورڈنگ ہاؤس کا ناظمِ اعلیٰ اور اس کے ماتحت افسران حضرت بابو جیؒ سے ملنے کیلئے آئے، آپؒ کے ترکی آنے پر خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ "آپ کا آنا ہمارے سر آنکھوں پر، معافی چاہتے ہیں کہ ہم آپؒ کی کوئی خاص خدمت نہ کر سکے"۔ حضرت بابو جیؒ نے فرمایا کہ "میں بھی آپ سے مل کر بہت خوش ہوا ہوں، در حقیقت ہمیں آپ کی خدمت کرنی چاہیے کیونکہ آپ اس پاک شہر قونیہ میں رہتے ہیں جہاں ایک

Marfat.com

آفتابِ ولایت اپنی روشنی سے سب کو منور کیے ہوئے ہے، آپ کو خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرنا چاہیے"۔ ناظم اعلیٰ نے کہا کہ "ہم نے قونیہ شریف میں دو مکان بنا رکھے ہیں، جہاں طلبہ کی رہائش، تعلیم اور باقی ضروریات کا انتظام کیا گیا، پہلے طلباء زمین پر سوتے تھے۔" حضرت بابو جیؒ نے فرمایا "یہ بات ایک حقیقت ہے کہ پہلے جو طلباء زمین پر سوتے تھے، بھوکے رہ کر گزارہ کرتے تھے، ان کا تعلیمی معیار بہت بلند ہوتا تھا، ان کا کردار بہت ہی پاکیزہ اور ایمان بہت پختہ ہوتا تھا۔ آپ صرف ظاہری حالت پر نہ جائیں بلکہ اصل چیز کی طرف توجہ کریں۔ حضرت عمرؓ خلیفہ وقت ہونے کے باوجود ایک کیکر کے درخت کے نیچے آرام فرماتے تھے اور سر کے نیچے پتھر رکھ کر سوتے تھے اور پیوند لگے کپڑے پہنتے تھے مگر کسی کو ہمت نہ ہوتی تھی کہ آنکھ اٹھا کر دیکھے، دنیا کے باشاہ ان کا نام سن کر تھر تھرا جاتے تھے۔ اسکی کیا وجہ تھی؟ یہ ان کی قوت ایمانی کی بدولت تھا، خدا کرے ایسی تعلیم ہو جس سے ایمان کی قوت پیدا ہو"۔ آپؒ نے فرمایا "آپ لوگوں نے جو کچھ کہا وہی درست ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ آپ کو دین کی خدمت کرنے کی توفیق دے"۔ ناظم اعلیٰ نے کہا "ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام اسلامی ملکوں کو ترقی دے اور آپس میں اتفاق عطا کرے، خاص کر پاکستان، جو ایک نیا ستارہ طلوع ہوا ہے، اس سے بڑی خوشی حاصل ہوئی، اللہ تعالیٰ عزوجل اس کو ہر طرح سے محفوظ رکھے"۔ ناظم اعلیٰ نے مزید کہا کہ "ہم خدا تعالیٰ کی وحدانیت کے قائل ہیں اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت کی دل سے تصدیق کرتے ہیں"۔ پھر انہوں نے عربی کے اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ ہے "اگر ہمارے گناہ بہت ہیں لیکن اے اللہ، تیری رحمت ان سے بھی بہت زیادہ ہے، ہمارے ساتھ وہ سلوک کر جس کا تو اہل ہے، ہمارے ساتھ وہ سلوک نہ کر جس کے ہم سزاوار ہیں۔ اس کے بعد ناظمِ اعلیٰ نے حضرت بابو جیؒ کو ادارے میں آنے اور چائے قبول کرنے کی دعوت دی۔ حضرت بابو جیؒ نے فرمایا "چائے کے مقابلے میں یہ چاہ جو حضرت مولانا رومیؒ کی وجہ سے ہے، بہت اعلیٰ ہے، ہم انشاء اللہ کسی وقت آپ کے

Marfat.com

ادارے میں حاضر ہوں گے"۔ اس ملاقات کے بعد حضرت رومیؒ کی اولاد میں سے ایک صاحب تشریف لائے ان سے مل کر حضرت بابو جیؒ نے فرمایا کہ "یہ حضرت مولانا رومؒ صاحب کا احسان ہے کہ اپنی اولاد کو ہماری طرف بھیج کر ہمیں زیارت کا سرور اور شرف بخش رہے ہیں"۔ نماز عصر کے بعد جناب مدیر صاحب کے ساتھ بارگاہِ حضرت رومیؒ میں حاضری دی، مدیر صاحب کے دفتر میں قوالی ہوئی اور حضرت رومیؒ کی بارگاہ میں سلام پیش کیا گیا۔ حضرت بابو جیؒ نے جناب مدیر صاحب کو کچھ رقم پیش کی تا کہ وہ دربار شریف کے خدام میں تقسیم کر دیں۔ ۷ ستمبر ۱۹۷۹ء علی الصبح جناب مدیر صاحب تشریف لائے، چائے نوش کی، باتوں باتوں میں فرمایا کہ "جدائی کا وقت قریب آ گیا ہے"۔ اس کے جواب میں حضرت بابو جیؒ نے فرمایا کہ "اگر محبت ہو تو فراق میں بھی لذت ہے اور اگر محبت نہ ہو تو وصال اور فراق برابر ہیں"۔ چند گھنٹوں کے بعد جناب مدیر صاحب ہوٹل میں آئے اور کہا "جو ہدیہ سلام حضرت مولانا رومیؒ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا، وہ لکھ دیں"۔ اور کہا کہ "میں آپ سب کے دو عدد فوٹو لوں گا"۔ ایک صاحب نے کہا "شاید حضرت بابو جیؒ فوٹو لینا پسند نہ فرمائیں"۔ تو مدیر صاحب نے کہا کہ "اصل بات تو یہ ہے کہ انہیں خود یہاں سکونت اختیار کرنی چاہیے اگر ہمیں یہاں کی سکونت کا شرف نہیں بخشتے تو میرے پاس اپنے فوٹو چھوڑ جائیں۔ میں عجائب خانہ میں بطور یادگار رکھوں گا"۔ حضرت بابو جیؒ ناظمِ اعلیٰ کی فرمائش پر بورڈنگ ہاؤس دیکھنے کیلئے تشریف لیے گئے۔ اسکی عمارت عمدہ تھی مگر مسجد نہ تھی، نماز کے لیے صرف ایک چھوٹا سا کمرہ مختص کیا گیا تھا، حضرت بابو جیؒ نے مولوی عبد الحنانؒ کی وساطت سے ناظمِ اعلیٰ سے کہا "بورڈنگ ہاؤس کی عمارت بہت بڑی ہے مگر نماز کی جگہ دیکھ کر دل پر اچھا اثر نہیں ہوا، خدا کرے کہ اس عمارت کی مناسبت سے ایک وسیع مسجد بھی تعمیر کی جائے"۔ آپؒ نے فرمایا "یہ ساری عمارت ایک جسم ہے اور مسجد اسکی روح اگر مسجد نہ ہو تو گویا عمارت بغیر روح کے ایک مردہ جسم کی مانند ہے"۔ یہ سن کر ناظمِ اعلیٰ صاحب نے کہا کہ

Marfat.com

"انشاء اللہ تعالیٰ اس عمارت کے مطابق ضرور ایک مسجد تیار کر دی جائیگی"۔ حضرت بابو جیؒ نے یہ شعر پڑھا۔

روزِ محشر کہ جاں گداز بُود   اوّلیں پُرسشِ نماز بُود

ترجمہ۔ (روزِ محشر، جو جان کیلئے سخت تکلیف دہ ہوگا، اس دن سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا)۔

آپؒ نے فرمایا "روزِ قیامت اعلیٰ کھانوں اور عمدہ عمارتوں کے نہ ہونے پر سرزنش نہ ہو گئی مگر نماز کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا لہٰذا اس کا انتظام بہت ضروری ہے"۔ مزید فرمایا کہ "مجھے اس بات سے آپ پر اعتراض کرنا مقصود نہیں بلکہ اس طرف متوجہ کرنا مقصود ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو دارین میں جزائے خیر عطا فرمائے"۔ ناظم صاحب سے رخصت ہوکر قلنج ارسلان کی مسجد میں آئے، جہاں آٹھ بادشاہوں کی قبریں ہیں، اس مسجد میں لکڑی کا بنا ہوا ایک منبر ہے جو تقریباً آٹھ سو سال پرانا ہے، اس کے باوجود وہ منبر ذرا بھی خستہ وشکستہ نہیں۔ اس کو دیکھ کر حضرت بابو جیؒ نے فرمایا "پہلے لوگوں کے ایمان قوی تھے، اسی طرح ان کے کام بھی پختہ ہوتے تھے"۔ اس مسجد سے روانہ ہو کر حضرت صدر الدین قونویؒ کے مزار شریف پر حاضر ہوئے راستے میں ایک کچا سا مکان آیا، جس کے اوپر قبہ وغیرہ نہ تھا اور دروازہ پتھروں سے بند کیا گیا تھا۔ مدیر صاحب نے کہا کہ "اس مکان میں امام بغویؒ مشہور محدث اور مفسر آرام فرما ہیں"۔ چنانچہ باہر سڑک پر کھڑے ہوکر فاتحہ پڑھی گئی مدیر صاحب نے کہا "انشاء اللہ میں یہاں دروازہ لگوا دوں گا"۔ حضرت بابو جیؒ نے فرمایا کہ "جب حضرت رومیؒ کی وفات ہوئی تو لوگ نمازِ جنازہ کے بعد رنج والم کی وجہ سے گھروں کو نہ لوٹے بلکہ حضرت صدر الدینؒ قونوی کی خدمت میں حاضر ہو پوچھا کہ حضرت مولانا رومیؒ کا کیا درجہ ہے؟" انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کی صورت نہیں ہے اور اگر خدائے عزوجل کسی صورت میں آتا تو وہ مولانا رومؒ کی صورت میں آتا"۔ آپؒ نے مزید فرمایا کہ "یہ بات

Marfat.com

مجھے (بابو جیؒ کو) حضرت پیر سیّدنا مہر علی شاہؒ نے بیان فرمائی تھی"۔ ۷ ستمبر کو درگاہِ حضرت رومیؒ سے باہر قریب ہی واقع ایک مسجد میں مغرب کی نماز ادا کی اور پھر درگاہ شریف میں داخل ہو کر حضرت مدیر صاحب کے دفتر میں بیٹھے۔ آج مدیر صاحب نے اپنے دفتر میں قالین بچھائے تھے سب لوگ ان پر بیٹھ گئے۔ جناب مدیر صاحب نے ایک پلیٹ میں چند انگوٹھیاں رکھ کر حضرت بابو جیؒ کو پیش کیں، یہ انگوٹھیاں چاندی کی تھیں اور ان پر حضرت مولانا رومؒ کی پگڑی بنی ہوئی تھی۔ مدیر صاحب نے کہا "یہ انگوٹھیاں اس لیے پیش کر رہا ہوں کہ آپؒ جب مدینہ طیبہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور بغداد اور گولڑہ شریف جائیں تو مجھے دعائے خیر میں نہ بھولیں"۔ قبلہ بابو جیؒ نے فرمایا کہ "آپ کی یاد ہمارے دل میں ہے اور ان چیزوں پر منحصر نہیں ورنہ تو یہ مطلب ہوگا کہ جب تک یہ انگوٹھیاں ہمارے پاس رہیں گی تو آپ کی یاد بھی رہے گی اور جب یہ گم ہو گئیں تو آپ کی یاد بھی ختم ہو جائے گی نہیں ہرگز نہیں، آپ کی یاد ہمارے دلوں میں ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ رہے گی"۔ اس کے بعد درگاہ شریف کے اندر محفل سماع منعقد ہوئی۔ محبوب صاحب اور مشتاقؒ صاحب نے چند غزلیں اور سلام پیش کیا اور مولوی عبدالحنانؒ صاحب کی فرمائش پر وحدۃ الوجود کے مضمون پر مشتمل کلام سنایا۔

گم گشتہ ام در ذاتِ او　　انا　　الیہ　　راجعون

ترجمہ۔ (میں اس کی ذات میں گم ہو چکا ہوں سب نے اس کی طرف رجوع کرنا ہے)

تقریباً دو گھنٹے قوالی ہوئی اور پھر حضرت مدنی صاحبؒ نے قرآن مجید کی چند آیات تلاوت کیں اور دعائے خیر پر یہ محفل ختم ہوئی۔ درگاہ شریف سے باہر آ کر حضرت بابو جیؒ نے جناب مدیر صاحب سے کہا کہ "آپ کا ہم پر بڑا احسان ہے اور یہ احسان ہم قیامت تک نہیں بھول سکتے، ہم شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہیں"۔ اس پر جناب مدیر صاحب "استغفر اللہ، استغفر اللہ" کہتے رہے۔ ۸ ستمبر کو جناب مدیر صاحب ہوٹل میں آئے اور حضرت بابو جیؒ کو چند تبرکات دیے۔ دوپہر کو ایک ۲۷ سالہ بخاری صاحب ہوٹل میں حضرت بابو جیؒ

Marfat.com

سے ملنے کیلئے آئے، وہ عرصہ چالیس سال سے وہاں مقیم تھے۔ انہوں نے بیان کیا ''یہاں ایک مشہور پاکستانی بزرگ سیّد فضل حسینؒ بن گوہر علی ساکن احمد پور نزد الہ آباد مدفون ہیں، گزشتہ رات خواب میں آئے اور کہا ہمارے ملک سے ایک سیّد تشریف لائے ہیں، کیا انہیں میری خبر نہیں؟'' یہ سن کر حضرت بابو جیؒ نے فرمایا ''انشاء اللہ ان کے مزار پر ضرور جائیں گے''۔ بعد نمازِ ظہر حضرت رومیؒ کی بارگاہ میں حاضری دی اور چار گھوڑوں والی بگھیوں میں سوار ہو کر خواب میں آنے والے بزرگ سیّد فضل حسینؒ کے مزار پر حاضر ہوئے، فاتحہ پڑھی اور پھر درگاہ شریف حضرتِ رومیؒ میں آ گئے۔ مغرب کے بعد مدیر صاحب کے دفتر میں محفلِ سماع منعقد ہوئی اور مندرجہ ذیل کلام پیش کیا گیا۔ ''تو جان پاکی سر بسر نے آب و خاک اے نازنین''۔ (اے نازنین تو سراپا جان پاک ہے، تو آب و خاک نہیں) ''تعالی اللہ زہے حسن یگانہ'' (بہت بلند ہے اللہ، اس کا حسن یکتا ہے۔) ''در میکدۂ وحدت ہشیار نمی گنجد'' (وحدت کے میکدہ میں ہوشیار کا کیا کام)۔ ۹ ستمبر روانگی کا دن تھا، سامان ایک لاری میں رکھا گیا اور اسی پر سوار ہو کر مولانا رومیؒ کے آستانے پر حاضری دی۔ حضرت بابو جیؒ کے فرمان پر محبوبؒ صاحب نے چند اشعار بطور آخری سلام پڑھے تو حضرت بابو جیؒ پر گریہ طاری ہو گیا، آپؒ نے جھک کر زمین کو بوسہ دیا اور پھر دروازے کی چھوکھٹ کو چوما اور باہر آ گئے۔ یہ منظر دیکھ کر وہاں پر موجود تمام پاکستانی اور ترکی اشکبار ہو گئے۔ ۱۴ ستمبر کو استنبول آ کر حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے روضہ اقدس پر حاضری ہوئی، جمعہ کا دن تھا۔ وہیں نمازِ جمعہ ادا کی اور مزار شریف پر سلام پیش کیا۔ دریں اثنا ایک جنازہ لایا گیا، اس کو حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مزار کے سامنے زمین پر رکھ دیا گیا، ایک مولوی صاحب نے لمبی دعا کی لوگ ''آمین آمین'' کہتے رہے۔ کثیر تعداد میں عورتیں اور مرد حضرت بابو جیؒ کے گرد جمع ہو گئے اور آپؒ کے ہاتھوں کو بوسہ دینے لگے۔ لوگوں کی یہ والہانہ عقیدت قابل دید تھی، کچھ دیر یہاں رکنے کے بعد سب واپس ہوٹل آ گئے۔ ۱۸ ستمبر کو استنبول میں قیام کے دوران بھارتی سفیر دیوان

Marfat.com

چمن لال سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا "کیا استنبول دیکھ لیا؟" تو حضرت بابو جیؒ نے فرمایا "ہاں سب دیکھ لیا مگر اصل نکتہ یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ یہاں سب کچھ فانی ہے، پھر بھی سب کی کوشش رات دن مادیات کے لیے ہے لیکن جو اصل چیز ہے، اس کیلئے کسی نے بھی کوشش نہیں کی۔ اسی چیز کو چمٹے ہوئے ہیں، جو فانی ہے، جیسے ریت کا ایک ستون ہے اسے کب بقاء ہے، جن لوگوں نے اس ذات سے رشتہ جوڑا ہے جسے بقاء ہے اور جو سب کا حاکم ہے، وہی لوگ ہر طرح سے دین و دنیا میں کامیاب ہیں، باقی ہم سب خسارے میں ہیں"۔

سفرِ شام

۱۹ ستمبر کو دمشق پہنچے۔ دمشق نہایت سرسبز اور خوبصورت شہر ہے، سڑکیں کشادہ اور پھل سبزی اور دوسری چیزیں سستی ہیں۔ ترکی میں لوگ ایک طرح کے لباس میں نظر آئے مگر شام میں لوگ ہر طرح کے لباس پہنے ہوئے ہیں، کوئی مخصوص لباس پہننے کی پابندی نہیں۔ ۲۰ ستمبر کو ناشتے سے فارغ ہو کر الجامع الاموی گئے، یہ بہت وسیع اور خوبصورت مسجد ہے جسے خلیفہ ولید بن عبدالملک نے ۹۶ھ میں تعمیر کرایا تھا، اس مسجد میں تقریباً دس گیارہ ہزار افراد بیک وقت نماز ادا کر سکتے ہیں، اس مسجد کے احاطے میں حضرت یحییٰؑ کا مزار ہے، جس کے اوپر خوبصورت گنبد بنا ہوا ہے۔ اس مسجد کے صحن میں ایک چبوترہ ہے جس کے بارے میں روایت ہے کہ یہاں امام حسینؓ کا سر مدفون ہے۔ یہاں ہدیہ سلام پیش کیا، شہر کے اندر واقع سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کی قبر پر فاتحہ خوانی کی، پاؤں کی جانب ان کی تصویر لگی ہے، جس کے نیچے لکھا ہے، بطل الاسلام العظیم سلطان صلاح الدین یوسفؒ بن ایوبؒ شادی، سنِ ولادت ۵۳۲ھ اور سن وفات ۵۸۹ھ۔ یہاں سے تھوڑے سے فاصلے پر ایک مکان میں حضرت رقیہؓ بنت علیؓ کا مزار مبارک ہے، وہاں حاضری دی اور حضرت محی الدینؒ ابن عربی متوفی ۶۳۸ھ کے مزار اقدس پر حاضری کیلئے پہنچے۔ روضہ شریف کے باہر جالی پر تحریر ہے "قَبرُ مُحيِ الدِّينِ ابنِ عَرَبِي مَن لاذَ بِهِ او زارَهُ قُضِيَت حاجاتُهُ مِن بَعدِ ما غفرَ

Marfat.com

اللہ لَہٗ اَوْزَارَہٗ‘‘ (جس نے حضرت محی الدین ابن عربی کی قبر کو وسیلہ بنایا، اس کی زیارت کی تو اللہ تعالیٰ نے اسکی حاجات کو پورا کیا اور اس کے گناہوں کو معاف کیا) سرِ مبارک کی طرف دیوار پر ایک کتبہ ہے، جس پر لکھا ہے۔

شیخ اکبرؒ نور از ہر شمع بزمِ عارفیں　　منبعِ علم لدنی مخزن اسرارِ دیں

ترجمہ۔ (شیخ اکبر روشن نور ہیں۔ عارفوں کی بزم کی شمع ہیں علم لدنی کا چشمہ ہیں اور دین کے رازوں کا خزانہ ہیں)

گوہرِ بحرِ کرامت شمسِ چرغِ معرفت　　رہبرِ اہلِ حقیقت رہنمائے کاملیں

ترجمہ۔ (وہ کرامت کے سمندر کا موتی ہیں آسمانِ معرفت کا سورج ہیں۔ اہلِ حقیقت کے رہبر ہیں، کاملوں کے رہنما ہیں۔)

یہاں سے فارغ ہو کر حضرت شیخ عبدالغنیؒ نابلسی جن کی وفات کو تقریباً تین سو برس ہو چکے ہیں، ان کے مزار شریف پر حاضری دی اور بعد ازاں بہت سی دوسری زیارت کیں اور اس جگہ حاضر ہوئے، جہاں ایک سرائے کی شکل میں عمارت ہے، ایک کمرہ کے اندر چند قبریں ہیں، ایک طرف محراب بنا ہوا ہے، اس محراب میں پتھر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کے نشان ہیں، یہ نشان اس وقت کے ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمسنی میں اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ تجارت کیلئے ملک شام تشریف لا رہے تھے، تو بحیرہ راہب نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابو طالب کو روک کر کہا کہ ان کو ملکِ شام نہ لے جائیں بلکہ واپس روانہ کر دیں۔ چنانچہ حضرت ابو طالب نے آپ کو وہیں سے واپس بھیج دیا، آپ جس مقام تک گئے تھے، یہ وہی مقام ہے، محراب کے ایک طرف ایک تختی پر لکھا ہوا ہے۔ هٰذَا مَحَلُّ الْقَدَمِ وَزَاوِيَتُهٗ۔ (یہ قدم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ اور زاویہ ہے) اس مقامِ مقدس اور سرائے کی حالت اچھی نہیں، وہاں صرف ایک خادمہ رہتی ہیں۔ ۲۱ ستمبر کو بیروت پہنچ کر امام اوزاعیؒ کے مزار پر حاضری دی۔

Marfat.com

سفرِ بغداد

۲۴ ستمبر کو بغداد شریف پہنچے۔ یہاں حضرت بابو جیؒ کا معمول تھا کہ علی الصبح حضرت سیّد الاولیاء غوثِ اعظمؓ کے روضہ اطہر کی مسجد میں آجاتے، نماز کے بعد وظائف میں مشغول رہتے اور وظائف سے فارغ ہو کر درگاہ شریف پر حاضری ہوتی، درگاہ شریف کے دروازے سے باہر برآمدے میں نعت اور منقبت شریف پڑھی جاتی اور پھر درگاہ شریف کے اندر جا کر سلام پیش کرتے۔ کبھی درگاہ شریف کے اندر قبرِ مبارک کے سامنے نعتوں اور منقبت کا نذرانہ پیش کیا جاتا۔ ۲۵ ستمبر کو بعد نمازِ عصر حضرت سلمان فارسیؓ کے روضہ کی زیارت کیلئے گئے پھر حضرت عبداللہؓ کے مزار کے قریب حضرت ظاہرؒ بن علیؓ بن حسینؓ کا مرقد شریف ہے، وہیں مغرب کی نماز ادا کی اور عشاء کی نماز کیلئے درگاہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹ آئے۔

سفرِ حج

۲۸ ستمبر کو حضرت قبلہ بابو جیؒ نے پچھلی رات تقریباً تین بجے سب کو جگا دیا۔ ہم سب نے وضو کیا اور احرام حج باندھا۔ قبلہ مدنیؒ صاحب نے سب کو حج قران کی نیت کرائی اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ کی درگاہ شریف کے باہر والے بڑے دروازے پر حاضر ہو کر سلام پیش کیا۔ آستانہ بوسی کا شرف حاصل کیا اور عرب شریف کیلئے روانہ ہوئے، بغداد شریف سے جدّہ تک پونے پانچ گھنٹے کا سفر تھا۔ ۲۹ ستمبر مکہ شریف حاضر ہو کر عمرہ ادا کیا۔ ۳۰ ستمبر کو قبلہ بابو جیؒ علی الصبح ہی حرمِ شریف پہنچ گئے اور طلوعِ آفتاب کے بعد قیام گاہ پر آکر ناشتہ کیا۔ جمعہ کا دن تھا، نمازِ جمعہ حرم میں ادا کی گئی، نمازِ عصر کے بعد بابو جیؒ عبدالحسن کے مکان پر آئے، جہاں پیر سیّد جماعت علی صاحب قیام فرماتے تھے، کافی دیر تک محفل رہی۔ مغرب اور عشاء کی نمازیں حرم شریف میں ادا کیں گئیں۔ یکم اکتوبر کو بھی اسی طرح علی الصبح بابو جیؒ حرمِ شریف گئے اور نوافل و دعا کے بعد منیٰ روانہ ہوئے۔ ایک رات منیٰ میں قیام کیا، منیٰ میں نماز ادا کی

Marfat.com

سیّد جماعت علی صاحب نے بابو جیؒ کیلئے ناشتہ بھجوایا اور عرفات کی سویاں اور ایک یمنی چادر اور ساتھ ہی کہلا بھیجا کہ "آپؒ یہ چادر اوڑھ لیں، اس لیے کہ آنحضرت ﷺ نے بھی یہاں یمنی چادر استعمال فرمائی تھی"۔ ظہر کی نماز کے بعد قبلہ شاہ صاحبؒ نے سیب بھجوائے اور مغرب سے کچھ پہلے حج کی مبارکباد کے طور پر تین پلیٹیں چینی کی ارسال کیں ہر بار حضرت بابو جیؒ فرماتے تھے کہ "محترم شاہ صاحب سے کہیں، وہ یہ تکلیف نہ کریں، بلکہ دعا فرمائیں" مغرب سے پہلے حضرت بابو جیؒ قبلہ شاہ صاحب کے خیمے میں تشریف لے گئے، جہاں محبوب قوال نے عارفانہ کلام سنایا۔ غروبِ آفتاب کے بعد مزدلفہ پہنچے، جہاں مغرب اور عشاء کی نمازیں اکٹھی ادا کیں۔ ۱۴ اکتوبر کو پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ نے پلاؤ اور قربانی کا گوشت حضرت بابو جیؒ کیلئے بھیجا۔ رات کو محفلِ سماع منعقد کی گئی، بڑی تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ ۱۵ اکتوبر کو منیٰ ہی میں قیام تھا، دوپہر سے قبل بابو جیؒ سیّد جماعت علی شاہ صاحب سے ملنے کیلئے تشریف لے گئے، شاہ صاحبؒ کی فرمائش پر قوالی ہوئی اور اسی روز مکہ شریف واپس آ گئے۔ ۱۸ اکتوبر کو طوافِ وداع کرنے کے بعد مدینہ طیبہ مقدسہ مطہرہ کو روانہ ہوئے۔ راستے میں جہاں کہیں موقعہ ملتا بابو جیؒ گاڑی سے اتر کر لوگوں میں ریال تقسیم فرماتے تا آنکہ مدینہ منورہ کے دروازے پر جس کو بابِ عنبری کہا جاتا ہے، پہنچے، یہاں بھی بہت سے لوگ جمع تھے، آپؒ نے ان کو بھی ریال دیے۔ مدینہ شریف میں داخل ہو کر باب السلام کے سامنے لاری کھڑی کر دی گئی اور مال اتارا گیا۔ قیام گاہ پر جا کر کپڑے بدلے اور ظہر کے وقت مسجدِ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں نماز سے فارغ ہو کر بارگاہِ رسالت میں سلام اور قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ ۲۱ اکتوبر کو علی الصبح قبلہ بابو جیؒ مع رفقاء مسجد نبویؐ پہنچے طلوعِ آفتاب کے بعد بارگاہ نبوتؐ میں صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کیلئے حاضری دی۔ محبوب صاحب اور مشتاق صاحب نے سلام پڑھا۔ اسی روز نمازِ مغرب کے بعد سلام پیش کر کے مسجد نبویؐ میں بیٹھے تھے کہ سیّد صاحب آئے، جنہوں نے حضرت حاجی امداد اللہ

Marfat.com

مہاجر مکی کا زمانہ دیکھا تھا، فرمانے لگے کہ "جب حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ صاحب ؒ مکہ شریف تشریف لائے تھے تو حضرت حاجی امداد اللہؒ صاحب مثنوی شریف کا درس دے رہے تھے، درس کے دوران مندرجہ ذیل شعر پر بات ہوئی۔

ہر کسے کو دور ماند از اصلِ خویش   باز جوید روز گارِ وصلِ خویش

ترجمہ۔ (جو شخص اپنی اصل سے دور رہا وہ پھر اپنی اصل سے وصل کی راہ ڈھونڈتا ہے)

حضرت حاجی صاحبؒ نے مندرجہ بالا شعر کی تشریح کی مگر درس میں شریک بعض طلباء نے لفظ وصل پر اعتراض کیا، حضرت حاجی صاحبؒ نے تین مرتبہ وضاحت فرمائی مگر معترض کی تسلی نہ ہوئی، حضرت قبلہ سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحبؒ جو حاجی صاحبؒ کی ملاقات کے لئے درسگاہ آئے ہوئے تھے۔ اور اس وقت وہاں موجود تھے۔ فرمانے لگے کہ "اگر اجازت ہو تو میں سائل کے سوال کا منشا عرض کروں"۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا "کیا مضائقہ ہے؟" حضرت پیر صاحبؒ نے کہا کہ "صوفیائے کرام وحدۃ الوجود کے قائل ہیں جو یکتائی کو ثابت کرتا ہے اور اس شعر میں وصل دوئی کا متقاضی ہے، یعنی حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ وحدۃ الوجود کا نظریہ رکھتے ہوئے وصل کی بات کیوں کر رہے ہیں، جو بظاہر وحدۃ الوجود کے منافی معلوم ہوتا ہے"۔ یہ کہہ کر آپ خاموش ہو گئے، حاجی صاحبؒ نے کہا "آپؒ ہی اس کا جواب دیں"۔ اس پر قبلہ پیر صاحبؒ نے وحدۃ الوجود اور وصل میں مطابقت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "ہماری ہستی موہومہ ہے جو ہماری اپنی نہیں لہٰذا اس موہومہ ہستی کا مٹا دینا وصل کہلاتا ہے" یہ سن کر حضرت حاجی صاحبؒ پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی۔ کتاب ہاتھ کی گرفت سے نکل کر نیچے لڑھک گئی، اس موقع پر حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ نے مسئلہ "ندائے علی الغیب" پر بھی گفتگو فرمائی۔ حضرت حاجی صاحبؒ، پیر مہر علی شاہ صاحبؒ سے اس قدر متاثر ہوئے کہ تبرکات سند خلافت لا کر آپؒ کے سامنے رکھ دیے۔ حضرت اعلیٰؒ نے معذرت کرتے ہوئے فرمایا "میں تو مسافرت میں رہنے والا ہوں، یہ سب کچھ کہاں تک

Marfat.com

سنبھال پاؤں گا؟''مگر حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ ''آپؒ اس کو قبول کر لیں، اللہ تعالیٰ آپؒ کے ذریعے میرے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کو فروغ دیگا''۔ حضورِ اعلیٰؒ نے فرمایا کہ ''میں اسکو بھی اپنے شیخ کی عطا سمجھوں گا''۔

حضرتِ اعلیٰؒ کا تاحیات حجازِ مقدس میں قیام کرنے کا ارادہ تھا مگر حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا'' ہندوستان واپس چلے جائیں، وہاں ایک زہریلی ہوا چلنے والی ہے اگر آپؒ نے عملاً کچھ بھی نہ کیا، تو بھی وہاں پر آپ کا صرف موجود ہونا مسلمانانِ ہند کیلئے نہات فائدہ مند ثابت ہوگا''۔ جب ہندوستان میں فتنہ قادیانیت ظاہر ہوا تو حضورِ اعلیٰؒ فرماتے تھے کہ حضرت حاجی صاحبؒ نے اس فتنہ قادیانیت کو اس کے ظہور سے پہلے ہی معلوم کر کے اسکو زہریلی ہوا سے تعبیر فرمایا تھا۔ حضرت اعلیٰ پیر مہر علیؒ شاہ نے جس طرح علمی اور عملی طور پر فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی فرمائی اس سے بخوبی پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو شانِ مجددیت سے سرفراز فرما کر اس فتنے کو مٹانے کیلئے پیدا فرمایا تھا۔ ۱۲ اکتوبر طلوع آفتاب کے وقت حضرت قبلہ بابو جی صاحبؒ، حضرت مدنی صاحبؒ اور دیگر تمام ساتھیوں کو لے کر سیّد حسین علی صاحب (جو کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے زمانے سے وہیں پر تھے) کی قیام گاہ پر ان سے ملنے کیلئے گئے اور ان خدمت میں نذرانہ پیش کیا دوسرے ساتھیوں نے بھی نذر پیش کی، سیّد صاحب کہنے لگے ''یہ بہت ہے، میں اتنا کیا کروں گا''۔ حضرت بابو جیؒ نے کہا'' آپ ہمارے لیے دعا کریں''۔ ان سے رخصت ہو کر حرم شریف پہنچے اور بعد نمازِ عشاء اپنی قیام گاہ کو لوٹے۔ ۱۶ اکتوبر بعد نمازِ فجر، محبوب صاحب اور مشتاق صاحب نے حسب معمول روضہ، اطہر کے سامنے تین نعتیں پڑھیں، صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے بعد حضرت قبلہ بابو جیؒ، حضرت مدنی صاحبؒ چند ساتھیوں کے ہمراہ، سیّد جماعت علی شاہ صاحبؒ، اور مولانا ضیاء الدینؒ صاحب کی ملاقات کیلئے تشریف لے گئے۔ ۱۹ اکتوبر کو نمازِ فجر کے بعد حسبِ سابق دربارِ رسالتؐ میں نعتوں اور صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا گیا، پھر

Marfat.com

جبل احد کے دامن میں سیّد الشہداء امیر حمزہؓ و دیگر شہداء کے مزارات پر حاضری دی گئی۔ مسجد قبلتین سے ہوتے ہوئے مدینہ منورہ کی طرف لوٹے تو راستے میں چند کتے نظر آئے، قبلہ بابوجیؒ ان کیلئے روٹیاں لے گئے اور ان کے سامنے رکھ دی گئیں۔ ان کتوں نے انتہائی اطمینان کے ساتھ روٹیاں کھائیں، جس کے آگے جو روٹی رکھی گئی تھی، اس نے صرف وہی روٹی کھائی، دوسرے کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ یہاں سے مسجد قبا شریف کے راستے میں وہ مقام دیکھا جہاں بنو نجار کا محلّہ تھا۔ یہ وہ مقام ہے، جہاں جب آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ تشریف لائے تو بنو نجار کی بچیوں نے دف بجا کر حضورؐ کا استقبال کرتے ہوئے یہ گیت گایا تھا۔

طَلَعَ الْبَدرُ عَلَینَا مِن ثَنِیَاتِ الوَدَاعِ وَ جَبَ الشُّکرُ عَلَینَا مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعِ

ترجمہ: (وداع کی گھاٹی سے یہ چودھویں کا چاند طلوع ہوا، ہمارے اوپر شکر کرنا واجب ہے کہ اللہ کی طرف سے بلانے والا آیا)۔

بعد ازاں مسجد قُبا میں دو رکعتیں نمازِ نفل ادا کی گئیں اور اس جگہ سے گذرے، جس کے بارے میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا کہ "یہاں کی مٹی شفا ہے"۔ پھر اس باغ کی زیارت کی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے متبرک ہاتھوں سے کھجور کے پودے لگائے تھے اگرچہ کھجور کا موسم نہ تھا مگر بابوجیؒ نے باغ کے مالک سے کہا کہ "اوپر چڑھ کر دیکھیں، شاید کچھ پھل مل جائے"۔ اس نے اوپر چڑھ کر تلاش کیا تو کھجور کے تین چار دانے مل گئے۔ جنہیں حضرت بابوجیؒ نے تمام ساتھیوں میں تقسیم فرمایا۔

۲۰ اکتوبر کو نمازِ فجر کے بعد حسب معمول بارگاہِ نبوّت میں تین نعتوں کا ہدیہ پیش کیا گیا، نمازِ ظہر کے بعد سیّد جماعت علی شاہ صاحبؒ کی طرف سے دی گئی دعوتِ طعام میں شرکت کی گئی اور عصر کی نماز کے بعد قبلہ بابوجیؒ اور انکے رفقاء نے جنت البقیع میں حاضری دی اور باہر جو مساکین تھے، ان کی مالی امداد کی گئی۔

Marfat.com

۲۱۔ اکتوبر کو صبح بارگاہِ رسالت ﷺ میں ہدیہ صلوٰۃ وسلام پیش کیا گیا اور پھر عشاء کے وقت الوداعی سلام کے بعد جدّہ کیلئے قافلہ روانہ ہوا۔ ۲۳ اکتوبر کو جدّہ سے بذریعہ ہوائی جہاز آپؒ کو بغداد شریف کے لیے روانہ ہونا تھا، قبلہ مدنی صاحبؒ الوداع کہنے کے لیے جدّہ ایئر پورٹ تک آئے، حضرت بابو جیؒ سے رخصت ہوتے وقت قبلہ مدنی صاحبؒ زار و قطار رونے لگے اور ایئر پورٹ کے اندر جہاز تک رخصت کرنے کیلئے تشریف لائے۔ جدّہ سے سوا چار گھنٹے کی پرواز کے بعد جہاز بغداد شریف پہنچا۔ مغرب کی نماز حضرت غوثِ پاکؒ کی مسجد میں ادا کی گئی، عشاء کی نماز کے بعد حضرت نقیب الاشراف تشریف لائے اور قبلہ بابو جیؒ سے ملاقات کی۔ ۲۵ اکتوبر کو کربلا معلیٰ نجفِ اشرف اور کوفہ تشریف لے گئے اور پھر واپس بغداد شریف آ کر حضرت غوث الثقلینؒ کی خدمت میں سلام پیش کیا۔

۲۶ اکتوبر کو معمولات صبح گاہی بجالانے کے بعد درگاہ شریف کے دروازے سے ملحقہ مکان میں گردِ مستحقین کو بلا کر رقم تقسیم کی گئی، اس قوم کے لوگ درویش صفت ہیں اور حضرت غوثِ پاکؒ کیساتھ خصوصی عقیدت رکھتے ہیں، درگاہ شریف پر حاضر ہوتے ہیں تو مل کر والہانہ انداز میں قصیدہ خمریہ (قصیدہ غوثیہ شریف) پڑھتے ہیں۔ ۲۷ اکتوبر کو واپسی کا دن تھا، نمازِ فجر کے بعد بارگاہِ غوثیتؒ میں نعتوں کا ہدیہ پیش کر کے سلامِ رخصت عرض کی گیا اور بذریعہ ہوائی جہاز کراچی پہنچے۔ ۳۰ اکتوبر کراچی سے روانگی کا پروگرام تھا، حضرت قبلہ بابو جیؒ پیلس ہوٹل میں عراقی سفیر سیّد عبدالقادر گیلانیؒ سے ملنے کیلئے گئے بڑی دیر تک خلوص و نیاز کے ساتھ باہم گفتگو ہوتی رہی، بعد ازاں ترکی کے سفیر سے ملنا چاہا مگر وہ موجود نہ تھے۔ ان کے نام خط چھوڑا اور پھر ریلوے سٹیشن آ گئے۔ گاڑی شام سات بجے روانہ ہوئی اور صبح ہوتے ہی خانپور پہنچی۔ آتے ہوئے اور جاتے ہوئے ہر ریلوے سٹیشن پر عشاق اور عقیدت مندوں کا ہجوم ہوتا۔ جو قبلہ بابو جیؒ سے ملنے کے لیے بے قرار ہوتے تھے۔ یکم نومبر کو صبح ۴ بجے گولڑہ شریف ریلوے سٹیشن پہنچے تو قبلہ بابو جیؒ اپنے معمول کے مطابق پیدل چل کر

Marfat.com

حضرت اعلیٰؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔آپؒ کا معمول تھا کہ جب سفر پر روانہ ہوتے تو مزار شریف پر سلام کر کے جاتے اور آتے ہوئے سب سے پہلے مزار پر حاضر ہوتے۔یہ مبارک سفر ۱۹ ستمبر سے شروع ہو کر یکم نومبر ۱۹۴۹ء کو اختتام پذیر ہوا۔

سفر و سیاحت کا مقصد

قبلہ بابوجیؒ کے سفر کی غرض و غایت سیر و سیاحت نہیں تھی بلکہ اس کا بنیادی مقصد دنیا کے گوشہ گوشہ میں خالقِ کائنات کی تخلیقات و تجلیات کو دیکھنا، اس کی صناعی کی حمد کرنا اور بندگانِ خدا سے ملنا ہوتا تھا۔ اس دوران آپؒ اولیائے کرام کے مزارات پر بھی حاضری دیتے اور روحانی تسکین حاصل کرتے اور عالمِ اسلام کی فلاح و بہبود کے لیے ان مقبولین کی وساطت سے دعا فرماتے۔آپؒ کا ہر سفر در حقیقت محبوبِ حقیقی کی آیات کے مشاہدہ کا ایک وسیلہ ہوتا تھا۔

نہ من بے ہودہ اندر کوچہ و بازار می گردم　　　مزاجِ عاشقی دارم پئے دیدار می گردم

ترجمہ: (میں کوچہ و بازار میں بے مقصد نہیں گھوم رہا، میرا مزاج عاشقانہ ہے اور اپنے محبوب کے دیدار کی غرض سے گھوم رہا ہوں)

قبلہ بابوجیؒ کے ایک مخلص نیاز مند خواجہ خدا بخش ملتانی بیان کرتے ہیں کہ "ہم ۱۹۵۷ء کو حج کے سفر پر بابوجیؒ کے ساتھ جا رہے تھے، ہوائی جہاز کے ایک منتظم نے بابوجیؒ کو اطلاع دی کہ جہاز کے انجن میں کسی خرابی کے باعث حادثے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے، آپؒ نے دعا کی اور فرمایا ہوائی جہاز کو چلائے رکھو جہاں تک چل سکتا ہے، بحرین کا ہوائی اڈہ قریب تھا، اس بات کا خطرہ تھا کہ اترتے وقت جہاز کو آگ لگ جائے اور مسافر سلامتی سے نہ اتر سکیں لیکن حضرت بابوجیؒ مطمئن تھے اور دعا فرما رہے تھے، آپؒ کی دعا کی برکت سے جہاز بسلامت بحرین کے ہوائی اڈے پر اُتر گیا اور تمام مسافر مع سامان کے خیرت سے اُتر گئے۔امرتسر کے رہنے والے ایک وہابی مولوی صاحب کہنے لگے پیر صاحب آج جہاز کا بچ

Marfat.com

جانا آپؒ کی دعا اور کرامت کا نتیجہ ہے"۔

مختلف ممالک کا سفر (۱۹۶۴ء)

حضرت بابو جیؒ ۱۹۶۴ء میں مختلف ممالک کے سفر پر تشریف لے گئے۔ لالہ جیؒ نے اس کا اجمالی خاکہ قلمبند فرمایا ہے جو درج ذیل ہے۔ (۵) اپریل ۱۹۶۴ء کو راولپنڈی سے بذریعہ خیبر میل کراچی کے لیے روانہ ہوئے۔ (۹) اپریل کو کراچی سے جدّہ، (۱۰) اپریل کو جدّہ سے مدینہ منورہ۔ (۱۵) اپریل کو مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ۔ (۲۰) اپریل کو مکہ مکرمہ سے منیٰ۔ (۲۱) اپریل کو منیٰ سے عرفات۔ (۲۵) اپریل کو منیٰ سے مکہ مکرمہ۔ (۲۷) اپریل کو جدّہ سے بیروت (۲۸) اپریل کو بیروت سے دمشق، ۳ مئی کو دمشق سے بیروت، بیروت سے بیت المقدس، ۵ مئی کو بیت المقدس سے مصر۔ (۷) مئی کو مصر سے جنیوا۔ (۸) مئی کو لندن سے فرینکفورٹ۔ (۲۳) مئی کو فرینکفورٹ سے روم۔ (۲۶) مئی کو روم سے استنبول۔ (۳۰) مئی کو استنبول سے انقرہ۔ (۳۱) مئی کو قونیہ۔ (۳) جون کو قونیہ سے انقرہ۔ (۴) جون کو انقرہ سے بغداد شریف اور (۲۱) جون کو واپس کراچی۔

سفر حج اور ملکِ شام کا سفر

حضرت لالہ جیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ کراچی ایئر پورٹ پر حضرت نظام الدین تونسوی صاحبؒ قبلہ بابو جیؒ کو رخصت کرنے کے لیے تشریف لائے اور حضرت بابو جیؒ کو پھول پیش کیے، جدّہ سے مدینہ منورہ گئے اور مدینہ منورہ سے حج کا احرام باندھ کر مکہ شریف پہنچے، حج ادا کرنے کے بعد بیروت آئے اور پھر ملک شام پہنچے یہاں پر جو زیارات کی گئیں، انکی تفصیل یوں ہے۔

(۱) اصحاب کہفؓ کی غار (۲) اصحاب کہفؓ کے دروازے پر حضرت محمدؒ حنفیہ بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی قبر شریف (۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے پتھر پر قرآن مجید کی لکھی گئی ہوئی آیات (۴) قاسیون پہاڑ میں وہ غار جس میں حضرت آدم علیہ

Marfat.com

السلام، بی بی حوا علیھا السلام، قابیل، اسکی بہن اقلیمہ، ہابیل اور اس کی بہن لبیدہ رہتے تھے (۵) حضرت خضر علیہ السلام کا مصلیٰ (۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مصلیٰ (۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مصلیٰ (۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے چالیس مصلے (۹) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جائے پیدائش (۱۰) حضرت ھود علیہ السلام کا مصلیٰ (۱۱) حضرت یحیٰ علیہ السلام کی قبر ایک اور روایت کے مطابق یہ قبر دمشق میں جامع مسجد اموی میں ہے (۱۲) حضرت امام زین العابدین کا مصلیٰ (۱۳) حضرت نبی اکرم ﷺ کے سرِ مبارک کے بارہ موئے شریف اور داڑھی مبارک کے ۶ موئے شریف (۱۴) دمش کی جامع مسجد کے مینار جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے (۱۵) قید خانہ جہاں آل بیتؓ اطہار کو قید میں رکھا گیا نیز مندرجہ ذیل حضرات کے مزارات پر بھی حاضری دی گئی۔

(۱) صحابی رسولؐ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) صحابی رسول ﷺ حضرت مقداد بن اسود کندی رضی اللہ عنہ (۳) حضرت بی بی زینبؓ بنتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم (۴) حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ (۵) حضرت بی بی سکینہ بنتِ امام حسین رضی اللہ عنہ (۶) حضرت بی بی امِ کلثومؓ بنتِ علی المرتضیٰ کرمُ اللہ وجہہ (۷) حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ موذنِ رسول ﷺ (۸) حضرت عبد اللہ بن جعفر طیارؓ (۹) حضرت بی بی حفصہ امُ المومنین بنتِ فاروق اعظمؓ (۱۰) حضرت بی بی اسماء بنتِ صدیق اکبرؓ (۱۱) حضرت عبد اللہ بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ (۱۲) حضرت بی بی فاطمہ صُغریٰ بنتِ امام حسین رضی اللہ عنہ (جو حضرت حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں) (۱۳) حضرت ابان بن عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ (۱۴) حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ (۱۵) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (۱۶) امُ المومنین امِ سلمہ رضی اللہ عنہا (۱۷) امُ المومنین امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا (۱۸) حضرت عبد اللہ بن امِ کلثوم رضی اللہ عنہ (۱۹) حضرت عبد اللہ بن امام زین العابدین رضی اللہ عنہ (۲۰) کربلا معلیٰ کے سولہ شہداء رضی اللہ عنہم کے سر مبارک (۲۱) حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ (۲۲) حضرت عبد الوہاب بن غوث

Marfat.com

اَعظم ؓ (۲۳) حضرت عبد الغفار ؓ بن حضرت غوثِ اَعظم ؓ (۲۴) حضرت ذوالنون مصری ؓ (۲۵) حضرت اُویس بن اوس ثقفی ؓ (۲۶) نشانِ قدم مبارک حضرت نبی اَکرم ﷺ (۲۷) حضرت سعد بن اَبی وقاص ؓ (۲۸) صحابی رسول دحیہ کلبی ؓ (۲۹) حضرت شیخ عبدالغنی نابلسیؒ صاحبِ رسالہ ایضاح الدلات فی اسماع بالآلات (۳۰) حضرت شیخ عبدالغنی نابلسیؒ کے صاحبزادے مصطفٰی نابلسیؒ (۳۱) حضرت شیخ اکبر محی الدّین ابنِ عربی ؓ اوران کے دو صاحبزادے ؓ (۳۲) حضرت طلحہ بن زبیر ؓ (۳۳) حضرت غوثِ اَعظم ؓ کے صاحبزادے حضرت عبدالرزاق ؓ (۳۴) حضرت خالد بن ولید ؓ (دمشق سے ۲۰۰ کلومیٹر دور شہر حمص میں)۔ (۳۵) حضرت زکریاؑ (دمشق سے ۳۲۵ کلومیٹر شہر حلب میں)۔ (۳۶) حضرت ذوالکفلؑ (۳۷) حضرت اُویس قرنیؓ (۳۸) حضرت ہابیل بن آدمؑ (۳۹) حضرت ابوہریرہؓ (دمشق سے ۲۰ کلومیٹر غرفہ میں)۔

سفرِ بیت المقدس

۳ مئی ۱۹۶۴ء کو دمشق سے براستہ بیروت بیت المقدس گئے اور مندرجہ ذیل مقامات مقدسہ کی زیارت کی۔ "تری محبت کی منزلوں میں جہاں بھی چاہوں میں سر جھکا دُوں"۔
(۱) مسجد اَقصٰی (۲) مسجد صخرہ جہاں سے آنحضرت ﷺ سفرِ معراج پر تشریف لے گئے، اِسی مسجد میں حضرت سلیمانؑ کا مزار ہے اور جنات کی جیل کا دروازہ بھی (۳) حضرت عمر فاروقؓ کی مسجد اور مصلّٰی (۴) بی بی مریمؑ کی مسجد اور قبر شریف (۵) وہ جگہ جہاں سے حضرت عیسٰیؑ کو آسمان پر اُٹھایا گیا (۶) حضرت عزیرؑ کی قبر مبارک (اس مقام کو محلہ عزیریہ کہتے ہیں)۔ (۷) حضرت موسٰیؑ کی قبر مبارک (بیت المقدس سے تقریباً ۲۵ کلومیٹر دُور)۔ (۸) وہ سمندر جس میں کوئی ذی روح چیز موجود نہیں اور نہ ہی ہوسکتی ہے (۹) جبل زیتون جہاں حضرت عیسٰیؑ کے قدم مبارک کا نشان ہے (۱۰)

Marfat.com

حضرت سلیمانؑ کا باغ اور حوض (۱۱) بیت اللحم جہاں حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش ہوئی (۱۲) بیت الخلیل جہاں حضرت ابراہیمؑ کی مبارک ہے۔

سفرِ مصر

۵ مئی کو یہ قافلہ بیت المقدس سے مصر پہنچا۔ تاریخی اہرام مصر اور ابوالہول، سیّدہ زینبؓ حضرت اِمام شافعی ﷫ کا مقبرہ، سرِ مبارک حضرت اِمام حسینؑ (مسجد حسین ﷛) اور مشہور و معروف درسگاہ جامع اَزہر کا دورہ۔

سفرِ یورپ

۷ مئی کو پورا قافلہ بذریعہ ہوائی جہاز مصر سے روانہ ہوا جو اَیتھنز اور رُوم سے ہوتا ہوا جنیوا پہنچا۔ ایک دن جنیوا میں قیام کیا، تمام رفقائے سفر ۸ مئی کو جنیوا سے پیرس پہنچے اور ۹ مئی کو پیرس سے لندن اور ۱۸ مئی کو لندن سے فرینکفرٹ، ۲۳ مئی کو رُوم پہنچے۔

سفرِ ٹرکی

پورا قافلہ ۲۶ مئی کو استنبول پہنچا اور ۳۱ مئی کو اَنقرہ سے قونیہ شریف اور ۳ جون کو قونیہ شریف سے اَنقرہ۔

سفرِ بغداد

یہ قافلہ ۴ جون کو اَنقرہ سے بغداد شریف پہنچا۔

وطن واپسی

اور مورخہ ۲۱ جون کو رفقائے سفر کراچی پہنچے۔

پھر سُوئے حَرم چلیئے

حضرت بابوجیؒ ہر سال سفرِ حج کا انتہائی بے قراری سے انتظار کرتے تھے، سال بھر اِن مبارک لمحات کے منتظر رہتے تھے تاکہ دوبارہ دیارِ حبیب ﷺ کی طرف

Marfat.com

روانہ ہوں اور وہاں پہنچ کر دل و جان سے نذرانہ عقیدت پیش کریں۔ سفرِ حج ان کے معمولاتِ زندگی کا ایک جزو لازم بن چکا تھا۔ یہ سفر عبادت و ریاضت کا موجب بھی تھا اور خدمت خلق کا اہم ذریعہ بھی، اسلئے کہ حسبِ معمول ہر سال مدینہ منورہ اور دوسرے تمام مقاماتِ مقدسہ میں آپ خود مستحقین تک پہنچ کر ان کی مالی اِمداد کرتے تھے۔ اگر کسی سال سفرِ حج کی راہ میں اَرباب حکومت کی طرف سے رُکاوٹ پیدا ہوتی تو آپ نہایت اَفسردگی کے ساتھ فرماتے کہ ''دیکھو ہم تو صرف حرمین شریفین کی زیارت کیلئے جانا چاہتے ہیں لیکن ان لوگوں کو یہ بھی پسند نہیں کہ ہماری یہ بے ضرر تمنا پوری ہو''۔ حضرت بابو جیؒ سراپا عشق و محبت تھے اور اس عشق و محبت کے مراکز مدینہ منورہ، بغداد شریف اور قونیہ شریف تھے۔ آپؒ کا ہر سانس، ہر لمحہ سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی یاد اور محبت کیلئے وقف تھا۔ آپؒ کا دل کسی وقت بھی قُطبِ زماں، دستگیر بیکساں، حضرت غوثِ اَعظم ؓ کے ذکر سے خالی نہ تھا اور مولانا رُومؒ سے لازوال عقیدت آپؒ کا سرمایہ حیات تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ہر سال کشاں کشاں اِن مقدس مقامات کی طرف جاتے اور وہاں حاضر ہو کر اپنی روحانی تشنگی بجھاتے لیکن سچ تو یہ ہے کہ ہر بار یہ تشنگی اور بڑھ جاتی اور واپس آتے ہی دوبارہ جا کر نذرانہ محبت پیش کرنے کا جذبہ پہلے سے زیادہ موجزن ہوتا۔

۱۹۷۳ء میں حضرت بابو جیؒ آخری بار حج کے لیے گئے۔ جدہ پہنچنے کے بعد مدینہ شریف حاضری دی۔ دیارِ حبیب ﷺ میں دس دن قیام کیا اور حضور پاک ﷺ کی رحمتوں، برکتوں اور بخششوں سے مالا مال ہو کر یہ کارواں قافلہ سالارِ محبت حضرت بابو جیؒ کی قیادت میں مکہ مکرمہ پہنچا اور مناسکِ حج کی ادائیگی فرمائی اور مِنیٰ کے میدان میں آپ نے وحدۃ الوجود کے بارے میں سیر حاصل تبصرہ فرمایا، خاص طور پر اپنے سنگیوں کو بُلا کر اس مسئلہ کے مفہوم سے تفصیل کے ساتھ آگاہی بخشی۔ حج کے بعد آپ بغداد

Marfat.com

شریف روانہ ہو گئے۔ آستانہ غوث الثقلین ؓ پر حاضری کی سعادت حاصل کی، یہاں آٹھ دن قیام رہا، اس دوران صبح وشام روضہ پاک ﷺ پر حاضر ہو کر ہدیہ عقیدت پیش کیا جاتا رہا۔ اس کے علاوہ دیگر مقامات پر بھی حاضری دی گئی۔ یہاں سے واپسی پر حضرت بابو جیؒ کی دلی خواہش تھی کہ حسبِ سابق قونیہ شریف جا کر مُرشد رُومیؒ کے حضور محبتوں کے سلام پیش کریں لیکن قافلہ بہت بڑا تھا اور تمام رفقا نہیں جا سکتے تھے۔ چنانچہ آپؒ نے فرمایا کہ ''دل تو نہیں چاہتا کہ قونیہ شریف میں حضرت مولانا رُومیؒ کی درگاہ میں حاضری دیئے بغیر یہاں سے گزر جائیں لیکن یہ بھی ممکن نہیں کہ اپنے رفقائے سفر کو چھوڑ کر چلا جاؤں''۔ اس خیال سے آپ نے قونیہ شریف جانے کا اِرادہ ملتوی کر دیا اور وطن واپس آ گئے۔ اس سفر میں حضور نے مجھ راقم الحروف پر بے حد شفقت فرمائی اور ارشاد کیا کہ ''آئندہ بھی تمہارے اعیان ثابتہ میں جو ہو گا اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا''۔ اسکے بعد قبلہ لالہ جی صاحبان کے ساتھ متعدد بار دیارِ پاک اور بغداد شریف جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ وَالحمدُلِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

۱۹۷۴ء میں حضرت بابو جیؒ کا مصمّم اِرادہ تھا کہ سفرِ حج پر جائیں گے اور مدینہ منوّرہ میں روضۂ رسول ﷺ کے دیدار سے قلب ونظر کو روشن کریں گے لیکن مسلسل علالت اور کمزوری کے باعث طبی مشورہ کے تحت آپ شدید خواہش اور دِلی تمنا کے باوٗجود نہ جا سکے۔ اپنے فرزندوں کو بار بار فرماتے مجھے مدینہ لے چلو مگر صحت کی شدید خرابی کی بنا پر ایسا ممکن نہیں تھا۔ ان دنوں مجلس میں محبوب قوال (مرحوم) جس وقت سرکارِ مدینہ ﷺ کے حضور ہدیہ نعت پیش کرتے، آپ کی آنکھیں تر ہو جاتیں اور فرطِ جذبات سے آپ پر بیساختہ رِقت طاری ہو جاتی۔ " لَا یُؤمِنُ اَحَدُکُم حتّٰی اکونَ اَحَبَّ اِلَیهِ مِن وَّلَدِہٖ وَوَالِدِہٖ وَالنَّاسِ اَجمَعِینَ" (تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا ہے جب تک کہ میں اُسکو اپنی اُولاد اور والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو

Marfat.com

جاؤں)۔اور یادِ حبیب کی اس حالت کے بارے میں مولانا رومؒ کا ارشاد ہے۔

با دلِ پُر دَرد یاد دوست کُن　　پُر زیادِ دوست مغزو پوست کُن

ترجمہ: (درد بھرے دل سے اپنے محبوب کو یاد کر اور اسکی یاد سے جسم و جاں کو سرشار کر)۔

سفرِ افغانستان ۱۹۶۷ء اور ۱۹۷۱ء:

چشم بکشا دَ جمالِ یار بیں　　ہر طرف ہر سُو رخِ دلدار بیں (رُومیؒ)

جستجوئے یار میں شام و سحر　　مثلِ گردوں ہم رہے محوِ سفر (وفا)

ترجمہ: (آنکھ کھول اور ہر طرف محبوب یعنی اللہ کا جلوہ دیکھ ہر طرف ہر سمت روئے دوست دیکھ)۔

تلاش حق کے متوالے، پروردگارِ عالم کی قُدرت کو دیکھنے والے اور اُسکے چاہنے والوں کی جستجو میں نگر نگر اور قریہ قریہ جاتے ہیں اور اسکے جلال و جمال کا نظارہ کرتے ہیں۔ حضرت بابو جیؒ نے بھی اس لگن میں دیس دیس کا سفر کیا۔ آپؒ ۱۹۶۷ء میں افغانستان تشریف لے گئے اور مختلف مقامات پر اُولیاء اللہ کے مزار پر حاضری دی۔ آپؒ دوبارہ ۱۹۷۱ء میں افغانستان پھر تشریف لے گئے۔

کابل میں آپؒ حضرت عبداللہ انصاری ؒ کے روضہ پر گئے جو شہر سے باہر ایک پہاڑی پر واقع ہے۔ آپؒ نے مزار پر فاتحہ خوانی کی اور رفقا سے فرمایا کہ یہاں آکر دل کو بہت سکون ملا۔ اتفاق سے وہاں افغانستان کے وزیر خارجہ جناب روان فرہادی بھی آئے ہوئے تھے۔ آپؒ کی تشریف آوری کا علم ہوا تو آپؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر اُنہوں نے نہایت احترام سے سلام عرض کیا اور کہا کہ "آپؒ اللہ تعالیٰ کے مقبولین میں سے ہیں، افغانستان اور اہلِ افغانستان کی فلاح و بہبود کیلئے دُعا فرمائیں"۔ حضرت بابو جیؒ نے دُعا کی اور فرمایا کہ "آپ کے مُلک میں اللہ کے بیشمار نیک بندے مدفون ہیں، آپ

Marfat.com

تعلیمات اِسلامی پر عمل پیرا رہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو خوشحالی اور ترقی عطا فرمائے گا"۔

حضرت بابو جیؒ ہرات جانے کے لئے غزنی سے گزرے تو وہاں سُلطان محمود غزنویؒ کے مزار پر فاتحہ خوانی کی۔ وہاں سے روانہ ہو کر قندھار میں خرقہ شریف کی زیارت کی اور کچھ علماء سے تبادلہ خیال کیا، قندھار کے بعد آپؒ کی منزل ہرات تھی۔ جہاں مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ مدفون ہیں۔ ہرات میں قیام کے دوران آپ کا بیشتر وقت مولانا جامیؒ کے مزار پر گزرتا، جہاں محبوب صاحب (مرحوم) روزانہ حمد ونعت اور کلام جامیؒ پیش کرتے۔ ان محفلوں میں آپؒ کے رفقاء کے علاوہ کثیر تعداد میں مقامی لوگ بھی شامل ہوتے اور ذوق وشوق سے بادۂ عرفاں نوش کرتے۔ مولانا جامیؒ کے مزار پر ان محفلوں کے کیف ومستی سے آپؒ اس قدر متاثر ہوئے کہ وہاں سے بادلِ ناخواستہ رُخصت ہوئے۔ اپنے قیام کے آخری دن آپؒ فرمانے لگے "مجھے یُوں محسوس ہوتا ہے جیسے یہاں کے سنگ وشجر بھی مجھے اَلوداع کہہ رہے ہیں اور مولانا جامیؒ نے مجھے واپس جانے کی اِجازت دیدی ہے"۔ (صفحہ ۹۳۔ دی لِونگ ٹُرتھ، The Living Truth، اَز محمد اسمٰعیل سیٹھی)

ہرات سے کابل آ کر دوسرے دِن مزار شریف تشریف لے گئے، جہاں بعض مستند روایات کے مطابق حضرت مولا علی کرمّ اللہ وجہہ کا روضۂ اَقدس ہے اور اسی مناسبت سے اس شہر کا نام بھی مزار شریف ہے۔ قبلہ مدنی صاحبؒ بھی اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہیں دفن ہیں۔

حضرت بابو جیؒ بھی فرماتے تھے کہ یہاں مرکزِ ولایت کی مہک آتی ہے۔ مورخین کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جسدِ مبارک کو اس خوف سے کہ خوارج اسکی بے حُرمتی نہ کریں، حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے پوشیدہ مقام پر دفن کر دیا تھا۔ ہارون رشید (مرحوم) کے زمانہ میں آپ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک اس وقت ظاہر ہوا جب ایک روز شکاری کُتے شکار کا

Marfat.com

تعاقب کرتے ہوئے اِس جگہ پر رُک گئے۔ ہارون رشید (مرحوم) نے وہ جگہ کھدوائی تو ایک کتبہ نظر آیا جس پر لکھا تھا "هٰذَا قَبرُ اَسَدِاللّٰهِ الغَالِبِ عَلِی بِن اَبِی طَالِبِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنهُ" تاریخی روایات کے مطابق ابو مسلم خراسانی" آپؓ کی نعش مبارک کو اپنے دورِ حکومت میں خراسان لے آیا اور اس مقام پر دفن کیا جو مزار شریف کہلاتا ہے۔ ملتان کے ایک مورخ شمسُ الدین نامیؒ نے والئ ہرات شاہ حسینؒ کے سامنے پورے وثوق کے ساتھ شہادت دی کہ یہ روضہ حضرت علی کرمؒ اللہ وجہہ کا ہے۔ لیکن والئ ہرات نے چنداں توجہ نہ دی۔ بعدازاں ہرات کے چالیس علماء صلحا نے بھی اس بات کی گواہی دی کہ اُنہوں نے ایسے خواب دیکھے ہیں، جن سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ یہ روضہ حضرت شیرِ خدا کا ہے۔ روضہ کی عمارت نہایت خوشنما اور اسلامی فنِ تعمیر کی عکاس ہے۔ اس سے ملحق ایک بہت بڑی جامع مسجد ہے۔ افغانستان میں قیام کے دوران حضرت بابو جیؒ نے حضرت داتا گنج بخشؒ لاہوریؒ کے والدِ محترم عثمان ہجویریؒ، حکیم سنائیؒ، فخر الدین رازیؒ، شفیق بلخیؒ، علامہ جلال الدینؒ اور کمال الدینؒ کے مزارات پر بھی حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی۔ افغانستان کے سفر کے دوران قندھار کے ہوٹل کی لابی میں مولانا مفتی فیض احمد فیض صاحبؒ اور رفقاء سفر کو بُلا کر آپؒ نے وحدت الوجود کے اسرار بیان فرمائے۔ حضرت بابو جیؒ کی فطرت میں مقبولانِ خدا سے جو عشق تھا اسکی بنا پر سیال شریف، تونسہ شریف، مہار شریف، پاکپتن شریف، دہلی اجمیر شریف، کلیر شریف، اور دوسرے متعدد مقامات کی زیارت کی اور حضرتِ اعلیٰؒ" کا یہ اِرشاد پورا ہوا کہ "بابو صاحبؒ! آپؒ ساری دنیا کی سَیر کریں گے، اُس وقت آپؒ کو درویشوں کی باتیں یاد آئیں گی"۔ آپؒ یہ جملہ کہہ کر رو پڑے تھے، اس میں کوئی شک نہیں کہ سیدنا مہر علی شاہؒ بھی مرکزِ ولایت تھے اور سارا فیض ان کے یہاں جمع تھا۔ مگر حضرت بابو جیؒ کے اندر عشق و محبت کا ایک ایسا شعلہ فروزاں تھا جو آپؒ کو کسی پل آرام سے بیٹھنے نہیں دیتا

Marfat.com

تھا۔آپؒ نے محبت فی اللہ کے جذبے کے تحت شرق وغرب کا سفر کیا اور اپنی اُولاد کو بھی یہی تعلیم دی کہ اپنے گھر میں سب کچھ ہے پھر بھی مقبولانِ اِلٰہی کے درباروں پر حاضری دینا موجب سعادت ہے۔

کیمیا پیدا کُن ازمشتِ گلے　　　بوسہ زن بر آستانِ کاملے

ترجمہ:(مٹی کی ایک مُٹھی سے کیمیا حاصل کر، جا کسی کامل کے مزار پر بوسہ دے)۔

حضرت بابو جیؒ کی سیاحت میں یہ حکمت کارفرمائی تھی کہ آپؒ جہاں بھی جاتے،آیاتِ اِلٰہی کا مشاہدہ کرتے اور ذاتِ باری کی تعریف وتوصیف فرماتے۔اس بابرکت عمل میں وہ اپنے عظیم فرزندوں اور ساتھیوں کو بھی ساتھ رکھتے تاکہ وہ بھی مشاہدہ کے ان تجربات سے فائدہ اُٹھائیں۔

Marfat.com

بابِ ششم

حضرتِ اعلیٰؒ کے وصال پر بابو جیؒ کی کیفیت اور آپ کا ذوقِ سماع

Marfat.com

فصلِ اوّل

حضرتِ اَعلیٰ ؒ کا اِستغراق اور وصال

حضرتِ اَعلیٰ ؒ کا اِستغراق اور ان کے وصال پر بابو جیؒ کی کیفیت

حضرت بابو جیؒ جب پہلی بار ۱۹۲۹ء میں سفرِ حج پر گئے تھے تو ایک مدنی شیخ نے پیشگوئی کی تھی کہ ۱۹۳۷ء میں بہت بڑا اِنقلاب آئے گا۔ بابو جیؒ اس وقت سمجھ گئے تھے کہ ۱۹۳۷ء میں حضرتِ اعلیٰ ؒ کا وصال ہو جائے گا، بابو جیؒ فرمایا کرتے تھے کہ ایک بار حضرتِ اَعلیٰ ؒ اِستغراق کے زمانے میں اَچانک سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے مجھے کوئی بیماری نہیں ہے، میں نے مجاہدات کے دنوں میں کئی کئی ہفتے اور مہینے فاقے میں گزارے ہیں، اس لئے خوراک نہ کھانے سے بھی میری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اَصل بات یہ ہے کہ ہماری دُکان کے گاہک ختم ہو گئے ہیں، جو لوگ آتے ہیں، دنیاوی مقاصد لیکر آتے ہیں، کوئی اللہ جل جلالہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طلب کے لئے نہیں آتا، اس بات کو دیکھ کر میں اَفسردہ ہو گیا ہوں اور صاحبِ فراش ہوں۔ ''مہرِ منیر'' میں مذکور ہے کہ کئی اور اَکابرِ اُولیاء اللہ ؒ کے آخری ایام بھی اِستغراق میں گزرے ہیں، حضرتِ اَعلیٰ ؒ کی کیفیت بھی کچھ ایسی ہی تھی، لوگ دُعا کیلئے یا مُرید ہونے کیلئے حاضر ہوتے تو اُستاد محبوب عالم صاحب عرض کرتے۔ حضرتِ اَعلیٰ ؒ دُعا کیلئے ہاتھ اُٹھا دیتے بیعت کیلئے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیتے اور پھر وظیفے کی تفصیل اُستاد محبوب عالم صاحب بتاتے۔ حضرت غوثِ اَعظم رضی اللہ عنہ کے عُرس مبارک کے موقع پر آپؒ کی چارپائی آپکی اَقامتگاہ کے برآمدے میں رکھ دی جاتی، لوگ سرائے نمبر ایک کے اَحاطے میں جمع ہو جاتے، تلاوت ہوتی، قوالی ہوتی اور پھر آپؒ دُعا کیلئے ہاتھ اُٹھا دیتے۔ آپؒ کے وہ اَہلِ محبت، جنہوں نے آپؒ کا اس سے پہلے صحو و ہشیاری کا دور دیکھا تھا اس سے متاثر ہو کر رو پڑتے، ایک دفعہ حالتِ

Marfat.com

اِستغراق میں آپؒ کے سامنے نظم پڑھی گئی۔

نہ محلِ گفتگو ہے نہ مقامِ جستجو ہے

دلِ بے نوا نے میرے جہاں چھاؤنی ہے چھائی

آپؒ کی طبیعت اس قدر متاثر ہوئی کہ آپؒ نے قاری غلام محمد پشاوریؒ سے سورۃ یوسف سنی اور چار مقامات پر رِقت طاری ہوئی۔

حضرت شاہ عبدالحق صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ آپؒ کے وصال کے بعد بھی قاری صاحبؒ کچھ عرصہ تک آپؒ کے سرہانے سورۃ یوسف پڑھتے رہے۔ آپؒ کے اِستغراق کے دوران مجذوب حضرات اور اہلِ سُکر کثرت سے حاضر ہوتے اور زیارت کر کے چلے جاتے، ایک دفعہ جب طبیعت میں صحو وہشیاری عود کر آئی اور بڑی گیارہویں شریف کے دِن بھی قریب تھے، حضرت بابوجیؒ نے عرض کیا کہ ''عُرس شریف قریب ہے اور خلقِ خدا دُور دُور سے شرکت اور آپؒ کی زیارت کیلئے حاضر ہوگی، براہِ کرم وعدہ فرمائیں کہ اِن ایّام میں آپ صحو کی طرف رُجوع فرمائے رکھیں گے''۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو وَعدہ وفا ہوگا''۔ چنانچہ گیارہ ربیع الثانی کے روز صبح سویرے آپؒ نے حسبِ وَعدہ رجوع فرمایا، صاحبِ ''مہرِ منیر'' لکھتے ہیں کہ اس روز صاحبزادہ سعد اللہ سیالویؒ حاضر ہوئے تو حضرتِ اعلیٰؒ جمالِ حق کا مظہر بنے چنبیلی کے پھولوں کا ہار پہنے تشریف فرما تھے، آپؒ کو پھولوں کے ساتھ خاص اُلفت تھی۔ اس موقع پر ملک سلطان محمودؒ (مرحوم) ناظم خط وکتابت کی زبانی سنا ہوا حضرتؒ کا ایک مصرع یاد آ گیا۔

؎ بہارڈ سے جیویں پھولاں تھی حق تیویں سنسار کنواں (جس طرح پھولوں سے بہار نظر آتی ہے اسی طرح جہان سے حق تعالیٰ کی ذات کا مشاہدہ ہوتا ہے)

صاحبزادہ سعد اللہ سیالویؒ کے بھائی عبد اللہ سیالویؒ نے ازراہِ انبساط عرض کیا کہ ''آج آپؒ ہار پہنے بیٹھے ہیں''۔ فرمایا ''ہار نہیں جیت ہے''۔

Marfat.com

حضرتِ اعلیٰ" اپنے کمرہ میں آرام فرما رہے تھے کہ عصر کے وقت ہاتھ کے اِشارہ سے حکم دیا کہ آپ کو بٹھایا جائے۔ چنانچہ آپ کو سہارا دیکر بٹھایا گیا۔ آپ تکیہ پر ٹیک لگائے بغیر بیٹھ گئے اور چند لمحوں بعد اپنی گردن کو ایک طرف جھکا کر تبسم فرمایا، اِسے دیکھ کر وہاں موجود عقیدت مندوں کے چہرے چمک اُٹھے لیکن اِس تبسم کے پسِ پردہ کچھ اَیسی بات مضمر تھی جو مقبولانِ حق کے دمِ واپسیں کی روحانی کیفیات کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ کچھ دیر بیٹھنے کے بعد آپ" کے اِشارہ پر آپ کو لِٹا دیا گیا۔ اس وقت ملک سلطان محمود (مرحوم) آپ کے قریب بیٹھے تھے۔ آپ نے حضرتِ اعلیٰ" کی نبض محسوس کی، دائیں ہاتھ کی نبض قدرے رُک رُک کر چل رہی تھی جبکہ بائیں ہاتھ کی نبض پوری طرح جاری تھی، اِسی دوران اعلیٰ حضرت" نے اِسمِ ذاتِ اللہ ایسی طویل اور گہری آواز سے اَدا کیا کہ اِسکی گونج آپ کے دماغِ عالی سے لے کر قدمِ مبارک کے ناخنوں تک سارے بدنِ اطہر میں رگ و ریشہ اور سینۂ مجلّٰی کی وسیع گھاٹیوں میں پھیل گئی۔ اس وقت ایک صاحب مسمّی کرم شاہ قریشی سکنہ غوث پور قریشیاں ضلع ملتان حضور کے قدم مبارک دبا رہے تھے، اُن کا بیان ہے کہ قدمِ مبارک میں بجلی کی لہریں محسوس ہوئی اور میرے ہاتھ اُٹھ گئے۔ آپ کے رُخِ انور پر زعفرانی رنگ نمودار ہوا، اس لمحے آپ کا چہرۂ مبارک کیفِ وصالِ ذاتِ حق سے مجسّم نیاز نظر آیا۔ دوبارہ اِسمِ ذاتِ اللہ اَدا فرما کر قبلہ رُو ہو گئے اور محبوبِ حقیقی سے واصل ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ۔ (مہرِ منیر، صفحہ ۳۳۶)

صورت از بے صورتی آمد بروں　　　باز شد انا الیہ راجعوں

ترجمہ: (وہ صورت بے صورتی کے عالم سے باہر آئی یعنی صورت اختیار کی اور پھر اُسی طرف لوٹ گئی)۔

حضرتِ اعلیٰ" کے وصال کے وقت حضرت بابو جیؒ ملک سلطان محمود (مرحوم) کے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور بار بار حضورؒ کی طبیعت کا احوال معلوم کر رہے

Marfat.com

تھے۔ ''خاندانِ چشت کی روایات کے مطابق شیخ کریم کے وصال کے وقت نعمتِ کبریٰ اور عظمیٰ کا وارث پاس نہیں ہوتا'' (مہرِ منیر: ص ر ۷ ۳۳ اشاعت اوّل)۔ اِسکے علاوہ حضرت بابوجیؒ کا اپنے عظیم اور شفیق والد سے نیاز و محبت ایک مُرید کی حیثیت سے بھی اس درجہ کمال پر تھی کہ آپ اِن آخری لمحات کی تکلیف دِہ کیفیت کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ تاہم آپ نے آزمائش و ابتلا کی اس اِنتہائی غم انگیز گھڑی میں بھی صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور تمام متعلقین اور متوسّلین کو ضبط و برداشت کی تلقین فرماتے رہے۔ آپؒ کی وفات کی خبر پُورے مُلک میں پھیل گئی اور دوسرے روز لاکھوں افراد نے دُور دُور سے آکر نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔

آپؒ کا جنازہ دربار شریف کے خطیب مولانا غلام محمد پشاوریؒ نے پڑھایا، سوگواروں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز تھی۔ آپؒ کو دوسرے دِن جنوبی باغ میں دفن کیا گیا۔ لحد مبارک گہری کھودی گئی، خواب میں آپ نے منشی عبدالجبار کو فرمایا کہ ''غلام محی الدینؒ سے کہو مجھے اِتنا گہرا زمین میں کیوں رکھا۔'' آپؒ کا تابوت نکالا گیا، حضرت بابوجیؒ فرماتے تھے کہ ''میں نے تابوت کے شگاف سے نُور کی تجلّی دیکھی، جس سے میں بے خود ہو گیا، پھر میں آپکی لحد میں اُترا تو اس سے خوشبو آ رہی تھی، گویا وہ مٹّی بقول حضرت سعدیؒ، زُبانِ حال سے کہہ رہی تھی'

جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد   وگرنہ من ہمہ خاکم کہ ہستم

ترجمہ: (میرے ہم نشین کے جمال نے مجھ میں اثر کیا ورنہ میں وُہی خاک ہوں جو پہلے تھی)۔

حضرت اعلیٰؒ کی تدفین کے بعد بابوجیؒ پھوٹ پھوٹ کر روئے، اس وقت محبوب صاحب نے فراقیہ اشعار پڑھے۔

ہوا ختم ہستی کا اپنی فسانہ   بدلتا رہے کروٹیں اب زمانہ

Marfat.com

سلسلۂ چشتیہ کے متعدد سجادہ نشین حضرات نے حضرت بابو جیؒ کو دستار بندی کی پیش کش کی مگر آپؒ یہی فرماتے رہے کہ "حضرتؒ اپنی جگہ پر بدستور جلوہ فرما ہیں، میں فقط آپؒ کے مہمانوں کا خادم ہوں"۔ گولڑہ شریف میں اَب تک یہی دستور ہے کہ مسند آگے لگائی جاتی ہے اور حضرات مؤدب ہو کر پیچھے بیٹھتے ہیں۔ اس موقع پر علماء، صوفیاء، شعراء، ادباء نے مُلک کے اکثر اخبارات و جرائد میں گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور آپؒ کی عظیم دینی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔

Marfat.com

فصلِ دوم

بابو جیؒ کا ذوقِ سماع

Marfat.com

بابو جیؒ کا ذوقِ سماع

بابو جیؒ فرمایا کرتے تھے کہ حضرتِ اعلیٰؒ کے وصال کے بعد میرے پاس دل کو مطمئن کرنے والی کوئی چیز نہ تھی، آپؒ کا کلام اور (مولانا رومؒ) کے اشعار سُن کر دل کو بہلاتا تھا۔ حضرتِ اعلیٰؒ کی زندگی میں بابو جیؒ محبوب صاحب قوال کو آپکی خدمت میں لے کر گئے اور عرض کیا کہ اس پر آپ مہر ثبت فرمادیں مُہر کے بغیر سِکہ نہیں چلتا " کہ بے سِکہ رائج نباشد درہم"۔ چناچہ حضرتِ اعلیٰؒ نے دستِ شفقت پھیرا، بابو جیؒ فرمایا کرتے تھے میں محبوب کا کلام سُن کر وقت گزار رہا ہوں۔ آپؒ کا زندگی بھر یہی معمول رہا کہ سماع سُنتے اور ضبط فرماتے اَلبتہ کبھی کبھی بے اِختیار رِقت طاری ہو جاتی، اس میں کوئی شک نہیں کہ سماع کا مسئلہ اختلافی ہے، اس کے جواز پر بھی علماء نے کتابیں لکھی ہیں اور کچھ علماء نے عدم جواز کے حق میں دلائل دیئے ہیں۔ شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ کا رسالہ "قرع الاسماع" باوجود اختصار کے بڑا مفید ہے۔ مولانا نور اللہ بھچرایونی کی کتاب "نغمہ عشاق" سماع کے جواز میں بڑی مفصّل کتاب ہے۔ علامہ عبدالغنی نابلسیؒ کا رسالہ "ایضاح الدلات فی سماع بآلات" سازوں کے ساتھ قوالی سننے کے جواز پر محققانہ تصنیف ہے۔ حضرت بابو جیؒ اسے اپنے پاس رکھا کرتے تھے۔ دورِ حاضر کے علماء میں غزالئی زماں حضرت علامہ احمد سعید شاہ کاظمیؒ کا رِسالہ "اثباتِ سماع" اور مولانا سید اَمیر اَجمیریؒ کا رِسالہ "کشف القناع عن وجہ السماع" انصاف پسند علماء کے نزدیک بڑے مستند رِسائل ہیں۔

مشہور محقق علامہ محمد اَمین اِبنِ عابدین شامیؒ "فتاوٰی ردالمحتار" میں فرماتے ہیں۔

اَقولُ ھٰذا یُفیدُ اِنَّ اٰلَۃَ اللّٰھوِ لَیسَت مُحرَّ مَۃً لِعَینِھا بَل بِقَصدِ اللّٰھوِ مِنھَا اَمَّا مِن سَامِعِھَا اَو مِنَ الْمُشتَغِلِ وَ بِہٖ تُشعِرُ الاضافَۃُ اَوَّلاءَ تَرٰی اِنَّ ضَربَ تِلکَ الآ لَتِہ بِعَینِھَا حِلّ تَارَۃً وَ حَرَامُ اُخرٰی بِاِ ختِلَافِ النِّیَّۃِ بِسَماعِھَا وِ

Marfat.com

الْاُمُورُ بِمَقَاصِدِ هَا وِ فِيهِ دَلِيلُ لِسَا دَاتِنَا الصُّوفِيَّةِ الَّذِينَ يَقصُدُونَ الْاُمُورَهُم اَعلَمُ بِهَا فَلَا يُبَا دِرِ المُعتَرِ ضُ بِالِانكَارِ كَيلَايُحرَمَ بَرَكَتَهُم فَاِنَّهُم السَّا دَةُ الْاَخيَارُ۔ (فتاوٰی شامی، جلد نمبر ۵، صفحہ ۲۴۷)

ترجمہ: (آلتہ الہو کی اِضافت محرّم بعینہ نہیں بلکہ قصد لہو کی بنا پر ہے، چاہے سامع کی طرف سے ہو یا مشغول ہونے والے کی طرف سے اور اس طرف اضافت مشعر ہے تو نہیں دیکھتا آلات کا بجانا کبھی حلال ہے اور کبھی حرام ہے یہ اختلافِ نیّات کی بنا پر ہے اس میں ہمارے صوفیائے کرام کیلئے دلیل ہے جو ان اُمور کا قصد کرتے ہیں جن کو وہ خود بہتر جانتے ہیں پس معترض کو ان پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے تاکہ کہیں ان کی برکتوں سے محروم نہ ہو جائے)۔

علامہ شامیؒ کی یہ عبارت منصف مزاج حضرت کو مطمئن کرنے کیلئے کافی ہے ورنہ دفتر کے دفتر بھی بیکار ہیں۔ شیخ محقق ؒ اپنے رِسالہ ''قرع الاسماع'' میں حضرت بہاؤ الدّین نقشبندیؒ کے کلام کا حوالہ دیتے ہیں ''نہ ایں کار میکنیم ونہ انکارے کنیم'' (ترجمہ: ہم سماع وغنا کا شغل نہیں کرتے لیکن اہلِ سماع پر انکار بھی نہیں کرتے)۔ اِمام غزالیؒ ''احیاء العلوم'' میں فرماتے ہیں کہ منکرین سماع قرآن شریف سے استدلال کرتے ہیں۔ اِرشاد ہوتا ہے ''وَمِنَ النَّاسِ مَن يَّشتَرِى لَهوَ الحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللّٰهِ'' (ترجمہ: بعض لوگ لہو باتیں خرید لاتے ہیں تاکہ اللہ کی رَاہ سے گمراہ کریں)۔ انصاف کی بات یہ ہے کہ اس ارشاد کو صوفیاء کے سماع پر محمول نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس سے مراد رستم واسفندیار کے قصے ہیں جو قریش مکّہ خرید لاتے اور قرآن کے مقابلے میں ان کو گا کر پیش کرتے۔ (شرح احیاء العلوم غزالی، جلد نمبر ۶، صفحہ ۵۱۵)۔ اسی طرح حضرت اِبنِ مسعودؓ کا قول پیش کیا جاتا ہے ''الغناء ینبت النفاق'' (گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے)۔ لیکن اس سلسلے میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یہ اِرشارہ اُس گانے کی طرف ہے جو دل ودماغ

Marfat.com

میں فحش خیالات پیدا کرے نہ کہ ایسے گانے جو سننے والے کو خدا جل جلالہٗ اور رسول ﷺ کی یاد دلائیں اور محبوبین و مقبولینِ خدا کی تقلید پر مائل کریں۔ بعض حضرات قوالی نہیں سنتے یہ اُن کی فقہی تحقیق ہے۔ ہمیں ان سے اختلاف نہیں لیکن یہ کہنا کہ یہ علی الاطلاق حرام ہے، درست نہیں۔ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ اِرشاد فرماتے ہیں کہ ''سبعِ سنابل'' تصنیف سیّد حبرِ طریقت، بحرِ شریعت بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، سیدِ نا و مولانا میر عبدالواحد حسینی، سیّد بلگرامی قدس سرّہ کی کتاب مستطاب کو رِسالت پناہ ﷺ نے قبولیت عطا فرمائی۔ ہم نے اس کتاب کو غور سے دیکھا تو مشائخِ چشت کے سماع کے متعدد واقعات موجود پائے، اگر سماع حرام ہوتا تو یہ کتاب بارگاہِ رِسالت مآب ﷺ میں کیونکر قبول ہوتی اور حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ اسکی توثیق کیسے کرتے، ہم تبرکاً اس کتاب سے چند حوالے پیش کرتے ہیں۔ سبعِ سنابل شریف صفحہ ۲۰ پر لکھتے ہیں۔

''نقل کردہ اند بتواتر کہ در مجلس سلطان المشائخ سرور و سماع بسیار بودیؒ اگرچہ سرود و سماع راہ و روش جملہ خواجگانِ چشت است قدس اللہ ارواحہم''۔ مورخین نے تواتر سے لکھا ہے کہ حضرت سلطان المشائخؒ کی مجلس میں موسیقی بکثرت سنی جاتی تھی۔ سرور و سماع تمام مشائخ چشت کی راہ و روش ہے اللہ تعالیٰ انکی روحوں کو پاکیزہ رکھے۔ اسی کتاب کے صفحہ ۲۳ پر تحریر ہے۔ جب حضرت محبوبِ اِلٰہی خواجہ نظام الدّین اُولیاء کا جنازہ اُٹھایا گیا تو شامی اور تاتاری قوالوں کی ٹولیاں ساتھ تھیں اور حضرت شیخ سعدیؒ کی یہ غزل پڑھ رہی تھیں۔

سروِ سیمینا بہ صحرا می روی | نیک بد عہدی کہ بے ما می روی
اے تماشا گاہِ عالم رُوئے تُو | تو کجا بہرِ تماشا می روی

ترجمہ: (اے سرو قد خوبرو تو صحرا کی طرف جا رہا ہے تو کس قدر عہد شکن ہے کہ میرے بغیر جا رہا ہے، تیرا چہرہ ساری دنیا کے لیئے دیدار کا مرکز ہے پھر تو کہاں تماشا دیکھنے جا رہا

Marfat.com

ہے)۔

اِتنے میں حضرت سلطان المشائخ" کا ہاتھ کفن سے باہر نکلا اور حضرت اُمیر خسروؒ نے قوالوں کو روک دیا کہ خاموش ہو جاؤ ورنہ حضرت سلطان المشائخ" وَجد میں آجائیں گے۔اسی کتاب کے صفحہ ۲۲۴ پر تحریر ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ سماع کے دوران بہت روتے۔آپکا رنگ زرد پڑ جاتا، آنسو خشک ہو جاتے، بلند آواز میں نعرہ لگاتے اور وجدانی کیفیت میں رَقص کرنے لگتے۔ان چند واقعات سے سماع کا جواز ثابت ہوتا ہے اور ساتھ ہی اس کتاب کا بارگاہِ رسالت ﷺ میں مقبول ہونا اور حضرت بریلویؒ کا اس کو نقل فرمانا سماع کے مخالفین کیلئے مقامِ فکر ہے۔شیخ محقق" اخبار الاخیار میں صفحہ ۵۴ پر لکھتے ہیں کہ کسی نے حضرت بابا فرید الدّین گنج شکرؒ سے پوچھا کہ ''آیا قوالی جائز ہے؟'' تو فرمایا کہ '' افسوس لوگ جل گئے اور قوالی سنتے سنتے جان دے بیٹھے لیکن کچھ لوگ اب بھی اختلاف میں مبتلا ہیں''۔انکا اشارہ حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کاکیؒ کی طرف تھا جن کا وصال اس شعر پر ہوا۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

ترجمہ: (تسلیم ورضا کے خنجر سے مرنے والوں کو ہر گھڑی غیب سے نئی زندگی ملتی ہے)۔

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اگر قوالی کی صورت میں لہو ولعب اور فسق و فجور کی محفلیں سجائی جائیں تو اسے مشائخ چشت بھی جائز نہیں سمجھتے۔''ملفوظات مہریہ'' میں درج ہے کہ حضرت اَعلیٰ سیّدنا پیر مہر علی شاہؒ سے قوالی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے شیخ سعدیؒ کا یہ شعر پڑھا۔

سماع اے برادر بگویم کہ چیست
مگر مستمع را بدانم کہ کیست

گر از بُرج معنیٰ بُود طیرِ اُو
فرشتہ فرو ماند از سیرِ اُو

ترجمہ: (سماع کے بارے میں اے بھائی میں بتاتا ہوں کہ کیا ہے مگر بتاؤ کہ سننے والا

Marfat.com

کون ہے۔ اگر سننے والے کی پرواز حقیقت کے بُرج سے ہے تو فرشتہ بھی اس کی سیر سے عاجز رہ جاتا ہے)۔

اہل ہے تو اسکی پرواز فرشتے سے بھی زیادہ ہوگی اور اگر وہ نا اہل ہے اور نفسانی خواہش کے لیئے سنتا ہے تو اس کیلیئے جائز نہیں۔ "ملفوظات شریف مہریہ" میں یہ بھی مذکور ہے کہ ایک نقشبندی بزرگ نے حضور غوثِ زماں شاہ سلیمان تونسویؒ سے دریافت کیا کہ آپؒ حضرات قوالی کیوں سنتے ہیں؟ آپؒ نے فرمایا "ہمارے اندر نسبت عشقیہ ہے، جو قوالی سننے پر مجبور کرتی ہے"۔ اس بزرگ نے کہا "کیا ہم عشق سے خالی ہیں؟" فرمایا "ہر شخص کو اپنے گھر کی خبر ہوتی ہے، ہمیں تو عشق حاصل ہے، آپکی خبر آپکو ہوگی"۔ صاحب "نغمۂ عشاق" لکھتے ہیں کہ وہ سماع جس کے بارے میں علماء میں اختلاف ہے۔ ایسا سماع ہے جو عیش و عشرت کے طور پر سنا جائے لیکن جب غنا سننے والے صالح ہوں، پابند نماز ہوں، قرات قرآن کو ترک کرنیوالے نہ ہوں، تو وہ حلال صریح ہے اور اس میں علماء کا اختلاف نہیں ہے۔ (نغمۂ عشاق، صفحہ ۷۵، مطبوعہ ملتان) اگر کوئی یہ کہے کہ حلّت و حرمت میں تعارض ہے لہٰذا حرمت کو ترجیح دی جائے گی تو اس کا جواب یہ ہے کہ دلائل حرمت ضعیف ہیں اور دلائل حلّت قوی ہیں۔ لہٰذا دلائل قویہ کو ترجیح دی جائیگی اور حرمت کا قول نافذ نہیں کیا جائے گا۔ مخالفین سماع حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے عُود کی آواز سنی تو کانوں میں اُنگلیاں ٹھونس دیں اور جب اُنکے خادم نافعؓ نے بتایا کہ "آواز بند ہوگئی ہے"۔ تو انہوں نے اپنے کانوں سے اُنگلیاں نکال لیں اور کہا میں بار حضور ﷺ کی رفاقت میں تھا، آپ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ جواباً عرض ہے کہ امام ابوداؤد جو اس کے راوی ہیں وہ خود اس حدیث کو منکر کہتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو" ابوداؤد جلد ثانی صفحہ ۳۸) علاوہ ازیں اگر صوت عود مطلقاً حرام ہوتی تو حضور پاک ﷺ عبداللہ بن عمرؓ کو روک دیتے اور عبداللہ بن عمرؓ، نافعؓ کو روک دیتے،

Marfat.com

بلکہ نہی عن المنکر کے طور پر بانسری بجانے والے کو منع فرماتے اور یہ اس حالت پر محمول ہے کہ رسول پاک ﷺ کی توجہ وحی الٰہی کی طرف تھی۔ اس لیئے عود کی آواز سننا پسند نہ فرمایا۔ جن روایات میں آتا ہے کہ غناء کا سننا معصیت ہے اور اس سے لذت حاصل کرنا فسق ہے، وہاں غناء سے مراد ایسا گانا ہے جو فسق و فجور کیلئے ہو اور اسکے سننے والے روحانی تسکین کی بجائے نفسانی لذت حاصل کرتے ہوں۔

ایک شبہ کا جواب

مخالفین کہتے ہیں کہ فقہاء کے اختلاف اور باہمی ردوقدح سے قطع نظراً اکابر اولیاء کرام نے بھی قوالی کا انکار کیا، چنانچہ شہبازِ لا مکانی محبوب سبحانی سیّد شیخ عبدالقادر جیلانی ؓ ''غنیۃ الطالبین'' میں فرماتے ہیں کہ دعوتِ ولیمہ میں شرکت کی اجازت اس وقت ہے جبکہ منکرات نہ ہوں مثلاً طبل، مزمار، عود، بربط، بانسری وغیرہ یہ سب کے سب ہیں، البتہ دف کا استعمال نکاح میں جائز ہے۔ جواباً عرض ہے کہ حضور محبوبِ سبحانی شہبازِ لا مکانی قطب ربانی ؓ نے جو کچھ لکھا ہے وہ عین درست ہے اور ہمارے مسلک کے عین مطابق ہے کہ غنا و مزامیر، کفار و اہل جاہلیت کی وضع پر استعمال کرنا حرام ہے۔ کلام اللہ اور احادیث رسول ﷺ میں جہاں حرمت آئی ہے، شرائط اور قیود کے ساتھ مقید ہے اور جہاں بلا قید ہے تو بموجب قاعدہ مشہورہ مطلق مقید پر محمول ہے۔ پس جو شخص بھی حضرت محبوبِ سبحانی ؓ کے کلام پر غور کریگا، وہ سمجھ لے گا کہ حرمت ایک خاص موقع کے لیئے ہے چنانچہ آپؒ کی عبارت ہے۔ وَاِن حَضَرَ مُنکَراً اِلیٰ قَولِهٖ وَالاِشتِغَالُ بِذِکرِ اللّٰهِ اَطیَبُ وَ اَسلَمُ۔ ترجمہ: (اللہ کے ذکر میں مشغول اور مصروف ہونا زیادہ پاکیزہ ہے)

اس سے صراحتہً دلیل ملتی ہے کہ غناء مزامیر منکرات کے ساتھ جو یادِ الٰہی سے خالی ہوں، حرام ہے اور یہی سماع باعث شورش طبع ہے اور اس سے احتراز کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ ''غنیۃ الطالبین'' صفحہ ۶۵۸ پر مذکور ہے کہ فقیر کو عمداً راگ سننا جائز نہیں البتہ راستے

Marfat.com

میں اگر کسی ایسی مجلس کے قریب سے گزرے تو تعظیماً بیٹھ جائے مگر دل کو یادِ الٰہی میں مصروف رکھے غرضیکہ آپ اس سماع کے منکر ہیں جو حظِ نفسانی اور فسق و فجور کا باعث ہے۔ اقتباس الانوار جو سلسلہ چشتیہ کی مستند کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے حضور غوثِ پاکؓ کی دعوت قبول فرمائی تو آپ نے خواجہ غریب نوازؒ کیلئے قوالوں کو بلایا۔ حضرت خواجہ غریب نوازؒ وَجد میں آئے تو غوث پاکؓ نے اپنے عصا کے سرے سے زمین کے نظام کو سہارا دیا اور فرمایا کہ تم نہیں دیکھتے کہ ایک عارف کامل وَجد میں ہے اور فرش سے لیکر عرش تک سب چیزیں اسکی پیروی میں وَجد و رقص میں ہیں۔ میں ہوں کہ اپنی قوت ولایت سے تمام عالم کو تھامے ہوں ورنہ کونین زیر و زبر ہو جائے۔ (''ملاحظہ ہو اقتباس الانوار'' صفحہ ۱۳۵, ۱۳۴)

حضرت قبلہ بابو جیؒ کا مسلک چشتیہ و قادریہ تھا۔ سماع کیلئے اپنے شیخ کی طرف سے مجاز تھے، آپ کی مجلس میں آداب سماع کا خیال رکھا جاتا اور آپ کے جانشین بھی آداب سماع کا خیال رکھتے ہیں، لوگ باوضو بیٹھتے ہیں، سکون اور اطمینان کی کیفیت ہوتی ہے، زن و مرد الگ الگ بیٹھتے ہیں۔ قوال نماز روزہ کے پابند ہیں اور روپے پیسے کی لالچ سے بے نیاز ہو کر قوالی کرتے ہیں۔ اللہ جل جلالہ کی حمد، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور غوث پاکؓ کی منقبت اور دنیا کی بے ثباتی کا ذکر کرتے ہیں۔

منہ دل بریں دیرِ ناپائیدار　　　ز سعدیؒ ہمیں یک سخن یاد دار

ترجمہ: (اس فانی دنیا سے دل نہ لگا سعدیؒ کی یہ نصیحت یاد رکھ)۔

مشائخ چشت کے مشرب کے مطابق وحدۃ الوجود کا مضمون بھی بیان کیا جاتا ہے چنانچہ تجربے سے ثابت ہے کہ لوگوں کے دلوں پر اثر پڑتا ہے، لوگ فسق و فجور سے تائب ہو کر ایمان اور عمل صالح کی طرف آتے ہیں، رِقت طاری ہوتی ہے، اللہ جل جلالہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دلوں میں گھر کرتی ہے، بعض اوقات ہندو بھی آپکی مجلس میں حاضر ہوتے

Marfat.com

تو وہ بھی باری تعالیٰ کی طلب کا ذوق لیکر اُٹھتے، کبھی آپ کا قوال یوں نغمہ سرا ہوتا۔

مسجدیں لاکھوں بنیں اور سینکڑوں مندر بنے
ایک ہرجائی کی خاطر دیکھو کتنے گھر بنے
اپنا دیوانہ بنانا چاہتا ہے سب کو وہ
اس کی پروا ہی نہیں مومن بنے کافر بنے

جب محفلِ سماع کی کیفیت عروج پر ہوتی اور محبوب صاحب شیخ کامل کی بارگاہ میں عرض کرتے۔

جانِ جاں ساقی کی نظروں نے اِشارہ کر دیا
آج ہم نے نذرِ ساغر زہد و تقویٰ کر دیا
کل تلک تھا بزم میں، میں خشک ساحل کی طرح
آج ساقی نے مجھے قطرے سے دریا کر دیا

کبھی بے خودی اور استغراق کی نظمیں گائی جاتیں۔

مجھے بے خودی یہ تُو نے بھلی چاشنی چکھائی
کسی ماسوا کی دل میں نہیں اب رہی سمائی
نہ محلِ گفتگو ہے نہ مقامِ جستجو ہے
دِل بے نوا نے میرے جہاں چھاؤنی ہے چھائی

کبھی حضرت مولانا عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابریؒ کی یہ غزل پیش کی جاتی۔

در بہاراں گل شُدی در صحنِ گلزار آمدی
بعد زاں بلبل شُدی با نالہِ زار آمدی

ترجمہ: (تُو موسم و بہار میں پھول بنا اور صحنِ گلزار میں آیا پھر بلبل بن کر نالے کرنے لگا)

شورِ منصورؒ از کجا و دارِ منصورؒ از کجا　　　خود زدی بانگ انا الحق خود سرِ دار آمدی

Marfat.com

ترجمہ: (منصورؒ کا شور کہاں اور اس کی سولی کہاں تُو نے خود ہی انا الحق کی آواز لگائی اور سولی پر آیا)۔

گفت قدو سے فقیرے در فنا وَ در بقاء
خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

ترجمہ: (قدوسی فقیر نے فنا و بقاء میں کہا کہ تُو خود آزاد تھا اور گرفتار ہو کر تعیّن کے لباس میں آیا)۔ کبھی مولانا رومؒ کا یہ مخمس اہل محفل پر وجد کی کیفیت طاری کر دیتا۔

ہر دم بہ لباس دیگر آں یار بر آمد   دل بُرد و نہاں شُد
ہر لحظ بشکل دگر آں یار بر آمد   گہ پیر و جواں شُد

ترجمہ: (ہر دم نئے لباس میں وہ یار جلوہ گر ہوا دل لے گیا اور پوشیدہ ہو گیا ہر لحظہ نئی شکل میں وہ یار آیا کبھی بوڑھا اور کبھی جوان ہے)۔

پھر زور کا بند آتا۔

ایں جملہ ہمیں بود کہ مے آمد و مے رفت   ہر قرن کہ دیدی
تا عاقبت آں شکلِ عربؐ دار بر آمد   دارائے جہاں شُد

ترجمہ: (وُہی ایک تھا جو مختلف رنگوں میں آتا رہا یہاں تک کہ آخر میں میر عرب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بن کر آیا اور سارے جہان کو مسخر فرمایا)۔

رُومیؒ سخنِ کفر نہ گفت است و نہ گوید   منکر مشویدش
کافر شود آنکس کہ بہ انکار بر آمد   مردُودِ جہاں شُد

ترجمہ: (رُومیؒ نے کوئی کفر کا کلمہ نہیں کہا اور نہ کہتا ہے آپ اس کے منکر نہ ہوں بلکہ وہ شخص کفر کرتا ہے جو اس کی بات کو نہیں مانتا بلکہ وہ شخص مردُودِ جہاں ہو گیا)۔

کبھی مولانا جامیؒ کے کلام سے دل و دماغ منور ہوتے۔

Marfat.com

بخدا ﷻ غیرِ خدا در دو جہاں چیزے نیست
بے نشان است وکزو نام ونشان چیزے نیست
ہستئ تست حجابِ تو وگر نہ پیدا
کہ بجز دوست درین پردہ نہاں چیزے نیست
بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کُن جامیؒ
کہ دریں راہ فلاں ابنِ فلاں چیزے نیست

ترجمہ: (خدا ﷻ کی قسم دونوں جہان میں خدا ﷻ کے سوا کچھ نہیں، وہ ذات بے نشان ہے اوراس کا کچھ نام ونشان نہیں، خود تیری ہستی ہی پردہ بن گئی ہے ورنہ دوست کے علاوہ کوئی اور پوشیدہ نہیں، اے جامیؒ تُو عشق کا غلام بنا ہے تُو نسب پر فخر نہ کر کیونکہ اس راہ میں فلاں ابن فلاں کا کوئی تصور نہیں)۔

غرضیکہ حضرت مولانا رُومؒ، حضرت مولانا جامیؒ، حضرت مولانا سعدیؒ، حافظ شیرازیؒ، اَمیر خسروؒ، حضورِ اَعلیٰ'' اور حضرت بڑے لالہ جیؒ کا کلام پڑھا جاتا، اہل ذوق وَجد میں آتے، لوگوں پر رِقت طاری ہوتی، دل کی دنیا بدل جاتی اور ایک دنیا پرست انسان خدا پرست بن کر اُٹھتا۔ حضرت بابو جیؒ خود ضبط سے کام لیتے لیکن غلبہ و ذوق و شوق میں آپ پر بھی رِقت طاری ہوتی۔ معشوق علی رامپوریؒ کے وَجد میں ہم نے آپ کو قیام کرتے دیکھا۔ آپ اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ حضرتِ اَعلیٰ'' چلے گئے ہیں، میں وقت گزار رہا ہوں، محبوب صاحب کے ذریعے وقت اچھا گزر رہا ہے۔

قبلہ بابو جیؒ کے پسندیدہ اشعار

چڑھا جاتے ہیں وہ دو پھول، یہ ان کی عنایت ہے
مزارِ عشق تو کانٹوں کے بھی قابل نہیں ہوتا

☆☆☆

Marfat.com

مجھے اس کا غم نہیں ہے کہ بدل گیا زمانہ
میری زندگی ہے تم سے، کہیں تم بدل نہ جانا

☆☆☆

محبت ایک ایسے بحر کو کہتے ہیں اے انجم
جہاں طوفاں تو ہوتے ہیں مگر ساحل نہیں ہوتا

☆☆☆

بسوئے مصریانم می کشد دل
ز مصر ار قاصدے نبود چہ حاصل

☆☆☆

اسرارِ محبت را ہر دل نہ بُود قابل
دُر نیست بہ ہر دریا زر نیست بہ ہر کانے

☆☆☆

میری دُکھ بھری کہانی کوئی کیا سنے گا باقر
میں وہ ہوں کہ جس کی دنیا سرِ شام لٹ گئی ہے

☆☆☆

میری بے کسی کا عالم کوئی اس کے دل سے پوچھے
جو بچھڑ کے رہ گیا ہو میری طرح کارواں سے

☆☆☆

نیست در افسردگان ذوقِ سماع
ورنہ عالم را گرفتہ است ایں سرود
بر سماعِ راست ہر کس چیر نیست
طعمۂ ہر مرغکے انجیر نیست

Marfat.com

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں زند
جملہ عالم زیں سبب گمراہ شُد
کم کسے ز ابدالِ حق آگاہ شُد

☆☆☆

دہد حق عشق احمدؐ بندگانِ چیدۂ خود را
کہ بخشد شاہ خاصاں رامۓ نوشیدۂ خود را

☆☆☆

چھڈ دنیا کوڑ پسارا ای جپ نامِ محمدؐ پیارا ای
اس نام دا اک سہارا ہی ناچیز دے عیب چھپاون دا

☆☆☆

وفات سے پیشتر آخری عرس کے موقع پر خواجہ محمد مسعود ملتانی، خواجہ خدا بخش ملتانی اور راقم الحروف کو بلا کر بابو جیؒ نے مزار شریف پر محبوب صاحب سے یہ کلام سنوایا۔

گر نہ عاصی آمدے اندر جہاں رحمت ایزد کجا گشتے عیاں
رحمتش سابق بہ غضبِ او بداں او کرم فرما بُود بر عاصیاں

ترجمہ: (اگر گناہ گار جہان میں نہ آتے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کب ظاہر ہوتی، اسکی رحمت کو اس کے غضب پر غالب جان۔ وہ گناہ گاروں پر کرم فرمانے والا ہے)۔

ایک دفعہ راقم الحروف کو خط میں لکھا۔

ہو گی رحمت گناہ گاروں پر کون پوچھے گا بے گناہوں کو
عفوِ حق چوں ہست مشتاقِ گناہ بے گناہ رفتن گناہ دیگر است

حضرت بابو جیؒ کو حافظ شیرازی صاحبؒ کے یہ اشعار بھی بہت پسند تھے۔

Marfat.com

بخدا کہ رشکم آید بدو چشمِ روشن خود — کہ نظر دریغ باشد بہ چنیں لطیف روئے

ترجمہ: (خدا کی قسم مجھے ان روشن آنکھوں پر رشک آتا ہے کہ ایسے لطیف چہرے کو دیکھنا نظر کے بس میں نہیں)۔

گناہ گر چہ نہ بُود اختیار ما حافظ — تو در طریقِ ادب کوش گو گناہِ من است

ز بادشاہ گدا فارغم بحمد اللہ — گدائے خاکِ درِ دوست بادشاہِ من است

ترجمہ: (گناہ اگر چہ ہمارے اختیار میں نہیں تو ادب کے راستے میں کوشش کر اور کہہ کہ میں گناہ گار ہوں،

میں بادشاہ اور گدا سے بحمد اللہ فارغ ہوں، دوست کے دروازے کا گدا میرا بادشاہ ہے)۔

حضرت بابو جیؒ وفات سے پہلے مجلس میں مولانا رُومؒ کا یہ کلام بہت سنتے تھے۔

چند باشی عاشقِ صورت بگو — طالبِ معنیٰ شو و معنیٰ بجو

عالمِ ظاہر فنا گردو بداں — عالمِ معنیٰ بماند جاوداں

گفت المعنیٰ ھو اللہ شیخ دیں — بحرِ معنیٰ ہاست رب جل جلالہٗ العلمین

ترجمہ: (کب تک صورت کا شیدائی رہے گا، معنیٰ یعنی حقیقت کی طلب کر اور اسے ڈھونڈ، ظاہری صورت فنا ہو جائے گی، حقیقت کو بقا حاصل ہے، شیخ نے کہا ہے کہ حقیقت صرف اللہ کی ذات ہے اللہ تعالیٰ کی ذات حقائق کا بحرِ بیکراں ہے)۔ گو آپ کو حضرتِ اعلیٰؒ کا سارا کلام پسند تھا تاہم حضرتِ اعلیٰؒ کی مشہور نعت اکثر اوقات بڑے خشوع و خضوع سے سنتے تھے "اَج سِک مِتراں دِی ودھیری اے" اور فارسی کلام میں

درکوئے خدا بیناں زاں روز کہ شد گزرم — از مذہب خود بینی بیزارم و بیزارم

مولانا جامیؒ کی یہ شہرہ آفاق نعت تو اکثر آپ پر وجد انگیز کیفیت طاری کر دیتی۔

نسیما جانب بطحا گزر کن — ز احوالم محمدؐ را خبر کن

Marfat.com

حضرت بوعلی قلندرؒ کی اس نعت سے بھی بہت متاثر ہوتے تھے۔

اگر بینم شبے ناگہ من آں سلطانِؐ خوباں را

سر اندر پائے وے آرام فدا سازم دل و جاں را

ترجمہ: (اگر میں کسی رات حضرت محبوب خدا ﷺ کی زیارت کروں تو ان کے قدموں میں سَر جھکا دُوں اور دِل و جان کو قربان کردُوں)۔

حضرت عثمان ہارونیؒ کی یہ مشہور غزل بھی کیف و سرور کا باعث ہوتی۔ ''ملامت مے کند خلقے کہ من بردارے رقصم''۔ مولانا شیخ سعدیؒ کا یہ شعر سُن کر آبدیدہ ہو جاتے۔

منہ دل بریں دیرنا پائیدار　　　ز سعدیؒ ہمیں یک سخن یاد دار

اور حضرت عطار نیشاپوریؒ کا یہ شعر تو بہت پسند فرماتے تھے۔

کفر کافر را و دیں دیندار را　　　ذرّہ دردے دل عطار را

قصہ ہائے یار دارد بس مقام　　　صد قیامت بگزرد ایں ناتمام

ترجمہ: (کافر کے لیئے کفر اور دیندار کے دین مبارک ہو، عطار کو تو صرف ذرہ بھر دردِ دِل چاہئے)۔

مولانا رُومؒ فرماتے ہیں یار کا قصہ بہت اُونچا مقام رکھتا ہے سو قیامتیں گزر جائیں یہ ختم ہونے میں نہیں آتا)۔ مختصر یہ کہ آپ کو ہر وہ لفظ اور ہر وہ شعر پسند تھا جس میں عشق خدا اور حُبِّ رسول ﷺ کا ذکر ہو۔

Marfat.com

بابِ ہفتم

معاصرینِ کرام

Marfat.com

فصل اوّل

معاصرین مشائخِ کرام

حضرت بابو جیؒ نے ۸۴ سال کا طویل عرصہ حیات پایا۔ اس دوران بہت سے علماء و مشائخ اور زندگی کے دوسرے شعبوں سے تعلق رکھنے والوں کو آپ کا ہمعصر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ جس طرح باغبان کو اپنے چمن کے تمام پھول اور پتے بلکہ کانٹے بھی عزیز ہوتے ہیں، اسی طرح حضرت بابو جیؒ کو بھی آستانہ عالیہ سے وابستہ تمام متعلقین امیر و غریب چھوٹے بڑے سبھی عزیز تھے اور ہر کوئی ان کی شفقتوں اور برکتوں سے فیضیاب ہوتا تھا، تاہم جب گلدستہ بنانا ہو تو پھر باغ سے چند پھول ہی چنے جاتے ہیں، جو پورے گلستان کے رنگ و بو کے نمائندہ ہوتے ہیں۔ اس باب میں ہم نے حضرت بابو جیؒ کے معاصرین سے چند شخصیات کا انتخاب کیا ہے۔

حضرت بابو جیؒ کو علماء و مشائخ سے خصوصی محبت تھی اور آپ ان کا بہت احترام کرتے تھے۔ اسی طرح خاندانِ سادات کے چشم و چراغ کو بھی آپ نے ہمیشہ عزت و حرمت کا مقام دیا۔ ان کے علاوہ کچھ ایسے حضرات بھی تھے جنہیں آپؒ سے گہری عقیدت نسبت کے باعث آپؒ کی قربت کا اعزاز حاصل تھا۔

حضرت سیّد احمدؒ بن محضارؒ العطاس المدنی

انہیں حضرت بابو جیؒ سے بے حد محبت تھی اور بابو جیؒ کو بھی ان سے گہرا دلی لگاؤ تھا۔ ۱۹۳۷ء میں جب مدنی صاحب احمد آباد میں تھے تو حضور سرورِ کائنات ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ وضو کر رہے تھے۔ مدنی صاحبؒ سے فرمایا "میں گولڑہ جا رہا ہوں سیّد مہر علی شاہؒ کا جنازہ پڑھنے کے لیے"۔ دوسرے دن اخبارات میں حضرتِ اعلیٰؒ کی وفات کی خبر چھپی تو اس میں جنازے کا وہی وقت دیا گیا تھا جس وقت حضور سرورِ

Marfat.com

کائنات ﷺ کا زیارت ہوئی تھی۔

حضرت مدنی صاحبؒ گولڑہ شریف حاضر ہوئے، بے حد پریشان اور رنجیدہ تھے۔ حضرتِ اعلیٰؒ کا وصال ہو چکا تھا، مدنی صاحب کا کمرہ بند تھا، یکایک حضرتِ اعلیٰؒ جلوہ فرما ہوئے، مدنی صاحب کو تسلی دی، وظیفہ بتایا اور ساتھ ہی فرمایا: ''میں اور غلام محی الدینؒ دو نہیں''۔ بعد میں بابوجیؒ تشریف لائے اور وہی وظیفہ بتایا اور کہا یہ پڑھ کر بلاخوف وخطر واپس وطن چلے جائیں۔ جس سے مدنی صاحب کو تسلی ہو گئی۔ مدنی صاحب وطن جانے سے اس لئے گھبراتے تھے کہ وہ خود اور ان کے والد صاحب اس وقت جب ترک عرب پر حکمرانی کرتے تھے، ان کے وفادار تھے۔ لہٰذا انہیں اندیشہ تھا کہ اگر وہ عرب واپس گئے تو انہیں سخت سزا دی جائے گی۔ تاہم چونکہ حضرت بابوجیؒ کا فرمان تھا، اس لئے وہ فرماتے ہیں کہ ''میں وطن واپس چلا تو گیا لیکن بہت متفکر تھا، جب میں وہاں پہنچا تو مجھے سلطان ابنِ سعود نے اپنے دربار میں بلوایا اور چند قدم میرے قریب آیا، میں سمجھا اَب یہ جلاّد کو حکم دے گا کہ احمد عطاس کا سر قلم کر دو لیکن ایسا نہ ہوا۔ اس نے بتایا تم ہندوستان میں اور اسکے علاوہ جہاں کہیں رہے ہو اور جتنے دن ٹھہرے ہو ہمیں اس کا پورا پورا علم ہے، ہماری سی آئی ڈی نے ہمیں مکمل اطلاع دی ہے، مدنی صاحب کہتے ہیں میں گھبرایا مگر سلطان نے حکم دیا کہ ان کیلئے خلعت لائی جائے، چنانچہ ایک طبق میں ریال اور ایک تھال میں پوشاک پیش کی گئی، یہ اِعزاز واِکرام کا اِظہار تھا''۔ اس کے بعد مدنی صاحب مدینہ شریف میں سکون کے ساتھ رہنے لگے اور کئی سال مجلس حرم نبوی ﷺ کے رُکن رہے۔ قبلہ بابوجیؒ ۱۹۴۴ء میں حج کے لئے روانہ ہوئے اور جدّہ پہنچنے والے تھے کہ مدینہ منورہ میں مدنی صاحب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں فرمایا۔ کہ ''میرا فرزند غلام محی الدینؒ آرہا ہے، تم جدّہ جا کر اس کا استقبال کرو، میرا اسلام پہنچاؤ، نیز بتاؤ کہ میں اس سے اور اس کے رفقائے سفر سے راضی ہوں، وہ مقبولانِ الٰہی سے ہے''۔ اب تک مدنی صاحبؒ

Marfat.com

کی اولاد کا یہ معمول ہے کہ وہ اِن حضرات کے استقبال کے لئے ایئر پورٹ پر ضرور پہنچتے ہیں۔ حضرت بابو جیؒ نے مدینہ منورہ میں قیام کے دوران مستحقین کی جو اِمداد کی اس میں مدنی صاحبؒ کا مشورہ شامل ہوتا، یہ فقراء، مساکین کی نشان دہی کرتے اور بابو جیؒ انکی امداد فرماتے۔ ساداتِ کرام کے گھر جا کر ان کی خدمت کی جاتی جب کہ باقی لوگوں کی بھی دِل کھول کا ضروریات پوری کی جاتیں۔ بابو جیؒ کی کوشش رہی کہ حج یا عمرہ کی صورت میں آپؒ کا قیام مدنی صاحبؒ کے مکان پر رہے اور آپؒ کے روکنے کے باوجود خاطر تواضع میں کوئی کمی نہ آنے دیتے۔ بابو جیؒ کے ساتھ بغداد شریف اور قونیہ شریف کا دورہ بھی کیا۔ آپؒ ہر سال گولڑہ شریف تشریف لاتے، بشرطیکہ کوئی امر مانع نہ ہوتا۔

آپؒ آخری بار بابو جیؒ کی عیادت کیلئے تشریف لائے مگر خود بھی بیمار تھے، واپس جانے لگے تو بابو جیؒ نے شدید علالت کے باوجود ایئر پورٹ پر جا کر لوداع کیا۔ حضرت بابو جیؒ نے مدنی صاحبؒ کو رُخصت کرتے وقت نہایت رِقت انگیز کیفیت میں فرمایا ''میری تو خواہش تھی کہ آپ میری نماز جنازہ پڑھا کر جاتے'' اگر چہ حضرت مدنی صاحبؒ بابو جیؒ قبلہ کے مرید ہو چکے تھے لیکن دونوں طرف سے اس قدر خلوص ومحبت کا اظہار ہوتا کہ دیکھنے والے یہ نہ سمجھ سکتے کہ شیخ کون ہے اور مرید کون۔ راقم الحروف نے ایک بار عرض کیا کہ میرے لئے دُعا فرمائیں کہ مدینہ منورہ میں حاضری کی سعادت نصیب ہو۔ آپؒ نے دُعا فرمائی اور بشارت بھی دی کہ اِنشاء اللہ حاضری ضرور نصیب ہو گی' ایک بار آپؒ کی زُبانِ مبارک سے حسبِ ذیل شعر سُنا۔

تَرَی الاِحسانَ عِندَ الحُرِّ دَیناً   وَ عِندَ القَنِّ مَنقَصَۃً وَّ ذَمّاً
کَقَطرِ المَاءِ فِی الاِصدافِ دُر   وَفِی جَوفِ الاَفَاعِی صَارَ سَمّاً

ترجمہ: (احسان مردِ آزاد کے نزدیک دین اور قرض ہے، اور مردِ خسیس کے نزدیک نقص ہے، جیسا کہ پانی کے قطرے سیپ میں موتی بن جاتے ہیں اور سانپ کے منہ میں زہر

Marfat.com

بن جاتے ہیں)۔

مدنی صاحب مجسم اخلاق اور سراپا جود وسخا تھے۔ عجز وانکسار اور خدا ترسی میں اپنی مثال آپ تھے، یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ آپ انسانی شکل میں آسمانی فرشتہ تھے۔ آپ کی وفات بابو جیؒ کے وصال کے چند ماہ بعد رمضان المبارک میں مدینۃ المنورہ میں ہوئی۔ حضرت لالہ جیؒ اور حضرت شاہ عبدالحق صاحب تعزیت کیلئے تشریف لے گئے۔ اب تک حضرات کا قیام مدینہ شریف میں مدنی صاحب کے مکان پر ہوتا ہے اور مدنی صاحب کے صاحبزادگان اشرف صاحب، سہل صاحب اور حسن صاحب بڑی محبت سے پیش آتے ہیں۔ (نوٹ) بڑے صاحبزادے اشرف صاحب کی وفات ہوگئی ہے۔

حضرت متولّی اسرارؒ احمد

حضرت اسرار احمد صاحبؒ درگاہ عالیہ اجمیر شریف کے متولی تھے، انہیں بھی حضرت بابو جیؒ قبلہ سے بڑی محبت تھی اور بابو جیؒ کو بھی ان سے دلی عقیدت تھی، اجمیر شریف حاضری کے موقع پر بابو جیؒ، متولی صاحب کے مکان پر ٹھہرتے متولی صاحب عام طور پر حضور غوثِ اعظم ﷺ کے عرس پر گولڑہ شریف تشریف لاتے اور کئی دن قیام فرماتے۔ آپؒ نہایت اہلِ محبت، اہلِ ذوق اور اہلِ دل تھے۔ ایک بار انہیں حکومت نے درگاہ اجمیر شریف کی تولیت سے الگ کر دیا مگر حضور سلطان الہندؒ کی دعاؤں سے دوبارہ یہ منصب مل گیا۔ اس کارِ خیر میں حضرت بابو جیؒ کی دعا اور تعاون بھی شامل تھا۔

حضرت دیوان سید محمدؒ (پاکپتن شریف)

حضرت دیوان سید محمد صاحبؒ (پاکپتن شریف)، حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے سجادہ نشین تھے، حضرتِ اعلیٰؒ سے شرفِ بیعت رکھتے تھے، جب حضرتؒ پاکپتن شریف تشریف لے جاتے تو آپؒ کو کافی دن مہمان رکھتے اور بار بار التماس کرتے کہ مزید ٹھہریں جب کبھی حضرتِ اعلیٰؒ کا پاکپتن شریف جانا ہوتا تو بابو جیؒ بھی ساتھ جانے کو

Marfat.com

تیار ہو جاتے۔ ایک دفعہ حضرتِ اعلیٰ ؒ نے فرمایا کہ جب کوئی زائر مزار پر حاضری کو جائے تو اتنا تعلق ضرور ہو کہ صاحبِ مزار اُسے سلام کا جواب دے۔ حضرت بابو جیؒ نے فرمایا ''آپؒ نے میرا مسئلہ حل کر دیا، آپؒ بابا صاحبؒ کیلئے جاتے ہیں، انہیں سلام کرتے ہیں، وہ آپؒ کو سلام کا جواب دیتے ہیں، اسی طرح میں حضرت دیوان صاحبؒ کیلئے جاتا ہوں، انہیں سلام کرتا ہوں، وہ مجھے سلام کا جواب دیتے ہیں''۔ جب دیوان صاحبؒ کا وصال ہو گیا تو آپؒ کے صاحبزادہ غلام قطب الدین صاحبؒ کی دینی تعلیم کیلئے ایک عالمِ دین مولانا فتح محمد صاحب کا تقرر کیا گیا، اس وقت صاحبزادہ موصوف چیفس کالج لاہور میں زیرِ تعلیم تھے۔

حضرت خواجہ حسن نظامی دہلویؒ

حضرت خواجہ حسن نظامی دہلویؒ، درگاہ حضرت محبوب الٰہیؒ کے سجادہ نشین تھے اور حضرتِ اعلیٰ ؒ سیّدنا مہر علی شاہؒ کے مُرید تھے، پہلے مرزائیوں کے بارے میں نرم نظریہ رکھتے تھے مگر حضرتِ اعلیٰ ؒ کا فتویٰ ملاحظہ کرنے کے بعد اپنے رسالہ ''منادی'' میں اپنی تحریروں کے ذریعے مرزا کی تکفیر کا اعلان کیا، وہ بہت جادو بیان نثر نگار اور مصور فطرت تھے، آپؒ شاعری کا ذوق بھی رکھتے تھے۔ حضرت کی دُعا سے انہوں نے قرآن پاک کا ترجمہ لکھا، اسکے علاوہ بہت سی دوسری کتابوں کے بھی مصنف تھے، حضرتِ اعلیٰ ؒ نے انہیں خصوصی وظائف عطا فرمائے تھے، جب حضرت بابو جیؒ دہلی تشریف لے جاتے تو بابو جیؒ سے بڑی محبت سے پیش آتے اور آپ بھی انکی نسبت کا احترام کرتے، اب ان کے صاحبزادے حسن ثانی نظامی سجادہ نشین ہیں۔

حضرت مولانا عبد الباقی فرنگی محلیؒ

حضرت مولانا عبد الباقی فرنگی محلیؒ، ان علماء میں سے تھے جو ہجرت کر کے مدینہ شریف تشریف لے گئے، وہیں قبلہ بابو جیؒ سے ان کی ملاقات ہوئی اور انہوں نے قبلہ

Marfat.com

بابو جیؒ اور ہر دو صاحبزادگان کو صحاح ستہ، حدیث مسلسل بالا ولیہ اور حدیثِ مصافحہ کی اِجازت دی۔

حضرت خواجہ نظام الدّین تونسویؒ

حضرت خواجہ نظام الدّین تونسویؒ، حضرت خواجہ محمودؒ کے سجادہ نشین تھے، حضرت بابو جیؒ سے شفقت سے پیش آتے اور بہت احترام فرماتے۔ ایک دفعہ صدر ایوب خان نے مشائخ کرام کو دعوت دی کہ کراچی میں مشائخ کانفرنس میں شریک ہوں، حضرت خواجہ نظام الدّینؒ نے بابو جیؒ کو فرمایا کہ آپ بھی تشریف لے چلیں مگر حضرت بابو جیؒ حضرتِ اعلیٰؒ کے مسلک کے مطابق مجبور تھے کہ سرکاری دعوتوں میں شرکت نہ کریں۔ تاہم حضرت خواجہؒ قبلہ تشریف لے گئے لیکن وہ بھی کبیدہ خاطر ہو کر واپس آئے اور کہا کہ یہاں اِسلام کا نام لیا جاتا ہے مگر درحقیقت اِسلام نافذ نہیں کیا جاتا، حضرت خواجہؒ بہت سخی اور صاحبِ ذکر و فکر تھے۔ دوستوں کے ساتھ دوستی نبھانا جانتے تھے، ملک سلطان محمود ٹوانہ صاحب (حضرتِ اعلیٰؒ کے ناظم خط و کتابت) سے بڑی محبت تھی۔ جب ملک سلطان محمود ٹوانہ صاحب فوت ہوئے تو حضرت خواجہؒ کوئٹہ میں تھے وہیں سے بذریعہ ہوائی جہاز تشریف لائے اور تعزیت کی۔ اللہ تعالیٰ نے خواجہ صاحبؒ کو دو صاحبزادے عطا فرمائے تھے، حافظ فخر الدّینؒ، حافظ معین الدّینؒ، دونوں کو دینی تعلیم دلوائی۔ حضرت خواجہ قبلہ نظام الدّینؒ نے جون ۱۹۶۵ء حضورِ اعلیٰ تونسویؒ کے عرس کے موقع پر وفات پائی۔ حضرت بابو جیؒ مُلک سے باہر تھے، واپس تشریف لائے اور تعزیت کیلئے حاضر ہو کر انکی وفات پر گہرے افسوس کا اظہار فرمایا۔ حضرت خواجہ نور جہانیاںؒ سجادہ نشین مہار شریف کو بھی خواجہ نظام الدّینؒ بڑی محبت تھی۔

حضرت خواجہ حافظ نور جہانیاںؒ

آپؒ چشتیاں شریف کے حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کے سجادہ نشین تھے، حافظ قرآن

Marfat.com

تھے، مشائخ چشت کے معمولات کے پابند تھے۔آپؒ جب بھی راولپنڈی میں اپنے عزیزوں کے پاس تشریف لاتے، گولڑہ شریف ضرور حاضر ہوتے، حضرت بابو جیؒ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زعم خودی سے پاک صاف فرمادیا ہے۔

حضرت خواجہ قمر الدین سیالویؒ

آپؒ آستانہ عالیہ سیال شریف کے سجادہ نشین تھے، آپؒ کی دلی خواہش تھی کہ پاکستان میں اسلامی نظام نافذ ہوجائے، اس لئے کئی بار سیاست میں حصہ لیا۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں حضرت بابو جیؒ قبلہ نے خصوصی طور پر مدد فرمائی کیونکہ مقابلہ سوشلسٹ پارٹی سے تھا جو ملک میں سوشلزم نافذ کرنا چاہتی تھی، کئی مقامات پر کانفرنسیں ہوئیں، حضرت بابو جیؒ نے اپنی طرف سے علماء بھیجے، ملتان اور راولپنڈی میں خود تشریف لے گئے۔اس الیکشن میں جمعیت علمائے پاکستان کو نمایاں کامیابی حاصل نہ ہوئی مگر حضرت خواجہؒ اور قبلہ بابو جیؒ کی دعاؤں سے اور رسولِ پاک ﷺ کی بشارت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے شوشلزم کا فتنہ رفع دفع کر دیا، خواجہ سیالویؒ علمی ذوق رکھتے تھے اور معقولات سے خصوصی مناسبت تھی، کئی مناظروں میں حصہ لیا، افسوس کہ موٹر کے حادثے میں شدید زخمی ہوئے اور ہسپتال میں جاں بحق ہوئے۔حضرت لالہ جیؒ اور حضرت شاہ عبدالحق صاحب تعزیت کیلئے تشریف لے گئے۔سیال شریف کی خانقاہ سے خواجہ سعد اللہؒ، خواجہ محمد عبد اللہؒ اور خواجہ معظم دینؒ کا بھی گولڑہ شریف سے خصوصی تعلق تھا، خواجہ معظم دینؒ نے تو اپنی زندگی گولڑہ شریف میں گزار دی، حضرت لالہ جی صاحبان، حضرت خواجہ معظم دینؒ سے محبت آمیز شگفتہ باتیں کرتے اور خوش ہوتے۔حضرت خواجہ سعد اللہ کو حضرتِ اعلیٰؒ سے بیعت کا شرف حاصل تھا انکی طبیعت میں بھی مزاحِ لطیف کا عنصر موجود تھا۔

پیر سیّد جماعت علی شاہ محدّث علی پوریؒ

پیر سیّد جماعت علی شاہ محدّث علی پوریؒ سلسلہ نقشبندیہ سے نسبت رکھتے تھے مگر انہیں

Marfat.com

حضرت بابو جیؒ سے بے حد لگاؤ تھا اور حضرت بابو جیؒ بھی ان کا بہت احترام کرتے تھے۔ حضرت لالہ جیؒ نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ وہ حج کے موقع پر تحفے تحائف بھیجتے تو بابو جیؒ فرماتے، مکرمی شاہ صاحب سے کہیں کہ یہ تکلف نہ کریں، ہمارے حق میں دُعا فرمایا کریں۔ انہوں نے کئی بار فرمائش کر کے محبوب صاحب سے قوالی سُنی۔ آپؒ نے تحریکِ پاکستان میں نمایاں حصہ لیا۔ طویل عمر پائی اور آخری وقت تک حرمین شرفین میں حاضری دیتے رہے۔ ان کی ولادت ۱۸۷۱ء اور وفات ۱۹۵۱ء میں ہوئی۔ وہ حضرت بابو جیؒ کی شادی میں بھی تشریف لائے تھے، آپ کے ہم نام اور پیر بھائی حافظ جماعت علی شاہؒ بھی چورہ شریف سے نیاز رکھتے تھے اور سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ تھے، وہ بھی حضرت قبلہ بابو جیؒ کی شادی میں تشریف لائے تھے، ان کا وصال ۱۹۳۹ء میں ہوا۔

نقیب الاشراف حضرت عاصمؒ

حضرت بابو جیؒ کا تعلق اندرونِ مُلک مشائخ کے علاوہ بیرونِ مُلک بھی پھیلا ہوا تھا، آپؒ حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ سے گہری عقیدت کی بناء پر بغداد شریف بڑی باقاعدگی سے حاضری دیتے۔ یہ سلسلہ تقریباً ۱۹۴۸ء سے شروع ہوا اور آخر تک جاری رہا۔ ۱۹۴۸ء میں جب آپؒ تشریف لے گئے تو وہاں کے نقیب الاشراف جناب عاصم صاحبؒ تھے۔ بغداد شریف کے ساداتِ گیلانی اپنے خاندان میں سے ایک نیک اور صالح آدمی کا انتخاب کرتے تھے اور اسے نقیب الاشراف کا خطاب دیتے، یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ حضرت بابو جیؒ جب بھی بغداد گئے، جناب عاصم صاحبؒ نے ان سے بڑی محبت کا اظہار کیا اور اپنے ہاں انہیں مہمان ٹھہرایا وہ حضرت بابو جیؒ کی دعوت پر پاکستان آئے اور دربارِ عالیہ گولڑہ شریف کے انتظام سے بہت خوش ہوئے۔

سیّد عبدالقادر گیلانیؒ (سفیرِ عراق)

حضرت بابو جیؒ اور ان کے صاحبزادگان سیّد عبدالقادر گیلانی (سفیرِ عراق) سے

Marfat.com

بہت محبت کرتے اور بجان و دل ان کا احترام کرتے۔ اس تعلق کی بنا پر گولڑہ دربار کے متوسّلین بھی سفیر صاحب کی بہت عزت کیا کرتے۔ حضرت بابو جیؒ کی حیات میں آپؒ کئی بار گولڑہ شریف میں آئے اور آپؒ کے وصال کے بعد بھی سفیر صاحبؒ نے اپنا معمول برقرار رکھا۔ خاص طور پر تعزیت کی محفل میں حاضرین سے یُوں مخاطب ہوئے کہ "ان دونوں بھائیوں کا اس طرح احترام کیا جائے، جس طرح حضرت بابو جیؒ کا احترام کیا جاتا تھا" یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ سفیر صاحب اپنے ساتھ ایک چغہ لائے تھے اور حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے مزار پُر انوار کے سامنے حضرت لالہ جیؒ اور حضرت شاہ عبدالحق صاحب کو ایک ساتھ کھڑا کر کے وہی ایک چغہ پہنایا۔ جوان دو بھائیوں کی یک جان و دو قالب ہونے کی روشن دلیل ہے۔ حضرت بابو جیؒ وصیت فرما گئے تھے کہ سیّد عبدالقادر گیلانی صاحب (سفیرِ عراق) اُنکی نماز جنازہ پڑھائیں گے۔ سیّد عبدالقادر گیلانی صاحب (سفیرِ عراق) رشتے میں نقیب الاشراف جناب عاصم صاحب کے بھانجے تھے۔

ملتان کے گیلانی حضرات

مخدوم صدرالدّین شاہ، مخدوم غلام مصطفٰی شاہ، مخدوم شوکت حسین گیلانی، سجادہ نشین درگاہ موسیٰ پاک شہیدؒ اور مخدوم زادہ حامد رضا گیلانی سے حضرت بابو جیؒ کا خصوصی تعلق تھا کیونکہ یہ حضرات غوث پاکؒ کی اُولاد سے تھے۔ جب بھی حضرت بابو جیؒ ملتان تشریف لے جاتے تو حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ حاضری دیتے۔ مخدوم صدرالدّین صاحب محبوب صاحب قوال سے قوالی سننے کی فرمائش کرتے اور بہت محظوظ ہوتے، چنانچہ جب بھی حضرت بابو جیؒ تشریف لاتے تو مخدوم صدرالدّین صاحب ایک وقت کے کھانے پر ضرور دعوت دیتے۔ یہ سلسلہ مخدوم صاحب کی وفات کے بعد بھی جاری رہا۔ ملتان کے مخدوم محمد رمضان شاہ گیلانی کا بھی حضور بابو جی سے گہرا تعلق تھا۔

Marfat.com

مخدوم الملک غلام میراں شاہؒ

آپؒ ریاست بہاولپور کے جمال دین والی کے خاندانِ سادات کے ممتاز و معزز فرد تھے اور نواب بہاولپور کے معتمد خاص تھے، حضرتِ اعلیٰؒ سے بیعت کا شرف حاصل تھا، انہیں حضرت بابو جیؒ سے بھی گہری عقیدت تھی، ان کے تعلق کا سلسلہ آخری تک قائم رہا۔

مخدوم محسن شاہ گیلانیؒ

ترنڈہ محمد پناہ کے مخدوم محسن شاہ گیلانیؒ حضرتِ اعلیٰؒ سے نسبت رکھتے تھے خود بھی صاحبِ سلسلہ تھے، انہیں حضرت بابو جیؒ کے متعلقین سے بھی محبت تھی۔ حضرت بابو جیؒ بھی ان پر شفقت فرماتے تھے۔

اُستاذ العلماء حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ

آپؒ کا تعلق امروہہ کے سادات گھرانے سے تھا، بہت بڑے عالمِ دین اور صاحبِ طریقت تھے۔ ریاست بہاولپور میں ان کے ارادتمندوں کا سلسلہ کافی پھیلا ہوا ہے۔ حضرت علامہ کاظمیؒ کئی بار گولڑہ شریف حاضر ہوئے۔ ۱۹۴۶ء میں غلام خان سے مناظرہ کے موقع پر تشریف لے آئے مگر غلام خان حسبِ وعدہ نہ آیا، اس کے بعد بھی کئی بار جانا ہوا، ایک بار فرمانے لگے کہ مجھے گولڑہ شریف حاضر ہونے سے بڑی خوشی ہوتی ہے۔ حضرت شاہ عبدالحق صاحب نے فرمایا کہ خوشی اس لیے کہ آپؒ اپنے گھر میں تشریف لائے ہیں، جب قبلہ کاظمیؒ بہاولپور میں دل کے عارضہ کی وجہ سے وکٹوریہ ہسپتال میں داخل ہوئے تو حضرت بابو جیؒ قبلہ اُنکی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، جس سے قبلہ کاظمیؒ بہت خوش ہوئے۔ آپ ۲۵ رمضان المبارک ۱۹۸۶ء میں راہیٔ ملک بقاء ہوئے۔ حضرت بابو جیؒ کا وصال ہو چکا تھا، آپ کے جانشین حضرت لالہ جیؒ فاتحہ خوانی کیلئے تشریف لے گئے۔

Marfat.com

فصلِ دُوم

معاصرین علمائے کرام

شیخ اَمجد زہادی مفتیِ اعظمؒ (عراق)

شیخ اَمجد زہادیؒ کو حضرت قبلہ بابو جیؒ سے خصوصی قلبی لگاؤ تھا، ان کی پہلی ملاقات حضرت بابو جیؒ سے بغداد شریف میں ہوئی۔ بغداد شریف میں آپ کا عظیم علمی ادارہ التربیت الاسلامیہ علمی دنیا میں بلند مقام رکھتا ہے، جہاں طلباء کو اسلامی اور جدید علوم کی تعلیم دی جاتی ہے، اس درسگاہ میں مبلغین تیار کیے جاتے جو دنیا کے مختلف ممالک میں تبلیغِ دینِ اِسلام کا مقدس فریضہ اَدا کرتے ہیں۔ حضرت شیخ مدرس ہونے کے علاوہ فقہ حنفی کے مفتی بھی تھے۔ جن کے فتاویٰ سے انکے علمی تبحر اور فضل و کمال کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت بابو جیؒ نے شیخ موصوف کو پاکستان میں آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ آپ دو مرتبہ آستانہ عالیہ گولڑہ شریف میں آئے۔ شیخ موصوف ابتداً سماع کے قائل نہیں تھے۔ حضرت بابو جیؒ کے ایماء پر حضرت لالہ جیؒ نے انہیں فتاویٰ شامی کی وہ عبارت دکھائی جو سماع کے حق میں ہے اور جسے ہم بھی باب پنجم سماع و غنا میں تفصیل کے ساتھ درج کر چکے ہیں۔ علامہ اَمجد زہادیؒ کی حق پسندی دیکھیے کہ اس عبارت کو پڑھتے ہی معاً محفل سماع میں شریک ہو گئے۔ حضرت بابو جیؒ فرماتے تھے کہ محفل سماع میں ان پر اس قدر شدید رِقت طاری ہوئی جو میں نے اس سے قبل کبھی نہیں دیکھی۔ شیخ موصوف نے یہاں قیام کے دوران جہادِ فلسطین کی اہمیت بیان کی تو حضرت بابو جیؒ نے اپنے نیاز مندوں میں سے مخیّر حضرات کو اس کارِ خیر میں فراخدلی سے شریک ہونے کی تلقین فرمائی۔

Marfat.com

مولانا ساطع الجمیلیؒ (عراق)

مولانا ساطع الجمیلیؒ حضرت شیخ زہادیؒ مفتی اعظم عراق کے بلند مرتبہ تلامذہ میں سے شمار ہوتے ہیں۔ مولانا فقہ حنفی کے بلند پایہ عالم اور عظیم خطیب تھے۔ دل میں دینی تبلیغ اور اہلِ اِسلام کی ترقی و بہبود کیلئے گہرا دَرد رکھتے تھے۔ جن دنوں عراق میں بعث پارٹی برسرِ اقتدار تھی۔ وہ عراق سے ترکِ وطن کر کے ارجنٹائن میں اقامت پذیر ہو گئے اور وہاں ایک عظیم درسگاہ اور تبلیغی ادارہ کی بنیاد رکھی۔ مولانا اَمجد زہادیؒ سے تعلق کی باعث وہ کئی بار گولڑہ شریف آئے۔ حضرت بابو جیؒ نے محبت و اخلاص سے ان کا خیر مقدم کیا اور پاکستان کے مشہور شہروں میں ان کے تبلیغی خطبات کا اہتمام فرمایا۔ مولانا موصوف کی تقاریر کی ترجمانی کیلئے مولانا مفتی فیض احمد فیض صاحب کی خدمات حاصل کی گئیں۔ مولانا اپنی تقاریر میں پاکستان میں نظامِ اِسلام کے نفاذ اور ردِ سوشلزم پو زور دیتے رہے۔ راقم الحروف نے ملتان میں حضرت بابو جیؒ کی موجودگی میں عربی زبان میں ان کا تعارف کراتے ہوئے خیر مقدم کیا۔ جسے بابو جیؒ نے بہت پسند فرمایا۔ حضرت بابو جیؒ کے وصال پر مولانا موصوف ارجنٹائن سے بغرض تعزیت گولڑہ شریف آئے اور حضرت لالہ جی صاحبان سے بغل گیر ہو کر اس رنج واندوہ پر زاروقطار روئے۔

حضرت الناہی مہدیؒ العماشی عراقی

حضرت موصوف عراق کے اس خاندان کے فرد تھے۔ جس نے عراق میں فوجی اِنقلاب برپا کیا تھا۔ جب قبلہ بابو جیؒ بغداد شریف میں زیارات کی غرض سے حاضر ہوئے تو حضرت الناہیؒ دیکھتے ہی آپؒ کے قدم بوس ہوئے اور عرض گزار ہوئے کہ جب تک آپؒ کا قیام بغداد شریف میں ہے، میں خود آپؒ کی گاڑی کی ڈرائیونگ کروں گا۔ اس موقع پر آپ کے ایک عزیز عراق کی انقلابی کونسل کے اہم رکن نے آپؒ کو اپنے ساتھ

Marfat.com

کام کرنے کیلئے بلایا۔ تو شیخ النا ہیؒ نے بابو جیؒ کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے جواباً کہا کہ جب تک یہ شیخ یہاں قیام پذیر ہیں، میں کسی اور کام کی جانب متوجہ نہیں ہوں گا۔ حضرت بابو جیؒ سے شیخ النا ہیؒ کا رابطہ آخری سفرِ بغداد تک قائم رہا۔ بعد میں لالہ جی صاحبان سے بھی یہ رابطہ برقرار رہا۔

مفتی عبدالکریم الشافعیؒ

مفتی عبدالکریمؒ فقہ شافعی کے بہت بلند پایہ عالم تھے۔ مدرسہ قادریہ بغداد شریف کے صدر مُدرس ہونے کے علاوہ جامع مسجد قادریہ غوثیہ ﷺ بغداد شریف کے خطیب بھی تھے۔ آپ نے کئی یادگار علمی کتابیں تصنیف فرمائیں، جن سے علمی حلقوں میں استفادہ کیا جاتا ہے۔ یہ کتابیں ۱۹۷۳ء کے سفرِ بغداد کے دوران آپ نے قبلہ بابو جیؒ کی خدمت میں پیش کیں۔ آپ باب الشیخ میں منعقدہ محفلِ سماع میں شریک ہوئے، محبوب صاحب قوال نے مثنوی مولانا رُوم سے اشعار پیش کیے۔ جس سے صاحب موصوف بہت زیادہ متاثر ہوئے اور انہوں نے اپنے عربی ساتھیوں کے استفادہ کیلئے مثنوی کے مطالب عربی زبان میں بیان کیے۔ حضرت مفتیؒ نے راقم الحروف کو اس موقع پر حدیث پاک کی سند مرحمت فرمائی۔

اُستادِ محترم مولانا لطف اللہ علیگڑھیؒ

مولانا لطف اللہ علیگڑھیؒ اپنے دور کے نامور علمائے دین میں امتیازی حیثیت کے مالک تھے۔ ہندوستان کے علمی حلقوں میں ”اُستاذ العلماء“ کے خطاب سے مشہور تھے۔ اس دور میں آپ کا شاگرد ہونا ہی فضل وکمال کی سند سمجھا جاتا تھا۔ مولوی عبدالحق دہلویؒ مؤلف تفسیر حقانی، مولانا عبدالغنی کانپوریؒ، مولانا شاہ محمد علی رحمانیؒ مونگھیری، مولانا احمد حسن کانپوریؒ اور حضرت سیّد پیر مہر علی شاہ گولڑوی جیسی شہرہ آفاق علمی وروحانی شخصیات آپؒ کے شاگردوں میں شامل تھیں۔ علمائے دیوبند کے مشہور پیشوا مولانا محمود

Marfat.com

الحسن دیوبندی اور علمائے بریلوی کے نامور امام مولانا احمد رضا خان آپؒ کے فضل و کمال اور تبحر علمی کے قائل تھے اور ان کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ علیگڑھ کے مدرسہ میں سیّدنا پیر مہر علی شاہؒ تقریباً اڑھائی سال زیرِ تعلیم رہے۔ مولانا لطف اللہؒ اور دیگر اساتذہ کرام حضرت پیر صاحبؒ کی ذہانت سے بہت زیادہ متاثر تھے۔ سیّد پیر مہر علی شاہؒ مسندِ ارشاد پر متمکن تھے کہ حضرت بابو جیؒ نے ۱۹۱۶ء میں ہندوستان کا سفر کیا اور اپنے والدِ محترم کے اُستاد حضرت لطف اللہ سے ملاقات کی غرض سے علیگڑھ گئے۔ بابو جیؒ کے ہمراہ دو ساتھی بھی تھے۔ انہیں آپؒ نے سمجھایا کہ تعارف کرانے میں نہایت کسرِ نفسی سے کام لینا، چناچہ آپؒ نے مولاناؒ سے ملاقات کی اور ہدیہ پیش کر کے دُعا کیلئے عرض گزار ہوئے۔ مولاناؒ نے پوچھا ''کہاں سے آئے ہو؟'' بابو جیؒ نے جواباً کہا ''راولپنڈی کے جوار میں واقع ایک چھوٹے سے قصبے سے آیا ہوں''۔ آپؒ کے ایک ساتھی کے منہ سے گولڑہ شریف نکل گیا۔ مولاناؒ فوراً معاملہ کی تہ تک پہنچ گئے اور فرمانے لگے ''اس قصبے میں تو ہمارے ایک عزیز رہتے ہیں، آپؒ اُنکے فرزند نظر آتے ہیں''۔ بابو جیؒ نے اثبات میں جواب دیا۔ حضرت مولاناؒ نے بکمال شفقت فرمایا۔ ''تم ہمارے عزیز کے عزیز ہو''۔ اس کے بعد اُستادِ محترمؒ نے شکوہ کے انداز میں نہایت پیار بھرے لہجے میں فرمایا ''انہوں نے تو ہمیں بھلا ہی دیا ہے'' اس جملے کا حضرت بابو جیؒ کے حساس دل پر اس قدر گہرا اثر ہوا کہ آپؒ نے واپسی پر اپنے والدِ محترم سے عرض کیا۔ کہ آپؒ ضرور اپنے اُستاد کی خدمت میں حاضری دیں۔ چنانچہ سیّد پیر مہر علی شاہؒ بہت سے تحائف لے کر علیگڑھ اپنے اُستادِ محترم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

مولانا احمد حسن کانپوریؒ

حضرت سیّد پیر مہر علی شاہؒ حصولِ علم کی غرض سے مولانا احمد حسن محدثؒ کی خدمت میں کانپور پہنچے۔ آپؒ ان دنوں سفرِ حج پر تیار تھے۔ مولاناؒ نے فرمایا ''میاں صاحبزادے!

Marfat.com

ان سات دنوں میں چند اسباق پڑھ بھی لئے، تو اس سے کیا ہوگا''۔ چنانچہ آپؒ علیگڑھ روانہ ہو گئے، ایک مدت گزرنے کے بعد حضرت پیر صاحبؒ کے تبحر علمی کا شہرہ پورے ہندوستان میں پھیل گیا۔ آپؒ کے روحانی کمال کی باتیں علماء مشائخ کی محفلوں میں عام ہونے لگیں۔ جب مولانا احمد حسن محدثؒ کو پتہ چلا کہ یہ وہ صاحب ہیں جو انکی خدمت میں حصولِ علم کی غرض سے حاضر ہوئے تھے، انہیں اس بات پر سخت افسوس ہوا کہ وہ ایسے عظیم مردِ حق کو چند اسباق بھی نہ پڑھا سکے اور اُنکی دُعاؤں سے محروم رہ گئے۔ جناب مولانا محمد غازیؒ اور جناب قاری عبدالرحمٰن جونپوریؒ دونوں صاحبان حضرت مولانا احمد حسن کانپوریؒ کے تلامذہ میں سے تھے۔ مولاناؒ نے انہیں خط لکھا اور حضرت پیر صاحبؒ سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ چنانچہ یہ طے پایا کہ پاکپتن شریف میں حضرت مسعود گنجِ شکرؒ کے عرس کے موقع پر ملاقات ہو جائے۔ ملاقات پر دونوں حضرات نے علمی و روحانی موضوعات پر سیر حاصل تبصرے کئے۔ حضرت بابوجیؒ فرماتے تھے کہ "میں نے کسی عمر رسیدہ شخص کو اس درجہ خوبصورت اور دلکش شکل و صورت والا آج تک نہیں دیکھا، چہرے کا شفاف گندمی رنگ، حُسن و جمال کی بہاریں لُٹاتا تھا، گفتگو میں اس درجہ شستگی اور شائستگی تھی کہ ان کی باتیں سنتے رہنے کو جی چاہتا تھا''۔ حضرت بابوجیؒ نے جب آپؒ کی نیاز کیش طبیعت کا ذکر کیا تو آپؒ پر شدید رِقت طاری ہو گئی۔ حضرت مولانا احمد حسن محدثؒ، حضرت مولانا لطف اللہ علیگڑھی کے شاگرد تھے۔ معقول کی مشہور کتاب ''حمد اللہ'' پر آپ کا حاشیہ ہے، جو آپؒ کے تبحرِ علمی کا روشن ثبوت ہے۔ مثنوی مولانا رُومؒ کے حواشی سے آپؒ کے روحانی فضل و کمال کا پتہ چلتا ہے۔ آپؒ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے مُرید خاص تھے۔ مولانا احمد حسن کانپوریؒ کی طبیعت میں تکلف بالکل نہیں تھا، جہاں دل جھکتا، وہاں کامل اَدب و اَحترام کا مظاہرہ فرماتے۔ جب حضرتِ اَعلیٰؒ سے ملاقات کے لیے پاک پتن شریف لائے تو آپؒ کی جوتیوں کی جگہ بیٹھ گئے، ایک

Marfat.com

آدمی نے عرض کیا کہ مولانا احمد حسن کانپوریؒ ملنے کے لیے آئے ہیں، آپؒ خود اُٹھے اور مولاناؒ کو اُٹھا کر اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا۔ مولاناؒ بہت افسوس کرتے تھے کہ میں آپؒ کو چند سطریں پڑھا دیتا تو یہ میرے لیے دارین کی سعادت کا باعث ہوتا۔

مولانا محمد غازی خانؒ

مولانا محمد غازی خانؒ علاقہ اٹک کے خٹک پٹھان قبیلہ کے فرد تھے۔ آپؒ مولانا احمد حسن کانپوریؒ کے شاگرد تھے۔ حاجی رحمت اللہؒ سے مکہ شریف میں علم حدیث کی سند حاصل کی۔ اور وہیں مدرسہ صولتیہ میں مدرّس تعینات ہو گئے۔ آپؒ تفسیر و حدیث، منطق و کلام، فلسفہ و فقہ اور دیگر تمام متداولہ علوم میں اعلیٰ درجہ کی قابلیت رکھتے تھے، علم تجوید و قرات میں خصوصی مہارت کے مالک تھے۔ جب سیّد پیر مہر علی شاہؒ بسلسلہ حج مکہ شریف پہنچے تو پہلی ہی نظر میں مولانا آپؒ کی محبت میں اسیر ہو گئے اور سیّد پیر مہر علی شاہؒ کے ہمراہ گولڑہ شریف آ گئے، مولانا محمد غازی خانؒ کو یہ شرف حاصل تھا کہ حضرت بابو جیؒ جیسی نابغۂ روزگار شخصیت آپؒ کے تلامذہ میں شامل تھی۔ آپؒ نے مکہ شریف سے آ کر باقی تمام عمر گولڑہ شریف درس و تدریس میں گزار دی اور یہیں حضرت اعلیٰ صاحبؒ کے جوار میں مدفون ہوئے۔

قاری عبدالرحمٰن جونپوریؒ

قاری عبدالرحمٰن جونپوریؒ نے مدرسہ صولتیہ مکہ شریف میں بطورِ مدرّس خدمات سرانجام دیں، آپؒ مولانا رحمت اللہؒ اور قاری عبداللہؒ کے شاگرد تھے۔ ابتداءً ہندوستان میں حضرت مولانا احمد حسن کانپوریؒ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے۔ حضرت قاری صاحبؒ خود فرماتے تھے کہ وہ بغرضِ بیعت ہندوستان کے معروف روحانی پیشوا سیّد وارث علی شاہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے جنھوں نے بذریعہ کشف یہ راز ان پر بے نقاب کیا کہ ان کا فیض ایک اور شاہبازِ فضائے احدیت کے پاس امانت ہے۔ سیّد پیر مہر

Marfat.com

علی شاہؒ جب مکّہ شریف پہنچے تو قاری عبدالرحمٰن جونپوریؒ کی اُنکے رُخِ پُرنُور پر نظر پڑی اور وہ بے اختیار پیر صاحبؒ کی شخصیت پر فریفتہ ہو گئے اور ان کے حلقہء ارادت میں شامل ہو گئے۔ یہی جذبہء شیفتگی قاری صاحب کو گولڑہ شریف کشاں کشاں لے آیا، باقی تمام عمر انہوں نے گولڑہ شریف کی جامع مسجد بطورِ خطیب و مفتی بسر کر دی۔ حضرت بابو جیؒ نے آپؒ ہی سے فنِ تجوید میں مہارت حاصل کی۔ قاری غلام محمد پشاوریؒ بھی انہی کے شاگرد تھے۔ قاری عبدالرحمٰن جونپوریؒ کے فتاویٰ سے ان کے علمی فضل و کمال کا پتا چلتا ہے۔

قاری عبدالرحمٰن مکّیؒ

قاری محبوب علی لکھنویؒ خطیب جامع مسجد آستانہ عالیہ گولڑہ شریف ذکر کرتے تھے کہ اُنکے اُستادِ مکرم قاری عبدالرحمٰن الہ آبادیؒ اپنے والدِ محترم کے ہمراہ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد ترکِ وطن کر کے مکّہ شریف میں مقیم ہو گئے۔ انہی دنوں بنگال کی ایک متموّل خاتون صولت النّساءؒ کی مدد سے مکّہ شریف میں مدرسہ صولتیہ کی بنیاد رکھی گئی۔ مصر کے قاری شیخ ابراہیم سعد بن علیؒ کو تجوید و قرات کا مُدرّس تعینات کیا گیا۔ اس مدرسہ کا پہلا فارغ التحصیل قاری ہونے کا اعزاز قاری عبدالرحمٰنؒ کے بڑے بھائی قاری عبداللہؒ کو حاصل ہوا۔ قاری عبدالرحمٰنؒ نے مدرسہ صولتیہ میں تعلیم حاصل کی۔ ہندوستان واپس آ کر کانپور، دیوبند، سہارن پور اور لکھنو کے مدارس میں تجوید و قرات کے شعبہ میں خاص شہرت اور مقبولیت حاصل کی۔ علم و تجوید پر آپکی کتاب ''فوائد مکّیہ'' خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ قاری صاحبؒ خود بیان کرتے تھے میں ابتداً آزاد مشرب اِنسان تھا۔ مجھے سلسلہ اِرادت میں داخل ہونے کا قطعاً شوق نہیں تھا۔ اَلبتہ دِل کے نہاں خانہ میں سونا بنانے کی ہوس چٹکیاں لیتی تھی۔ دل یہ چاہتا تھا کہ سونا بنا کر اس دولت سے ایک شاندار مدرسہ کی بنیاد رکھوں۔ ایک شب خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔

Marfat.com

آپ کی خدمت میں حضرت سیّد مہر علی شاہؒ بھی حاضر تھے، پاس ہی سونے چاندی کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے سیّد مہر علی شاہؒ کو فرمایا "عبدالرحمٰنؒ سے کہو کہ سونے چاندی کی ضرورت ہے تو یہ موجود ہے مگر میری شفاعت کی اُمید نہ رکھے"۔ اس خواب کے بعد دل سے سونا بنانے کا شوق یکسر ختم ہو گیا اور اس کے ساتھ حضرت سیّد مہر علی شاہؒ سے عقیدت کا رشتہ قوی ہو گیا۔ گولڑہ شریف آ کر پیر صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت بابو جیؒ فرماتے تھے۔ "میں نے بارہا قاری عبدالرحمٰنؒ سے کہا کہ گولڑہ شریف رہ کر تجوید و قرات کے شعبہ میں خدمات سر انجام دیں مگر ہر بار ان کا جواب یہ ہوتا۔ شیخ کے مقام پر رہنا بہت دُشوار ہے"۔ قاری محبوب علیؒ بیان کرتے تھے "ایک بار قاری عبدالرحمٰنؒ کے سینے پر پھوڑا نکل آیا، آپریشن کے دوران بے ساختہ ان کی زبان سے نکلا "اللہ جل جلالہ" جس میں غیر معمولی کشش تھی"۔ ڈاکٹر نے بعد میں آپکی خدمت میں حاضر ہو کر کہا "قاری صاحب! ایک بار پھر "اللہ جل جلالہ" اِسم ذات سننے کا شوق ہے۔ اس میں بلا کی کشش اور عجیب کیف و سرور تھا"۔

حضرت شیخ الجامع مولانا غلام محمد گھوٹویؒ

بابو جیؒ آپؒ پر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔ وہ حضرتِ اعلیٰؒ کے فیض یافتہ تھے، اپنے وقت کے بحر العلوم تھے۔ حضرت لالہ جیؒ اور حضرت شاہ عبدالحق صاحب کے انتہائی مشفق اُستاد تھے۔ شیخ الجامعؒ سے آپؒ کو شفقت و محبت کا اندازہ ان خطوط سے ہوتا ہے، جو آپؒ نے انکے نام لکھے ہیں، ہم اِنشاء اللہ آٹھویں باب میں حضرت بابو جیؒ کے خطوط کا حوالہ دیں گے جو آپؒ نے اپنے مخلصین اور متوسّلین کے نام لکھے۔ آپؒ بیس سال تک جامعہ عباسیہ بہاول پُور میں شیخ الجامع رہے، جامعہ کی عمارت میں غلام محمدؒ ہال اب تک ان کے نام سے منسوب ہے۔ نواب صاحب بہاولپور اور تمام زعماء نے آپؒ کی علمی صلاحیتوں کے باعث آپؒ کا بے حد اُحترام کیا۔ ان کے پوتے جی اے حق محمد چشتی

Marfat.com

صاحب نے ''فرمودات مسافر چند روزہ'' کے دیباچہ میں حضرت شیخ الجامع کے فضائل و کمالات کی تفصیل بیان کی ہے۔ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس دورِ قریب میں بھی ایسے بلند مرتبہ اور نابغہ روزگار لوگ ہو گزرے ہیں جن پر زمانہ ہمیشہ فخر کرتا رہے گا۔ حضرت شیخ الجامع کو اپنے شیخ سے گہری محبت کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ جب وہ چکوڑی شریف ضلع گجرات سے گولڑہ شریف حاضر ہوتے تو برہنہ پا سفر کرتے، راستے میں جو کانٹے چبھتے تھے، اسے نہیں نکالتے تھے، تاکہ وہ پاؤں میں خلش محسوس کرتے رہیں اور عشق و محبت میں اضافہ ہوتا رہے، حضور سیّدی شاہ عبدالحق صاحب فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرتِ اعلیٰؒ نے لنگر شریف سے حلوہ منگوا کر اپنے پاس رکھ لیا۔ لنگر کے خادم حیران تھے کہ آپؒ کس کے لیے حلوے کا اہتمام کر رہے ہیں۔ چنانچہ مولانا غلام محمد گھوٹویؒ تشریف لائے تو آپؒ نے انہیں کھلایا، گویا مُرید کی طرف سے عشق و فریفتگی عروج پر تھا تو شیخ کریم کی طرف سے شفقت و محبت بھی اپنے بلندی پر تھی۔ حضرت شیخ الجامعؒ کو یہ شعر بہت پسند تھا، گاہے گاہے پڑھتے رہتے تھے۔

ہم مسافر ہیں گھڑی پل کے گزر جائیں گے پار
تجھ کو اے موج! مبارک ہو یہ دریا تیرا

حضرت بابو جیؒ نے ان کے وصال پر گہرے رنج و غم کا اظہار فرمایا اور بہاول پُور شہر کے نواح میں آپؒ کا مقبرہ تعمیر کرایا۔ جب بھی آپ بہاول پُور تشریف لے جاتے تو شیخ الجامع کے مزار پر فاتحہ خوانی پر ضرور جاتے۔ یہی معمول لالہ جی صاحبان کا بھی ہے۔

مولانا محمد نعمت اللہ الہ آبادیؒ

مولانا محمد نعمت اللہ الہ آباد کے رہنے والے تھے، وہ ان جیّد علماء میں شمار ہوتے ہیں، جن کا تعلق آستانہ عالیہ مہریہ سے رہا ہے۔ ان کے اُستادِ گرامی علامہ منیر الدین احمد الہٰ آبادی کو یہ شرف حاصل تھا کہ وہ سیّد پیر مہر علی شاہؒ کے دستِ مبارک پر بیعت تھے اور ہر

Marfat.com

سال دورانِ ماہِ رمضان گولڑہ شریف میں قیام کرتے تھے۔ قبلہ بابو جیؒ انہیں بہت زیادہ پسند کرتے۔ ایک دفعہ حضرت بابو جیؒ ان سے ملاقات کی غرض سے الہٰ آباد گئے اور مدرسہ احیاء العلوم میں ٹھہرے، ان دنوں مولانا محمد نعمت اللہؒ حصولِ علم کے سلسلہ میں وہاں موجود، تھے حضرت بابو جیؒ کی ان سے ملاقات ہوئی جو بعد میں نہایت گہرے روابط و مراسم کی بنیاد ثابت ہوئی۔ بابو جیؒ نے ان سے اپنی ڈائری پر کچھ لکھنے کو فرمایا مولاناؒ نے یہ الفاظ تحریر کیے۔

''محمد نعمت اللہؒ جن کو بابو جیؒ نے عاشق کا لقب دیا''

جن دنوں حضرت سیّد پیر مہر علی شاہؒ اپنے اُستادِ محترم مولانا لطف اللہؒ سے ملاقات کے لئے علیگڑھ گئے تو ان مجالس میں مولانا محمد نعمت اللہؒ بھی شامل رہے۔ جب پیر صاحبؒ واپسی پر گاڑی میں سوار ہونے لگے تو مولاناؒ موصوف نے آپؒ کا دامانِ شفقت تھام کر عرض کیا'' میں طالب علم ہوں، کوئی وظیفہ بتائیں، جس سے ذہن کے تاریک گوشے روشن ہو جائیں'' مولانا محمد نعمت اللہؒ تحدیثِ نعمت کے طور پر اس امر کا تذکرہ کیا کرتے تھے کہ واقعی وہ وظیفہ میرے لئے نہایت گراں بہاں نعمت ثابت ہوا۔ کچھ عرصہ بعد مولانا محمد نعمت اللہؒ اپنے اُستادِ گرامی علامہ منیر الدّین احمد الہٰ آبادی کے ہمراہ گولڑہ شریف حاضر ہوئے اور حضرت سیّد پیر مہر علی شاہؒ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔

۱۹۳۸ء میں اجمیر شریف میں خواجہ غریب نوازؒ کے عرس پر قبلہ بابو جیؒ سے مولانا محمد نعمت اللہؒ کی ملاقات ہوگئی۔ قبلہ بابو جیؒ نے اپنی جیب سے بارہ سالہ پرانی ڈائری نکالی۔ وہ صفحہ جس پر مولانا کی تحریر موجود تھی کھول کر فرمانے لگے'' تم یہی ہو؟'' مولانا نے جواباً عرض کیا۔'' جی ہاں! میں یہی ہوں'' اس مجلس میں شیخ الجامع غلام محمد گھوٹویؒ، جناب محبوب عالم صاحب اور دیگر خواص موجود تھے، ان سے مخاطب ہو کر قبلہ بابو جیؒ نے فرمایا'' مجھے میرا لنگوٹیا یار مل گیا۔''

Marfat.com

حضرت بابو جیؒ کی مرضی کے مطابق ۱۹۳۹ء میں مولانا محمد نعمت اللہؒ مع اہل و عیال گولڑہ شریف منتقل ہو گئے اور درس و تدریس اور افتاء کی ذمہ داری سنبھال لی۔ قبلہ بابو جیؒ ازراہِ شفقت مولاناؒ سے فرمایا کرتے تھے۔ "آپ مجھ سے تعلق کی تین زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں، اوّلاً آپ اعلیٰ حضرتؒ کے مُرید ہیں، ثانیاً جن علماء سے اعلیٰ حضرتؒ نے علم حاصل کیا آپ بھی ان سے مستفید ہیں، ثالثاً آپ سے میرا ذاتی تعلق بھی ہے"۔ قبلہ بابو جیؒ حج کے ایک سفر پر مولانا محمد نعمت اللہ کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ اس کے علاوہ مولاناؒ کو اکثر بابو جیؒ کی ہمسفری کا شرف حاصل رہا۔ بابو جیؒ انہیں فرمایا کرتے تھے "آپ سے میری رفاقت صرف دنیا تک محدود نہیں بلکہ آخرت میں بھی ہو گی"۔ مولاناؒ نہایت خوش الحان قاری تھے۔ مثنوی مولانا رُومؒ نہایت پُر اثر انداز میں پڑھا کرتے۔ انہیں اُردو، فارسی اور عربی زبانوں پر مکمل عبور حاصل تھا۔ وہ ان زبانوں میں نہایت عمدہ اور برجستہ اشعار کہا کرتے۔ قبلہ بابو جیؒ کے دونوں فرزند جب بھی چھٹیوں میں بہاول پور سے گولڑہ شریف آتے تو مولاناؒ ان دونوں کو علومِ دینی کا درس دیا کرتے۔

مولانا محمد نعمت اللہ کا نمونہ شعر ملاحظہ ہو۔

نثارِ ابروئے آقائے گولڑہ ہونا ‏ ‏ ‏ ہے تاجدارِ مدینہ سے عشق کا ہونا
تمہیں ہو کشتیِ بے کس کی ناخدائی کو ‏ ‏ ‏ تمہیں کو آتا ہے ایسوں کا ناخدا ہونا

"مثنوی مار" میں بھی آپؒ کا نتیجہ فکر ہے۔ یہ مثنوی مولاناؒ نے حضرت بابو جیؒ کی ارشاد پر اُردو زبان میں منظوم کی تھی۔ جو مولانا رُومؒ کی مثنوی معنوی کے ہم وزن ہے اور ایک سو تین اشعار پر مشتمل ہے اس مثنوی کی تخلیق کا محرّک "دو سانپوں کی ہلاکت" ہے۔ یہ واقعہ مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

۱۶ مئی ۱۹۴۳ء کو قبلہ بابو جیؒ مع لالہ جی صاحبان اور حاجی محبوب صاحب قوال تانگے پر راولپنڈی سے واپس گولڑہ جا رہے تھے، قبلہ بابو جیؒ اور سیّد غلام معین الدّین

Marfat.com

گیلانی" ٹانگے کی اَگلی نشست پر تھے۔قریشی کوچوان ساتھ بیٹھا تھا۔پچھلی نشست پر شاہ عبدالحق گیلانی مدظلہ العالی اور حاجی محبوب صاحب قوال تھے،عبدالعزیز میرے والا سائیکل پر ساتھ ساتھ جارہا تھا۔کیٹوں کی گاڑ کے مقام پر نمازِ مغرب اَدا کی گئی۔کچھ آگے بڑھے ہی تھے کہ ایک سانپ نظر آیا۔ٹانگے سے دونوں صاحبزادگان مع قریشی کوچوان نیچے اُترے۔انہوں نے سانپ پر پتھر برسانے شروع کر کیئے۔جو زخموں کی تاب نہ لاکر مرگیا۔اسکی نعش سڑک کے کنارے ایک جھاڑی میں ڈال دی گئی۔اس کے بعد قبلہ بابو جیؒ کی طبیعت پر شدید کسک اور دُکھ مسلط ہوگیا،آپؒ کے خیالوں میں اُداسی اور اضطراب نے ڈیرے ڈال دیئے۔آپؒ فرماتے تھے" اس سانپ کا ساتھی ضرور ہوگا،وہ اس سے جدا ہوگیا۔ہجر وفراق کی شِدّتِ غم سے اس کا ساتھی یقیناً دُکھی اور الم زدہ ہوگا،ہمیں اسے مارنا نہیں چاہیے تھا۔دوسرے روز حسبِ معمول ٹانگے پر جاتے ہوئے اسی مقام سے ایک فرلانگ دور ویسا ہی ایک سانپ دکھائی دیا۔پتھروں کی بوچھاڑ سے اسے بھی ہلاک کردیا گیا اور اپنا سفر جاری رکھا۔حضرت بابو جیؒ کے غم اور دُکھ میں اضافہ ہوگیا۔وہ کل کی نسبت آج زیادہ مضطرب اور بے چین تھے۔آپؒ کی خواہش تھی ان دونوں سانپوں کو اکٹھا دفن کیا جائے۔حضرت بابو جیؒ بار بار دُکھ بھرے لہجے میں اس خیال کا اظہار فرماتے کہ یہ ہلاکت ان دو جانداروں کی جدائی کا باعث بنی ہے۔اس اندھیرے میں جھاڑیوں میں پڑی سانپ کی نعش نکالنی دُشوار تھی۔یہ طے پایا کہ صبح محمد حیات جرنیل صاحب اور سیّد غلام معین الدّین گیلانی" ان دونوں نعشوں کو لے آئیں گے لیکن قبلہ بابو جیؒ کی طبیعت پر شدید رنج وغم کے اَثرات دیکھ کر قریشی کوچوان،محمد اکرم صاحب میرے والا،محمد دین ہالی اور حافظ اللہ بخش ولد حافظ خدایار راتوں رات ٹارچ کی مدد سے دونوں نعشیں گولڑہ شریف لے آئے اور حضرت سیّد غلام معین الدّین گیلانی" اَلمعروف لالہ جی کو مطلع کیا۔علی الصبح لالہ جیؒ نے حضرت بابو جیؒ کو بتایا کہ رات ایک بجے سانپوں کی نعشیں پہنچ گئی تھیں۔آپؒ

Marfat.com

نے فرمایا مجلس کے بعد دونوں کو دفن کیا جائے گا، مجلس کے بعد قبلہ بابوجیؒ تشریف لائے اور اُنکی موجودگی میں سانپوں کی دونوں نعشیں یکجا گڑھے میں دفن کر دی گئیں۔ ''مثنوی مار'' کے چند اشعار بطورِ نمونہ درج کئے جاتے ہیں۔

حمد اس خلّاقِ خلقت کے لئے — سب سنایا جس نے الفت کے لئے
بعد اس کے عرض ہے اک مثنوی — بر طریقِ مولویِ معنوی
گولڑہ پنڈی کے وسطِ راہ میں — سانپ تھا تانگے کے جولا نگاہ میں
تھا جدھر وہ لوگوں نے جا کر ادھر — مار ڈالا اس کو پتھر مار کر
جب نہ ہمراہی کے وہ پہنچا قریں — ڈھونڈنے وہ اس وقت نکلا وہ حزیں
ساری دنیا اس کے دل پر سرد تھی — خوفِ مہجوری میں صورت زرد تھی
واہ رے اے عشق تجھ کو مرحبا — سانپ کے بھی دل میں تُو گھر کر گیا
جانور بھی عشق سے خالی نہیں — عشق ہو گر خوفِ پامالی نہیں
ختم کرتے ہیں دُعا پر مثنوی — یا خدا ہم سب کو دے عشقِ نبیؐ

یہ اشعار بھی حضرت مولانا محمد نعمت اللہؒ کے ہیں

عظمت ہے عجب بسملہ کی دین میں واللہ — دیباچہ قرآں کا ملا ہے شرف و جاہ
اعداد کو ہم پلہ کی تھی فکر کہ ناگاہ — نعمت نے کہا سیّدنا مہر علی شاہ
(۷۸۶)

حضرت علامہ مولانا عبدالغفور ہزارویؒ

حضرت علامہ مولانا عبدالغفور ہزارویؒ علاقہ ہزارہ کے اس علمی گھرانہ کے چشم و چراغ تھے، جو کئی پشتوں سے علم اور تصوّف میں ممتاز مقام رکھتا تھا۔ ''مہرِ منیر'' میں ایک واقعہ درج ہے کہ مولاناؒ کے جدِّ امجد منطق کی مشہور کتاب ''قاضی مبارک'' پڑھانے میں بہت شہرت رکھتے تھے، ایک دفعہ ان کے سامنے ہمارے حضرتِ اعلیٰؒ نے ''قاضی

Marfat.com

مبارک'' کا درس دیا تو انہوں نے برجستہ عرض کیا کہ پہلے میں سمجھتا تھا اس کتاب کا پڑھنا مجھ پر ختم ہے لیکن آج یہ حقیقت واضح ہوئی کہ یہ کتاب پڑھانا صرف آپکا حق ہے، آئندہ جو طالب علم مجھ سے ''قاضی مبارک'' پڑھنے آئے گا آپ کی خدمت میں بھیجا کروں گا۔

علامہ عبدالغفور ہزارویؒ نے ابتدائی کتب اپنے والدِ محترم سے پڑھیں۔ پھر بھوئی گاڑاں میں مزید تکمیل فرمائی، وہیں پر جب آفتابِ رُشد وہدایت سیّدنا مہر علی شاہؒ تشریف لائے تو دل میں کشش پیدا ہوئی کہ گولڑہ شریف حاضر ہو کر آپؒ سے دُعا بھی حاصل کروں اور شرفِ تلمذ بھی، حضرتِ اعلیٰؒ نے آپؒ کو ''ملا حسن'' کے چند اسباق پڑھائے اور پھر فرمایا ''جاؤ میاں اللہ تعالیٰ تمہیں بڑا مولوی بنائے'' مولانا صاحبؒ فرماتے تھے کہ آپؒ کے اس جملہ سے دل کو بڑی تسکین ہوئی، جب معقولات، منقولات کی تکمیل کر چکا تو دستارِ فضیلت کی خاطر ہندوستان کا سفر کیا، اس وقت حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ کے صاحبزادے حجۃ الاسلام حامد رضا خانؒ، شیخ الحدیث تھے اور مسند ارشاد پر متمکن تھے، جنہوں نے ان کی قابلیت کی بہت تعریف کی۔ علامہ ہزارویؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ حضرت غوث زماں سیّدنا مہر علی شاہؒ کی زبان سے نکلے ہوئے جملے کا اثر تھا کہ بھوئی گاڑاں کے ایک طالب علم نے اپنے معاصرین کے دور میں شہرت و مقبولیت حاصل کی۔

آپؒ کو تدریس کے علاوہ فن خطابت میں بھی اعلیٰ مقام حاصل تھا۔ آپؒ کو یہ شرف حاصل رہا کہ درگاہِ غوثیہ مہریہؒ کی تمام تقریبات میں آپؒ وعظ کرتے رہے۔ ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۰ء کو آپ اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ ان کی وفات پر حضرت بابو جیؒ نے مع صاحبزادگان ان کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ مولانا ہزارویؒ کے بعد درگاہِ غوثیہ مہریہؒ کی تقریبات میں انکے فرزند مولانا محمد عبدالشکور ہزاروی کو خاص طور سے تقریر کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت سیّد پیر مہر علی شاہؒ کے دور سے لے کر اب تک منعقد تقاریب میں جو علماء مختلف دینی موضوعات پر تقاریر کر کے شرف یاب ہوئے یا اب ہو رہے ہیں،

Marfat.com

ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ مولانا محمد نعمت اللہ آبادیؒ، شیخ الجامع علامہ غلام محمد گھوٹویؒ، مولانا محب النبیؒ، مولانا عبدالغفور ہزارویؒ، مولانا فیض احمد فیضؒ، مولانا عبدالرزاقؒ، مولانا غلام مہر علی چشتیؒ، مولانا محمد عبدالشکور ہزاروی، مولانا جی۔اے۔حق محمد چشتی، مولانا محمد عمر (سابقہ خطیب جامع مسجد گولڑہ شریف)، مشتاق احمد چشتی (مؤلف کتاب ہذا)، مولانا محمد اشرف چشتی اور مولانا احمد حسن چشتی۔ تقریر کی ذیل میں ان تمام علماء کے ناموں کو یکجا کر دیا گیا ہے تاکہ عوام وخاص ان کی خدماتِ جلیلہ سے آگاہ رہیں۔

اُستاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی فیض احمد فیضؒ "مؤلف مہرِ منیر"

حضرت مولانا مفتی فیض احمد فیضؒ کی شخصیت کو علماء فضلاء کے حلقہ میں نہایت عزت واحترام کا مقام حاصل ہے۔ انہوں نے اپریل ۱۹۶۰ء میں آستانہِ عالیہ گولڑہ شریف پر حضرت بابو جیؒ کے ارشاد پر تدریس وافتاء اور خطابت کے فرائض سنبھالے، اس سے پہلے وہ اُستاذ العلماء مولانا مہر محمدؒ کے درس میں اعلیٰ منتہی کتابوں کی تدریس کرتے رہے۔ حضرت بابو جیؒ کے حسب ارشاد موضع پپلاں واقع ضلع میانوالی میں ایک طویل مدت تدریسی و تبلیغی خدمات سر انجام دیتے رہے۔ جب حضرت بابو جیؒ کے حتمی ارشاد پر مفتی صاحب نے آستانہ عالیہ گولڑہ شریف میں اپنی خدمات کا آغاز کیا تو اس وقت راقم الحروف درسِ نظامی کے آخری اسباق پڑھ رہا تھا۔ تفسیر بیضاوی، قاضی مبارک، مسلم الثبوت، میر زاہد امور عامہ، جامع ترمذی اور موطا امام مالک وغیرہ میرے زیر مطالعہ تھیں۔ مولوی محمد اشرف صاحب خطیب جہانیاں منڈی میرے ہم سبق تھے، مفتی فیض احمد فیضؒ نے ہمیں تمام اسباق بڑی محنت اور بالغ نظری سے پڑھائے۔ بحمدہ تعالیٰ راقم الحروف سالانہ امتحان میں اوّل رہا۔ ہمارے ممتحن علامہ عبدالحئی چشتیؒ پروفیسر جامعہ عباسیہ تھے۔ حضرت مفتی فیض احمد فیضؒ نے تدریس کے علاوہ خطابت اور افتاء کا مشکل کام بھی سنبھالا ہوا تھا، بعد میں حضرتِ اعلیٰؒ کی تصانیف کی طرف توجہ دی اور انہیں

Marfat.com

آسان انداز میں مرتب کیا۔ جہاں حاشیہ کی ضرورت تھی وہاں حاشیہ لکھا، جہاں ترجمہ کی ضرورت تھی وہاں ترجمہ کیا اور ہر کتاب کا مقدمہ اور دیباچہ لکھا۔ جس سے نفسِ کتاب کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولانا محمد غازیؒ کے بعد حضرتِ اعلیٰ" کی تصنیفات و تالیفات کی ترتیب و تدوین اور ترجمہ و تشریح کے سلسلے میں جو خدمات مفتی فیض احمد فیضؒ نے سرانجام دی ہیں، یہ انہی کا حصہ ہے۔ "ذٰلِکَ فَضلُ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاءُ" حضرتِ اعلیٰ" کا مجموعہ فتاویٰ کتابی شکل میں موجود نہیں تھا۔ آپ نے "فتاویٰ مہریہ" مرتب کیا۔ آپ کے "ملفوظات" فارسی زبان میں تھے اُردو خواں طبقہ ان سے محروم تھا۔ ان کا اُردو زبان میں ترجمہ کیا اور مشکل مقامات پر حواشی دیئے۔ "تصفیہ مابین سنی و شیعہ" کا مسودہ محض متفرق اوراق پر مشتمل تھا، اسے کتابی شکل دی اور یوں ایسی کتاب منظرِ عام پر آئی جس سے حضرتِ اعلیٰ" کا متعدل مسلک نصف النہار کی بلندی پر چمکنے لگا۔ مولانا صاحب کو حضرت بابو جیؒ کے ساتھ اکٹھے رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ کئی بار حج مبارک کی سعادت حاصل کی حضرت بابو جیؒ اپنے ساتھ مدینہ شریف لے گئے اور بغداد شریف کی حاضری سے مشرف کیا۔ علاوہ ازیں افغانستان کے سفر میں بھی آپ حضرت بابو جیؒ کے ہمراہ تھے۔ آستانہ عالیہ گولڑہ شریف باہر سے آنے والی اکابرِ علمی شخصیتوں کے لئے ہمیشہ باعثِ کشش رہا ہے۔ اس امر کی ضرورت تھی کہ ان اکابر کے سامنے حضرتِ اعلیٰ" کے مسلک اور حضرت بابو جیؒ کے مافی الضمیر کی ہو بہو ترجمانی کی جائے چنانچہ یہ مشکل کام حضرت مفتی موصوف نے بتائید ایزدی بطریق احسن سر انجام دیا۔

بالخصوص قبلہ مدنی صاحب، سیّد عبدالقادر گیلانی سفیرِ عراق اور نقیب الاشرف سیّد یوسف صاحب اور علامہ ساطع الجمیلیؒ کے ساتھ علمی مذاکروں میں مولاناؒ موصوف نے کمال مہارت کا مظاہرہ کیا اور انہیں حضرتِ اعلیٰ" کے مسلک سے خوب آگاہ کیا۔ افسوس کہ

Marfat.com

شوگر کے مرض اور دیگر عوارض سے مولانا صاحبؒ کی صحت بگڑ گئی اور آپؒ رحلت فرما گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکے درجات جنت الفردوس میں بلند فرمائے (آمین)۔ ان کا سب سے بڑا علمی کارنامہ ''مہرِ منیر'' کی تالیف ہے، جس میں حضرتِ اعلیٰؒ کے سوانح حیات اور مسلک کو بڑے عمدہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ جیّد علمائے کرام نے اس کی بہت تعریف کی ہے۔ مفتی صاحب کا یہ درخشاں کارنامہ ہمیشہ خراجِ تحسین وصول کرتا رہے گا۔ حضرت لالہ جیؒ اور حضرت شاہ عبدالحق گیلانی کے صاحبزادوں کو آپ سے شرفِ تلمذ حاصل ہے۔

مولانا سیّد احمدؒ

مولانا سیّد احمدؒ، مولانا مفتی فیض احمد فیضؒ کے دوسرے بھائی ہیں۔ ان کا شمار بلند پایہ فاضل مُدرّسین میں ہوتا تھا وہ آستانہ عالیہ گولڑہ شریف سے عاشقانہ نسبت رکھتے تھے ان کے شاگردوں میں بڑے بڑے فاضل علماء کے نام آتے ہیں۔ جب محکمہِ اُوقاف نے دربارِ عالیہ گولڑہ شریف کا انتظام عارضی طور پر سنبھالا تھا تو مولانا سیّد احمد صاحب نے اس وقت کے صدر اِسلامی جمہوریہ پاکستان اور گورنر پنجاب کو بڑے جرات مندانہ انداز میں للکارا اور جمعہ کے خطبہ میں متنبہ کیا کہ حضرت غوث پاک ﷺ کے آستانہ پر قبضہ کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ حکومت کو اپنے انجام سے باخبر رہنا چاہیے۔ مولانا موصوف ان دنوں موضع پپلاں کی جامع مسجد میں خطیب تھے۔ حضرت بابوجیؒ کو جب گولڑہ شریف میں ان کے اس خطاب کا علم ہوا تو آپ نے ان کے جذبہِ محبت کی داد دی لیکن ساتھ ہی فرمایا ''اس وقت ظالموں کا دور ہے، صبر و سکون سے کام لیں، اور کوئی ایسی بات نہ کہیں جس سے اربابِ حکومت اور زیادہ درپے آزار ہو جائیں''۔ درگاہ گولڑہ شریف میں جمعہ کے عظیم اجتماع میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ حضرت شاہ عبدالحق گیلانی نے دُعائے مغفرت فرمائی، یہ بات ان کی دلی نسبت اور محبت کی آئینہ دار ہے۔

Marfat.com

علامہ محمودؒ (پپلاں والے)

علامہ محمودؒ، حضرتِ اعلیٰؒ کے خصوصی فیض یافتہ تھے، وہ کئی کتابوں کے مصنف اور مؤلف تھے، میانوالی کے اطراف واکناف میں وہ مفتی کی حیثیت سے تسلیم کیے جاتے تھے۔ جب حضرتِ اعلیٰؒ سے مولوی حسین علیؒ بھچراں والے نے مناظرہ کیا تو وہ اس موقع پر موجود تھے۔ علامہ صاحب فرماتے تھے کہ حضرتِ اعلیٰؒ کے پہلے سوال پر ہی مولوی حسین علی یکسر لاجواب ہوگیا اور مارے ندامت کے اس نے سر جھکا دیا۔ آپ نے موضع پپلاں میں مدرسہ دینیہ محمودیہ کی بنیاد رکھی جس میں مولانا فیض احمد فیضؒ اور دیگر کئی علماء تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ حضرت علامہ صاحب کو فقہ و علومِ دینیہ کے علاوہ ریاضی، فلسفہ، حکمت، ہیئت، اقلیدس میں بھی مہارت تامہ حاصل تھی۔ بڑے بڑے علماء ان سے حصولِ علم کے لئے حاضری دیتے، ان کے تلامذہ میں جسٹس پیر کرم شاہؒ الازہری صاحب تفسیر ضیاء القرآن اور مولانا عطا محمد بندیالویؒ کے نام سرِ فہرست ہیں۔ انہوں نے وصال سے قبل حضرت بابوجیؒ کی خدمت میں عریضہ ارسال کیا، جس میں یہ شعر تحریر کیا۔

کششے کہ عشق دارد نگزاردت بدیں ساں
بجنازہ گر نیائی بمزار خواہی آمد

ترجمہ: (عشق میں جو کشش ہے وہ آپ کو اس حال میں نہیں چھوڑے گی، اگر تم میرے جنازہ پر نہیں آئے تو میرے مزار پر ضرور آؤ گے)۔ چنانچہ حضرت بابوجیؒ ان کے مزار پر تشریف لے گئے۔

مولانا محمد حسین شوق صاحب

علامہ محمودؒ کے فرزند مولانا محمد حسین شوق صاحب بہت بڑے عالم اور مفتی تھے، اپنے والد بزرگوار کی طرح کئی کتابوں کے مصنف اور مؤلف تھے۔ انہیں حضرتِ اعلیٰؒ

Marfat.com

سے شرفِ بیعت حاصل تھا، حضرت بابو جیؒ بھی ان پر شفقت فرماتے تھے۔ انہوں نے اپنے والد مرحوم کی قائم کردہ درسگاہ محمودیہ کو شبانہ روز محنت سے ترقی کی راہ پر ڈالا اس درسگاہ سے متعدد نامور علماء دولتِ علم سے بہرہ ور ہوئے۔ راقم الحروف کو بھی اس درسگاہ کا طالب علم ہونے کا شرف حاصل ہے۔

اُستاذ العلماء حضرت علامہ عطا محمد بندیالویؒ

حضرت مولانا عطا محمد بندیالویؒ گولڑہ شریف سے بیعت کی نسبت اور عقیدت رکھتے تھے پہلے حضرتِ اعلیٰؒ سے بیعت تھے پھر ۱۹۴۸ء میں بغداد شریف کے سفر کے دوران حضور غوث پاکؓ کے مزار پر بڑے اصرار کے ساتھ حضرت بابو جیؒ کی بیعت کی۔ مولانا بہت بڑے فاضل مُدرّس تھے اگرچہ ہمیں ان سے شرفِ تلمذ حاصل نہیں لیکن ان کے اسباق سنے ہیں، وہ بڑی محنت سے پڑھاتے تھے۔ اس دور میں ان جیسے محنتی مدرّس نہیں ملتے۔ انہوں نے مُدرِسین کی بہت بڑی جماعت تیار کی اور بہت سے مدارس میں تدریسی کی خدمات سرانجام دیں۔ ایک سال جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف میں بھی پڑھایا لیکن انکی تدریس کے زیادہ جوہر بندیال میں کھلے، اس لیے وہ بندیالوی کے لقب سے مشہور ہوئے۔ جن مسائل میں انکی رائے مختلف ہوتی وہ شدت کیساتھ اس پر قائم رہتے اور قطعاً نرمی یا جھکاؤ اختیار نہ کرتے، وہ حرمتِ تصویر کے قائل تھے۔ حضرت قبلہ بابو جیؒ کے ساتھ بغداد شریف گئے۔ تو اسی موقف پر قائم رہے اور تصویر نہ کھچوائی۔ آخر حضرت بابو جیؒ کی خصوصی شفقت سے قانونی زد سے بچ گئے اور تصویر سے مستثنیٰ قرار دیے گئے۔ افطارِ صوم میں وہ قدرے تاخیر کے قائل تھے اور اس پر مصر رہے۔ رؤیتِ ہلال کے مسئلہ پر بھی وہ اپنے مؤقف پر قائم رہے۔

بہرحال حضرت بابو جیؒ قبلہ ان پر شفقت فرماتے تھے۔ ان کے ایک فرزند کا وصال ہوا تو حضرت بابو جیؒ گولڑہ شریف سے ان کے گاؤں پیل پدھراڑ، رات کے اندھیرے

Marfat.com

میں پہنچے اور بڑی مشکل سے انکے گھر کا راستہ معلوم کیا، حضرت بابوجیؒ کی علماء کے ساتھ شفقتیں محبت فی اللہ والرسول ﷺ کی مظہر ہوا کرتی تھیں۔ حضرت مولانا کا وصال ہو چکا ہے، وہ نہایت اعلیٰ مدرّس اور محقق عالم تھے۔ بلاشبہ اس قحط الرجال کے دور میں ان کا وجود غنیمت تھا۔

اُستاذ العلماء حضرت مولانا افضال الحق رامپوریؒ

مدرسہ عالیہ رامپور کے پرنسپل حضرت مولانا فضل حق رامپوریؒ بہت بڑے عالم تھے، وہ ہمارے حضرتِ اعلیٰ" کی علمی عظمت کے قائل تھے۔ فرماتے تھے سیّدنا پیر مہر علی شاہؒ کی بہت بڑی کرامتیں سنی ہیں مگر میں تو اس دماغ کا شیدائی ہوں، جس سے "سیفِ چشتیہ" منظرِ عام پر آئی۔ انہوں نے اپنے عالم و فاضل صاحبزادے مولانا افضال الحق رامپوری کو گولڑہ شریف سے بیعت کرایا۔ حضرتِ اعلیٰ" نے ان کو بیعت کرتے ہوئے فرمایا کہ" بظاہر یہ اس عاجز مسکین کا ہاتھ ہے' لیکن بباطن رسولِ پاک ﷺ کا ہاتھ ہے"۔ بڑے مولانا صاحب خود بھی بیعت کے متمنی ہوئے مگر آپ نے انکی پیرانہ سالی کے باعث فرمایا، وہ سفر نہ کریں، میں یہیں سے انہیں وظائف کی اجازت دیتا ہوں۔ حضرت بابوجیؒ مولانا افضال الحق رامپوریؒ کو اکثر ساتھ رکھتے تھے۔

اُستاذ العلماء حضرت مولانا محبّ النبیؒ

حضرت مولانا محبّ النبیؒ جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف میں صدر مدرّس اور مفتی رہے ہیں، حضرت بابوجیؒ آپ کا بہت احترام کرتے تھے کیونکہ آپ کے جدّ امجد حضرت مولانا محمد شفیعؒ، حضرتِ اعلیٰ" کے اُستاد تھے، مولانا محبّ النبیؒ سے کافی علماء نے استفادہ کیا۔ جن میں مولانا عطا محمد بندیالویؒ، مولانا عبدالغفور ہزارویؒ، حضرت شاہ عبدالحق گیلانی دامت برکاتہم اور مولانا حسین الدّین شاہؒ ناظم اعلیٰ ضیاء العلوم راولپنڈی آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ مولانا مرحوم کو حضرتِ اعلیٰ" سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ مولانا نے فلسفہ

Marfat.com

حکمت کی درجہِ منتہی کی کتابیں نیز فتوحاتِ مکیہ اور فصوص الحکم حضرتِ اعلیٰؒ سے پڑھی تھیں۔ آپ کے بھائی مولانا فرید الدّین بھی بہت بڑے فاضل مُدرّس تھے، انہوں نے بھی کئی سال گولڑہ شریف میں تدریس کے فرائض انجام دیئے۔

مولانا عبدالرّازقؒ

مولانا عبدالرّازقؒ جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف میں متعدد سال بطورِ مُدرّس اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ کو مثنوی مولانا رومؒ کی تشریح پر کامل عبور حاصل تھا۔ وہ نہایت مؤثر انداز میں مثنوی شریف کے اشعار پڑھتے تھے۔ جنہیں سُن کر حضرت بابو جیؒ کی طبیعت پر رقّت انگیز اثر ہوتا۔ انہوں نے مولانا عبدالغفور ہزارویؒ کے ساتھ بریلی شریف سے سند حدیث حاصل کی۔ کئی سال تک جامعہ غوثیہ وزیر آباد میں دورہ تفسیر قرآن میں، تفسیر و تشریح کا مقدس فریضہ ادا کرتے رہے۔ حضرت بابو جیؒ کے جسدِ مبارک کو غسل دینے میں آپ بھی شامل تھے۔

حضرت مولانا محمد محرم علی چشتیؒ

حضرت مولانا محمد محرم علی چشتیؒ پہلے پیر مستان شاہ کابلیؒ کے مُرید تھے پھر حضرتِ اعلیٰؒ کے حلقہ اِرادت میں داخل ہوئے۔ مناظرہ لاہور اگست ۱۹۰۰ء کے موقع پر بڑی مستعدی سے علمی خدمات سرانجام دیں اور حضرتِ اعلیٰؒ کی بارگاہ میں حاضر رہے، ان کی استدعا پر حضرتِ اعلیٰؒ نے انجمن نعمانیہ لاہور کے جلسے سے خطاب بھی فرمایا۔ متاثر ہو کر مولانا وصی احمد محدث سورتیؒ نے کہا کہ ”یہ علمِ لدنّی کی شان ہے“۔ خطبہ تو علماء کے اذہان سے برتر تھا مگر تقریر عام فہم اور اُردو خواں طبقے کی سمجھ میں آنیوالی تھی، انہوں نے مقالہ ”گومگو“ لکھا جس میں نیچریت اور عصرِ حاضر کے فتنوں کی تردید کی، حضرتِ اعلیٰؒ بہت خوش ہوئے۔ اسی سے متاثر ہو کر آپ نے ”مثنوی گومگو“ لکھی جو ایک علمی شاہکار ہے، اس میں کچھ اشعار مثنوی مولانا رُوم سے بھی ہیں، مثنوی کا آغاز یُوں ہوتا ہے۔

Marfat.com

مرحبا اے بلبلِ بُستانِ چشت　　　باز گو از گو مگو آں سر نوشت

حضرت مولانا سیّد محمود شاہ علی گڑھیؒ

حضرت مولانا سیّد محمود شاہؒ قبلہ، اُستاذ العلماء مولانا لطف اللہ علی گڑھیؒ کے شاگرد تھے، انکے مدرسہ علی گڑھ میں مدرّس بھی رہے، پھر راولپنڈی آگئے۔ گولڑہ شریف میں اسباق پڑھاتے رہے اور پُرانے قلعہ میں امامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے، حضرت سیّدی شاہ عبدالحق گیلانی نے آپؒ سے حدیث کی بعض کتابیں پڑھیں۔ بہت بڑے صالح، متقی، صاحبِ نسبت اور متواضع عالمِ دین تھے۔ حضرت بابوجیؒ ان کا بہت احترام کرتے تھے۔

مولانا قائم علی چشتی فاضل لاہوریؒ

آپ نے گولڑہ شریف میں حضرتِ اعلیٰؒ سے استفادہ کیا، مولانا محرم علی چشتی کے صاحبزادے تھے، پہلے انتہائی غبی شمار ہوتے تھے مگر حضرتِ اعلیٰؒ کی برکت سے فاضل لاہوری مشہور ہوئے۔

حضرت علامہ مولانا عبدالحی چشتی بہاولپوریؒ

آپ شیخ الجامع حضرت مولانا غلام محمد گھوٹویؒ کے فرزند تھے اور حضرت بابوجیؒ کے فیض یافتہ تھے، آپ بہت قابل مدرّس شیخ الفقہ اور شیخ الحدیث تھے، گرمیوں کی تعطیلات میں گولڑہ شریف قیام کیا کرتے۔ علمی شغل کے ساتھ سماع سے بھی خاص لگاؤ رکھتے تھے اور محفلِ سماع میں بڑے ذوق شوق کے ساتھ قوال حضرات کو داد دیا کرتے تھے۔ ۱۹۸۲ء میں راولپنڈی میں انتقال فرمایا اور گولڑہ پاک میں مدفون ہوئے (تجلیات مہرِ انور)

حضرت مولانا عبدالرحمٰن بنگویؒ رمولانا عبدالحق سسرالویؒ

حضرت مولانا عبدالرحمٰن بنگویؒ کو یہ سعادت حاصل ہے کہ انہوں نے "تحقیق الحق

Marfat.com

شریف'' کا اُردو ترجمہ کیا، مولانا عبدالحق سسرالوی ''ملفوظاتِ مہریہ'' حصہ دوم کے مؤلف اور جامع تھے۔

حضرت مولانا فتح محمدؒ

آپؒ نے متوسط تعلیم مولانا یار محمد بندیالویؒ سے حاصل کی پھر حضرت شیخ الجامعؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فاضل فارسی، فاضل عربی اور دورۂ حدیث کی تکمیل کی، آپ نے حضرتِ اعلیٰؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ حضرت بابوجیؒ نے انہیں دیوان سیّد محمدؒ کے صاحبزادے غلام قطب الدّینؒ کا اُستاد مقرر کیا، آپ ۱۹۴۲ء میں راولپنڈی میں رہائش پذیر ہوگئے۔ صاحبزادہ سیّد غلام نصیر الدّین نصیر گیلانیؒ نے بیشتر دینی کتب ان سے پڑھیں اور ان کی رہنمائی میں فاضل فارسی کا امتحان پاس کیا۔ مولانا فتح محمد صاحب نے راولپنڈی میں انتقال کیا اور گولڑہ شریف میں مدفون ہوئے۔

حضرت مولانا گل فقیر احمد پشاوریؒ

آپؒ جوانی میں حضورِ اعلیٰؒ کے بیعت ہوئے اور آپؒ سے تصوّف کی آخری کتابیں پڑھیں، آپؒ نے ''ملفوظاتِ مہریہ حصہ اوّل'' مرتب کیا۔ وہ روزانہ حضرت بابوجیؒ کی خدمت میں عریضہ لکھتے جو تصوّف کے مضامین پر مشتمل ہوتا۔ اب ان کے صاحبزادے مولانا بشیر احمد صاحب جامع مسجد قصہ خوانی بازار پشاور میں خطابت کی خدمات سرانجام دیتے ہیں اور گولڑہ شریف حاضری دیتے ہیں۔ بڑے عُرس شریف کے موقع پر ان کے احباب کی ایک جماعت ''اَللّٰہ ھُو'' کا ذکر کرتی ہے، جس سے پوری مجلس پر ذوق وشوق کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔

حضرت مولانا علامہ شیر دلؒ

آپؒ ضلع میانوالی کے نواحی علاقے سے تعلق رکھتے تھے، حضورِ اعلیٰؒ کے خصوصی فیض یافتہ اور حضرت کی طرف سے زائرین کو تعویذات دینے پر مامور تھے۔ ان کے صاحبزادے

Marfat.com

مولانا شیر زمان صاحب بھی آستانہ عالیہ گولڑہ شریف سے دلی عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت بابو جیؒ ان کے والد کی نسبت سے ان پر انتہائی شفقت فرماتے تھے۔

حضرت مولانا غلام محمد پشاوریؒ

حضرت مولانا غلام محمد پشاوریؒ مدرسہ عالیہ گولڑہ شریف میں مدرّس، خطیب اور قاری کے منصب پر کام کرتے رہے ہیں، انہیں یہ شرف حاصل ہے کہ آفتابِ ولایت سیّدنا پیر مہر علی شاہؒ کی نماز جنازہ انہوں نے پڑھائی تھی۔ وہ فتویٰ نویسی میں خاص مہارت رکھتے تھے، انہیں علم تجوید وقرات میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ وہ حضرتِ اعلیٰؒ کے خاص الخاص نیاز مندوں میں شمار ہوتے تھے۔ وہ نہایت دل افروز انداز میں قرات کیا کرتے تھے۔ عرصہ دراز تک جامع مسجد غوثیہ گولڑہ شریف امامت کے فرائض انجام دیتے رہے۔

حضرت مولانا مفتی غلام مرتضٰی میانویؒ

حضرت مولانا مفتی مرتضٰی میانوی، میانی تحصیل ملکوال کے رہنے والے تھے، بہت بڑے مفتی اور فاضل مدرّس تھے، حضرتِ اعلیٰؒ ان پر شفقت فرماتے تھے، ایک فارسی نظم میں حضورِ اعلیٰؒ فرماتے ہیں۔

مخلصی فی اللہ غلام مرتضٰیؒ — از شرارت کو رباطن قد نجا

آرے آناں کہ غلامِ حیدرؓ اند — از دل و جاں شاں رہین صفدرؓ اند

ترجمہ: (میرا مخلص فی اللہ غلام مرتضٰی، دل کے اندھے کی شرارت سے بچ گیا، وہ حضرت علیؓ کے غلام ہیں اور دل وجان سے ان کے مرہونِ منت ہیں)۔

آپؒ جامعہ نعمانیہ لاہور میں چودہ سال صدر المدرسین کے عہدے پر فائز رہے، مولانا شاہ حسین گردیزی لکھتے ہیں کہ ۱۰ محرم ۱۳۴۶ھ کو نمازِ ظہر کے بعد اپنے گاؤں میں واصل باللہ ہوئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ ہزاروں افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ (تجلیاتِ مہر انور۔ صفحہ: ۶۹۷)

Marfat.com

انہوں نے حضرتِ اعلیٰؒ کی معیت میں ردِ قادیانیت کے سلسلہ میں گراں مایہ خدمات انجام دیں۔

قاضی عبدالرحیم وسنالویؒ

ضلع چکوال کے گاؤں وسنال کے قاضی عبدالرحیمؒ اپنے دور کے نامور علماء میں شمار ہوتے تھے، وہ حضرت سیّد پیر مہر علی شاہؒ کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے تھے۔ شیخ الجامع مولانا غلام محمد گھوٹویؒ فرماتے تھے کہ قاضی صاحب موصوف معقولات کی منتہی درجہ کی کتب اس آسانی اور روانی سے پڑھاتے تھے گویا نظم فارسی کی ابتدائی کتاب کریما کا درس دے رہے ہیں۔ شیخ سے ان کی عقیدت کا یہ عالم تھا کہ قاضی صاحب اپنے گاؤں سے سو میل کی مسافت پیدل طے کر کے گولڑہ شریف حاضری دیتے۔

قاضی سراج الدّینؒ

قاضی سراج الدّینؒ، قاضی عبدالرحیم وسنالوی کے نواسے تھے۔ جو کہ گولڑہ شریف میں مدفون ہیں، گزشتہ نصف صدی سے آستانہ عالیہ گولڑہ شریف سے وابستہ رہے۔ قاضی صاحب موصوف جامع فتحیہ اچھرہ لاہور اور جامع حزبِ الاحناف کے فارغ التحصیل تھے۔ علومِ متداولہ میں مہارت رکھتے تھے اور بہت اچھے خطیب تھے۔ جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف میں آپ نے تقریباً ایک سال درس و تدریس کے فرائض انجام دیئے اور کتب خانہ آستانہ عالیہ کے ناظم کی حیثیت سے قابلِ قدر کام کیا۔ حضرت لالہ جیؒ آپ پر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔ مقاماتِ مقدسہ کے سفروں میں قاضی صاحبؒ حضرت لالہ جی صاحبان کے ساتھ کئی بار ہمرکاب رہے۔ ۲۰۰۶ء میں آپ کا انتقال ہوا۔

حضرت مولانا قطب الدّین کمر مشانیؒ

حضرت مولانا قطب الدّین صاحبؒ، حضورِ اعلیٰؒ کے نیاز مندوں میں سے تھے۔

Marfat.com

حضرت بابو جیؒ سے گہری عقیدت رکھتے تھے، کمر مشانی ضلع میانوالی کے رہنے والے تھے، بعد میں دریا خان منتقل ہو گئے، جامعہ عباسیہ میں حضرت شیخ الجامع گھوٹویؒ سے کتابیں پڑھیں، وہ اپنے اُستاد کے جان نثار خدمت گزار تھے۔ وہ کافی عرصہ مزار شریف پر تعویذات دیتے رہے اور عرس کی مجالس میں لوگوں کو ان کے حسبِ مرتبہ بٹھاتے رہے، وہ آستانۂ عالیہ گولڑہ شریف میں آسودۂ خاک ہیں۔

حضرت مولانا اللہ بخش مٹھیالویؒ

حضرت اللہ بخش مٹھیالویؒ، حضرتِ اعلیٰؒ سے بیعت تھے، حضرت بابو جیؒ سے گہری عقیدت رکھتے تھے، جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف میں مُدرّس رہے، فارسی نظم سے مولانا کا گہرا شغف تھا، دُرود شریف کثرت سے پڑھتے تھے۔ جامع مسجد گولڑہ شریف میں کافی عرصہ امامت کے فرائض انجام دیئے۔ سیّد غلام معین الحق شاہ گیلانی اور سیّد غلام جلال الدّین شاہ گیلانی نے ان سے فارسی کی کتابیں پڑھیں۔ وہ حضرت بابو جیؒ کے جسدِ پاک کو آخری غسل دینے میں شریک تھے، وہ گولڑہ شریف میں مدفون ہیں۔

مولانا خدا بخش مٹھیالویؒ

مولانا خدا بخش مٹھیالویؒ بھی مولانا اللہ بخش مٹھیالویؒ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ تحریکِ ختمِ نبوّت میں جوش و خروش سے حصّہ لیا، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف میں مدرّس رہے اور امامت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اٹک میں خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے ان کا وصال اٹک میں ہوا۔ مولانا موصوف حضرت لالہ جیؒ کے ساتھ جامعہ عباسیہ بہاولپور میں زیرِ تعلیم رہے۔

حضرت مولانا محمد فاضل چشتی گولڑویؒ

حضرت مولانا محمد فاضل چشتی گولڑویؒ، گوجر خان سے تعلق رکھتے تھے "حزب الاحناف" سے سندِ حدیث حاصل کی پھر حضرت کی غلامی میں آگئے اور تمام عمر آستانۂ عالیہ

Marfat.com

پر گزار دی۔ کتب خانہ کے ناظم اور ڈاک کے معتمد تھے۔ بہت زندہ دل اور بذلہ سنج انسان تھے۔ آپ حضرتِ اعلیٰ اور حضرت بابو جیؒ کے مسلک وعقیدہ پر عمر بھر سختی سے پابند رہے۔ ان حضرات کے مسلک سے ہٹ کر ذرا سی بات سنتے تو سخت برہمی کا اظہار کرتے۔

مولوی غلام نبیؒ (گوجر خان)

مولوی غلام نبی بن مولانا امام الدینؒ محلہ جھنڈا شہر گوجر خان ضلع راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ اپنے والدِ ماجد اور عم مکرّم مولانا نظام الدینؒ سے علومِ دینیہ کی تحصیل کی۔ تصوّف کی شہرہ آفاق کتاب فصوص الحکم حضرت پیر سیّد مہر علی شاہؒ سے پڑھی۔ آپ محکمہ ڈاک میں ملازم تھے اور جامع مسجد گوجر خان میں خطابت کے فرائض سر انجام دیتے تھے آپؒ کو اپنے مُرشدِ طریقت حضرت مجددؒ گولڑویؒ سے والہانہ محبت تھی۔ مولوی صاحبؒ ہر اتوار کو ہر حالت میں گولڑہ شریف حاضری دیتے۔ حضرت بابو جیؒ آپؒ پر خصوصی شفقت کی نظر فرماتے تھے۔ آپؒ نے ۱۹۸۰ء میں انتقال فرمایا اور آبائی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

اصل چیز شیخ سے اخلاص ومحبت اور دلی نسبت ہے، اللہ تعالیٰ اسے قائم و دائم رکھے، یہ حقیقت ہے کہ کسی آستانہ سے اتنے کثیر تعداد میں جید علماء کا تعلق نہیں جتنا کہ آستانہ عالیہ گولڑہ شریف سے ہے۔

Marfat.com

فصلِ سوم

معاصرین رؤساء وامراء اور والیانِ ریاست

رؤساء وامراء اور والیانِ ریاست

حضرت بابوجیؒ نے اپنے والدِ گرامیؒ کے مسلک کے مطابق امراء ورؤساء سے اس لیے تعلق رکھا کہ انکی اصلاح ہو جائے اور وہ دین کے پابند ہو جائیں نیز خلقِ خدا کی خدمت کریں۔ بحمدہٖ تعالیٰ آپکو کسی اُمیر، رئیس سے احتیاج نہیں رہا بلکہ مملکت برطانیہ سے بھی مستغنی رہے اور ۱۹۱۱ء میں جارج پنجم کی تاجپوشی کے موقع پر دہلی جانے اور سلامی دینے سے انکار کر دیا۔ سیّدنا مہر علی شاہؒ اور حضرت بابوجیؒ کا مشرب حافظ شیرازیؒ کے اس شعر کے عین مطابق تھا۔

ز بادشاہ و گدا فارغم بحمد اللہ جل جلالہ   گدائے خاکِ درِ دوست بادشاہِ من است

ترجمہ: (خدا جل جلالہ کی حمد ہے کہ میں بادشاہ اور گدا سے فارغ ہوں، دوست کے دروازے کا گدا میرا بادشاہ ہے)۔

برطانوی گورنمنٹ کا منشا تھا کہ وہ چار سو مربع نہری اُراضی لنگر کے اخراجات کیلئے دے مگر آپؒ نے فرمایا مشرق سے مغرب تک ہمارے غوث اُعظم رضی اللہ عنہ کی جاگیر ہے۔ اور انہوں نے ہمیں یہ عطا فرمائی ہے۔ ہمیں کسی اور سے جاگیر لینے کی ضرورت نہیں ہے کیوں نہ ہو آپ "غوث اُعظم رضی اللہ عنہ" کے فرزند تھے۔ جنہوں نے سلطان سنجر کو یوں جواب دیا تھا:

چوں چترِ سنجری رخِ بختم سیاہ باد   یک ذرہ گر بود ہوسِ ملکِ سنجرم

زاں روز یافتم خبر از ملکِ نیم شب   من ملکِ نیمروز بیک جو نمے خرم

ترجمہ: (سلطان سنجر کے سائبان کی طرح میرے بخت کا رخ سیاہ ہو۔ اگر ذرہ بھر بھی

Marfat.com

میرے دل میں سلطنت کی آرزو ہو۔ مجھے جس دن سے آدھی رات کی بادشاہی کی خبر ملی ہے۔میں نیمروز کی باشاہی کو ایک جو کے دانے کے عوض نہیں خریدتا)۔

کئی امراء اور نواب آپؒ سے متعلق رہے اور اس تعلق کے ذریعے انہوں نے اپنے دین کو بچا لیا۔آپؒ بھی خلقِ خدا سمجھ کر شفقت کرتے اور انہیں صراطِ مستقیم کی ہدایت فرماتے تھے۔ان امراء میں سر سکندر حیات خان صاحب، ملک عمر حیات خان صاحب، ملک خضر حیات خان ٹوانہ صاحب، نواب مشاق احمد گورمانی صاحب، نواب محمد حیات قریشی صاحب، دربند کے نواب اور انکے فرزند فرید خان صاحب اور خان گڑھ کے نواب عبداللہ خان صاحب کے نام نمایاں ہیں۔علاوہ ازیں پشاور سے سیٹھی کریم بخش صاحب اور سیٹھی حافظ عبدالرحیم صاحب مقربین خاص میں سے تھے۔غلام احمد قادیانی سے لاہور مناظرہ کے وقت سیٹھی کریم بخش صاحب حضرتِ اعلیٰؒ کے ہمرکاب تھے، حاجی امام بخش سوداگر چرم ملتان صاحب بھی اخلاص میں اُونچا مقام رکھتے تھے۔

حضرت بابوجیؒ نے سر سکندر حیات خان صاحب وزیرِ اعظم پنجاب کو ایک خط لکھا جس سے آپ کے اندازِ فکر کی وضاحت ہوتی ہے، خط کی اہمیت کے پیشِ نظر ہم اس کا پورا متن درج کر رہے ہیں۔

۷۸۶

لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلیٰ کُلِّ شیءٍ قَدِیْرٌ

صورت از بے صورتی آمد بروں　　　باز شُد انا الیہ راجعون

میرے مکرم و مہربان جناب سر سکندر حیات خان صاحب وَفَّقَکَ اللہُ لِمَا یُحِبُّ وَ یَرْضیٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، آپ کا اخلاص نامہ پہنچ کر کاشف مافیہا ہوا مہربانا! بفضلہٖ تعالیٰ وبعونہٖ تعالیٰ برائے تحفظِ اسلام و مذہب حقّہ بحسبِ استعدادِ خداداد، علاوہ دُعا گوخیر

Marfat.com

خواہ ہونے کے اور بوقتِ صدور حکم شریعہ محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کے، جان و مال بھی بلا قیل و قال نثار کرنے پر تیار ہوں، باقی رہا مسئلہ ما نحن فیہ کا سو اس کے متعلق کیا عرض کروں۔ ''اگر گویم مشکل گر نہ گویم مشکل'' والا معاملہ ہے۔ کیونکہ غریب مظلوم رعایا کہ جنکی کشتیاں مظلومیت و نا اتفاقی کے دریائے عمیق میں شب و روز ڈگمگا رہی ہیں، ان کی فریاد آپ تک پہنچائی جائے، تو بھی مجرم قرار دیا جاتا ہوں اور اگر موجب حکم آنجناب ان مظلوموں کو کہا جائے، تو وہ واویلا کرنے لگ جاتے ہیں، اب ایسے موقع پر نہایت ہی دِقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور بغیر حیرانگی و پریشانی کچھ نصیب نہیں ہوتا، اب کیا کیا جائے، تو اس وقت بغیر صبر و استقلال اور بغیر اس واحدِ حقیقی لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ کے کوئی جائے پناہ نظر نہیں آتی اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ، مہربان من! جس طرح آپ نے اپنے فرمان میں فرمایا ہے کہ ان کی صحیح رہنمائی کی جائے، اس صحیح رہنمائی کے تحت ہی میں آپ کو زور سے کہنے پر مجبور ہوں کہ جس مکان کی حفاظت آپ کرنا چاہتے ہیں اور خلقِ خدا کو بھی آمادہ کر رہے ہیں، سب سے پہلے اسکی بنیادیں، جو عرصہ دراز سے ظلم و تشدد، ناجائز اور ناانصافی کی وجہ سے کھوکھلی ہو گئی ہیں اور دن بدن ہوتی جا رہی ہیں، ان کا تدارک کیا جائے، کیونکہ یہ وہی امر ہے، جس کی وجہ سے اس مکان کا گرنا یقینی ہو جائیگا، چنانچہ ایسے موقع پر کسی عارف باللہ نے کیا ہی خوب نصیحت فرمائی۔

مدہ رخصت ظلم در ہیچ حال   کہ خورشید ملکت نیابد زوال

ترجمہ: (کسی حال میں ظلم کی اجازت نہ دے، تاکہ آپ کی سلطنت کا سورج زوال پذیر نہ ہو جائے)۔

کسے کاتشِ ظلم زد در جہاں   بر آورد از عالمِ دل فغاں

ترجمہ: (جس نے جہاں میں ظلم کی آگ لگائی، اس نے جہان والوں کے دل سے فریاد نکالی)۔

Marfat.com

مکن بر ضعیفانِ بے چارہ زور　　　　بیندیش آخر ز تنگیِ گور

ترجمہ: (بے چارے ضعیفوں پر زور آوری نہ کر، آخر قبر کی تنگی کی فکر کر)۔

بہ آزارِ مظلوم مائل مباش　　　　زِ دودِ دلِ خلق غافل مباش

ترجمہ: (مظلوم کو دُکھ دینے کی طرف مائل نہ ہو، لوگوں کے دل کے دھوئیں سے غافل نہ ہو)۔

لہٰذا مہربانِ من! سب سے اوّل ان کا تدارک آپ پر بمتقضائے فرائضِ منصبی کے ضروری ولازمی ہے، تاکہ پھر نہ آپ کو اور نہ ہمیں اس قدر جدّ وجہد کی ضرورت پڑے اور خود بخود لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہوا اور وہ خود ہی بلا کسی کے مجبور کرنے کے، اس مکان کی حفاظت کریں، تاکہ چندروزہ زندگی آرام سے گزار سکیں اور وہ جانوں جان تک دینے کیلئے تیار ہو جائیں، خیر، بہر حال میرے خیالِ ناقص میں جو کچھ آیا ہے، وہ صاف صاف کہہ دیا، آگے آپ کی مرضی، سنیں یا نہ سنیں، مجھے انشا اللہ اپنے فرائض منصبی کو مثلِ آنجناب مدِ نظر رکھتے ہوئے، امداد دینے سے کسی قسم کا عذر نہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہمیں ان امور کی توفیق عطا فرمائے، جس کی وجہ سے دارین میں حقیقی کامیابی حاصل ہوا اور اسکی رضا کا موجب ہو، زیادہ سلام۔

الراقم، آپکا سچا خیر خواہ مگر مسافر چندروزہ از گولڑہ غلام محی الدینؒ

اس خط کو پڑھنے سے صداقتِ غوثیہ اور جرأت ہاشمی آشکار ہوتی ہے کہ وقت کے ایک صاحبِ اقتدار کو خیر خواہی کے انداز میں سچ بات کہی۔ آپ نے ہمیشہ یہی مشرب اختیار کیا، بلاخوف وخطر حق کا ساتھ دیا اور مظلوم کی دادرسی کی۔

نواب محمد حیات قریشی صاحب

صابووال ضلع سرگودھا کے نواب محمد حیات قریشی صاحب پر قبلہ عالم قدس سرہ العزیز بہت زیادہ شفقت فرماتے تھے، کسی نے حضرتؒ سے سوال کیا کہ آپ کو اپنے

Marfat.com

ارادتمندوں میں سے کون زیادہ عزیز ہے، تو فرمایا کہ محمد حیات اچھا لگتا ہے (''مہرِ منیر'' صفحہ: ۲۹۸)۔ آپ زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے مگر حضرت کی دُعاؤں کی وجہ سے معمولی تعلیم کے باوجود صوبائی سروس کمیشن کے ممبر رہے، دنیوی ترقی کے ساتھ عبادت اور دینی امور کی پاسداری میں اُونچا مقام پایا۔ ان کے صاحبزادہ محمد ذاکر قریشی صاحب اور محمد سعید قریشی صاحب بھی گولڑہ شریف سے انتہائی عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت بابو جیؒ کے وصال پر نواب محمد سعید قریشی صاحب زاروقطار روتے تھے کہ مُلک سے باہر ہونے کی وجہ سے آپ کے چہرے مبارک کا آخری دیدار نہ کرسکا۔ ساتھ ہی کہتے تھے کہ دربار شریف کا نظام تو بہت اچھی طرح چلتا رہے گا مگر اب ایسی شخصیت دوبارہ نہیں آئے گی۔ ذاکر صاحب کو شروع ہی سے آستانہ عالیہ سے گہری عقیدت تھی مگر بیعت نہیں تھے۔ انکے بھتیجے اور داماد عزیز الحق قریشی صاحب بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بیماری کے آخری دنوں میں جب علاج کیلئے بیرونِ مُلک جا رہے تھے، اصرار کیا کہ مجھے گولڑہ شریف لے چلو اور حضرت لالہ جیؒ سے بیعت کراؤ، حضرت لالہ جیؒ نے فرمایا ہم دونوں ایئرپورٹ پر ان سے ملیں گے چنانچہ حسبِ وعدہ لالہ جیؒ اور شاہ عبدالحق صاحب ایئرپورٹ پہنچے، قریشی صاحب کی صحت یابی کے لئے دُعا کی اور فرمایا کہ حضرتِ اعلیٰؒ اور حضرت بابو جیؒ سے آپ کی عقیدت کافی ہے، ہماری بیعت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں مگر ذاکر صاحب کے اصرار پر حضرت لالہ جیؒ نے بیعت فرمائی۔ تھوڑے عرصے بعد ان کا انتقال ہوگیا، ان کے فرزند الیاس قریشی صاحب اور اسلم قریشی صاحب بھی گولڑہ شریف سے دلی عقیدت رکھتے ہیں، نواب سعید قریشی صاحب کے بیٹے عزیز الحق صاحب پر حضرت بابو جیؒ کی خصوصی شفقت تھی، راقم الحروف جب جامعہ اسلامیہ بہاولپور سے فارغ التحصیل ہوکر آیا تو مجھے خصوصی تاکید کے ساتھ سرگودھا بھیجا کہ عزیز الحق صاحب کو دینی تعلیم دیں اور انہیں اس قابل بنائیں کہ عربی اور فارسی بخوبی

Marfat.com

سمجھ سکیں۔ میں تقریباً دو سال تک انکے پاس رہا اور دینی تعلیم دیتا رہا۔ عزیز صاحب کو یہ سعادت بھی حاصل رہی کہ جب حضرت لالہ جیؒ وِیل چیئر پر حرم شریف میں حاضر ہوتے، تو وہی آپ کو طواف کراتے اور روضہ شریف پر بھی سلام عرض کرنے کیلیۓ لے جاتے۔ حضرت شاہ عبدالحق صاحب بھی ان پر بدستور شفقت فرماتے ہیں اور ہر طرح ان کی دلجوئی کرتے ہیں۔ عزیز صاحب کے چچازاد بھائی منیر قریشی صاحب پر بھی حضرت بابو جیؒ کی خصوصی شفقت تھی۔ بفضل خدا یہ خاندان آستانہ عالیہ سے اپنی وابستگی اور قبلہ شاہ عبدالحق صاحب کی مشفقانہ توجہ سے دینی و دنیاوی ترقی کر رہا ہے۔

ملک عمر حیات ٹوانہ (مرحوم) اور ان کے فرزند ملک خضر حیات ٹوانہ (مرحوم)

یہ دونوں باپ بیٹا حضرتِ اعلیٰؒ سے بیعت تھے۔ ملک خضر حیات ٹوانہ (مرحوم) کے دور میں جب تحریکِ آزادی شروع ہوئی اور اس نے اسے کچلنے کی کوشش کی تو آپؒ نے اس کے گھر جانا ترک کر دیا اور اس کے بعد کبھی کوئی دعوت قبول نہیں کی۔ تاہم ملک صاحب کُرسی اقتدار سے الگ ہو گئے اور انکی والدہ نے بڑے خلوص کیساتھ معافی مانگی تو آپؒ نے معاف کر دیا۔ یہ اہلِ اللہ سے نسبت کی برکت ہے کہ ملک صاحب کی آخری عمر اچھی طرح سے گزری۔ نماز اور روزہ کی پابندی، محفلِ سماع میں شرکت اور راولپنڈی میں چاولہ گیراج پر حاضری آپ کے معمولات میں شامل تھا۔ بیماری کی وجہ سے علاج کے لیے لندن گئے اور وہیں فوت ہوئے۔ اس وقت حضرت بابو جیؒ کا وصال ہو چکا تھا۔ حضرت لالہ جیؒ اور حضرت شاہ عبدالحق گیلانی نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور دعائے مغفرت فرمائی۔ ملک شیر محمد ٹوانہ (مرحوم)، ملک خدا بخش ٹوانہ (مرحوم)، ملک غلام فرید ٹوانہ صاحب اور اس خاندان کے دوسرے حضرات نیاز اور محبت کے پیکر تھے، حضرت بابو جیؒ کی شفقتیں ہمیشہ انکے ساتھ رہیں۔

Marfat.com

نواب عبداللہ خان (مرحوم) ضلع مظفر گڑھ

ضلع مظفر گڑھ کے نواب عبداللہ خان (مرحوم) کو حضرتِ اعلیٰؒ سے بے حد محبت تھی، آپ پاکپتن شریف کے سفر میں واپسی پر انکے ہاں قیام فرماتے۔ خواجہ حسن نظامی (مرحوم) اپنے رسالہ ''منادی'' میں لکھتے ہیں کہ میں ایک رات نواب صاحب کا مہمان تھا، دیر تک نواب صاحب دنیاوی اُمور میں مصروف رہے مگر رات کے پچھلے پہر دیکھا کہ اُنکے کمرے میں روشنی تھی، نواب صاحب نمازِ تہجد ادا کر رہے تھے، یہ شیخِ کامل کی صُحبت کی برکت تھی کہ دنیا اُنکے دین پر غالب نہ آئی۔

نواب مشتاق احمد گورمانی (مرحوم)

نواب مشتاق احمد گورمانی (مرحوم) جو حضرتِ اعلیٰؒ کی دُعاؤں سے وزیرِ داخلہ اور پھر متحدہ مغربی پاکستان کے گورنر بنے، حضرت سے بیعت تھے اور دیرینہ عقیدت مند تھے، حضرت بابو جیؒ کی خدمت میں بڑے خُلوص و نیاز سے حاضر ہوتے اور آپؒ شفقت فرماتے، عمر کے آخری حصہ میں سیاست سے دستِ کش ہوئے اور عبادت میں مصروف رہنے لگے۔ راقم الحروف نے کئی بار دیکھا کہ ایک سفید ریش بُزرگ جائے نماز بچھا کر جامع مہریہ ملتان میں نمازِ جمعہ اَدا کرتے ہیں۔ بعد میں پتہ چلا کہ مرحوم گورمانی صاحب تھے، ان کی کوٹھی ملتان میں بھی تھی، پچھلی عمر کا کچھ عرصہ یہاں گزارا، انہی دنوں ایک دفعہ گولڑہ شریف حاضر ہوئے، حضرت بابو جیؒ کا وصال ہو چکا تھا۔ حضرت لالہ جیؒ اور حضرت شاہ عبدالحق گیلانی نے پہچان لیا اور دیر تک ان سے شفقت آمیز گفتگو فرماتے رہے۔

میاں حافظ کریم بخش سیٹھی (مرحوم)، میاں حافظ عبدالرحیم سیٹھی (مرحوم)

پشاور کے سیٹھی کریم بخش (مرحوم) اور سیٹھی عبدالرحیم بخش (مرحوم) حضرتِ اعلیٰؒ

Marfat.com

کے منظور نظر تھے۔ ایک زمانے میں ان کی تجارت مشرق و مغرب کے ممالک تک پھیلی ہوئی تھی لیکن انقلاب رُوس کے بعد سب کچھ نابود ہو گیا، تاہم انکی عقیدت و محبت قائم رہی اور اب تک سیٹھی خاندان کے تمام اَفراد دربارِ عالیہ کے خادم اور جاں نثار ہیں۔ سیٹھی کریم بخش (مرحوم) کے دونوں فرزند حاجی اَللہ بخش سیٹھی (مرحوم) اور حاجی محمد ایوب سیٹھی (مرحوم) نے بھی زندگی بھر آستانہ مہریہ سے اپنی دِیرینہ وابستگی کو پورے خُلوص و نیاز سے برقرار رکھا۔ سیٹھی کریم بخش (مرحوم) کی حویلی میں حضرتِ اَعلیٰ کے قیام کیلئے دو کمرے مخصوص تھے، جہاں حضرتِ اَعلیٰ قیام فرماتے۔ یہ آج بھی پیر صاحب کے کمرے کہلاتے ہیں اور اہلِ خاندان اسی نام سے گھروں کا ذکر کرتے ہیں۔ حاجی محمد ایوب سیٹھی (مرحوم) فرماتے تھے کہ ''ایک روز حضرتِ اَعلیٰ اس کمرہ میں تشریف فرما تھے، بابو جیؒ کا عالم شباب تھا، وہ کمرہ سے باہر جانے کیلئے ایک کھڑکی سے نکلے تو حضرتِ اَعلیٰ نے فرمایا'' جب اس چھوٹے کا زمانہ آیا، تو پھر تم میرے زمانے کو بھول جاؤ گے''۔ سیٹھی محمد اسماعیل (مرحوم) جو انگریزی میں حضرت بابو جیؒ کے سوانح حیات ''لونگ ٹروتھ/ Living Truth'' کے مؤلف ہیں، بابو جی قبلہؒ کے مقربین خاص میں سے تھے اور بیرونِ مُلک بیشتر سفروں میں وہ آپ کے ساتھ رہے۔ اسی طرح سیٹھی فضل اِلٰہی (مرحوم) کے بعد ان کا فرزند سیٹھی مشتاق احمد (مرحوم) آخری عمر تک لنگر میں خدمت انجام دیتا رہا ہے، ''مہرِ منیر'' کے مؤلف لکھتے ہیں کہ سیٹھی کریم بخش (مرحوم) اور سیٹھی عبدالرحیم بخش (مرحوم) نے زائرین کی سہولت کیلئے گولڑہ شریف اسٹیشن سے دربار شریف تک سڑک تعمیر کرائی۔ مشہور روایت ہے۔ جن دنوں پشاور میں میاں حافظ کریم بخش سیٹھی (مرحوم) اور میاں حافظ عبدالرحیم سیٹھی (مرحوم) کا عروج تھا، اس دور میں جب اَعلیٰ حضرتؒ تشریف لے گئے تو آپؒ کے استقبال کی خوشی میں ریل کے ڈبہ سے لے کر پلیٹ فارم کے باہر کھڑی بگھی تک نبات کا قیمتی کپڑا بچھایا گیا۔ حضرتِ اَعلیٰ

Marfat.com

چاروں گھوڑوں والی بگھی میں بیٹھے۔ مذکور سیٹھی حضرات نے گھوڑوں کی جگہ خود بگھی کو کھینچنا چاہا مگر اعلیٰ حضرتؒ نے ایسا کرنے سے منع فرمادیا۔ گھر سے تقریباً ۸۰ گز کی مسافت تک قالین بچھائے گئے تھے۔ نبات کے ٹکڑے تبرک کے طور پر گھروں میں محفوظ کر لئے گئے۔ ان نیاز مندوں کی محبت وعقیدت کا یہ پُر اِخلاص مظاہرہ دیکھ کر اہلِ پشاور حیران رہ گئے۔

منشی رحیم بخش (مرحوم) لال کُڑتی راولپنڈی والے

منشی رحیم بخش (مرحوم) ابتداً غازی پور (وسطی ہندوستان) سے تعلق رکھتے تھے۔ جہاں ان کا متموّل افراد میں شمار ہوتا تھا۔ آپ کاروباری سلسلے میں اپنے خاندان کے ہمراہ راولپنڈی آئے اور لال کُرتی میں آباد ہو گئے۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں کاروبار میں بہت برکت عطا کی۔ منشی صاحب (مرحوم) ۱۸۸۴ء میں گولڑہ شریف حضرتِ اعلیٰؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے فیضِ نظر سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ ہمیشہ کیلئے انہی کے ہو کر رہ گئے۔ شرفِ بیعت حاصل کیا اور جلد ہی اپنے خاندان کے دیگر افراد کو بھی حضرتِ اعلیٰؒ کے حلقہِ اِرادت میں شامل کیا۔ حضرتِ اعلیٰؒ منشی صاحب (مرحوم) کے خلوص و نیاز کی بدولت ان پر بے حد شفقت فرماتے تھے۔ خلوص و نیاز کی بدولت منشی صاحب (مرحوم) کو حضرتِ اعلیٰؒ کے مقربین کا درجہ حاصل تھا۔ منشی صاحب (مرحوم) نے وفات سے پہلے اپنی اُولاد کو حضرت بابو جیؒ کے حوالے کیا اور حضرت بابو جیؒ نے بھی منشی صاحب (مرحوم) کی اُولاد کو دل وجان سے عزیز رکھا۔ منشی رحیم بخش (مرحوم) نہایت نیک، صاحبِ ایمان، مخلص اور اہلِ دَرد تھے۔ ان کی آخری آرام گاہ گولڑہ شریف ہے۔

ع خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

Marfat.com

ملتان کے تاجر اِمام بخش (مرحوم)

ملتان کے تاجر اِمام بخش (مرحوم) حضرتِ اعلیٰ" سے گہری عقیدت رکھتے تھے۔ حضورِ اعلیٰ" انکی دلی محبت کی بنا پر پاکپتن سے واپسی پر انکے ہاں ضرور قیام فرماتے تھے۔ خواجہ مظفر محمود (مرحوم) بیان کرتے تھے کہ حضرت مخدوم صدرالدّین گیلانی" جو آستانہِ عالیہ موسیٰ پاک شہید" کے سجادہ نشین اور حضرتِ اعلیٰ" کے صدقِ دل سے قدردان تھے۔ انہوں نے ایک بار آپ کو کہلا بھیجا کہ "میاں اِمام بخش (مرحوم) کے پاس موٹر کار نہیں ہے، آپ سٹیشن سے میری موٹر کار پر میرے پاس تشریف لائیں اور قیام فرمائیں"۔ حضرتِ اعلیٰ" نے جواب میں فرمایا "میاں امام بخش (مرحوم) میرا آشنا ہے اگر مجھے پیدل بھی جانا پڑا تو میں پہلے اس کے ڈیرے پر جاؤں گا، ہاں دربار شریف کی زیارت کیلئے بعد میں ضرور حاضر ہوں گا"۔ حضرتِ اعلیٰ" اور بابو جیؒ کی دُعا سے اللہ تعالیٰ نے اس خاندان کو بہت ترقی عطا فرمائی اور انہیں دنیاوی عروج کے ساتھ دین کا شوق بھی عطا فرمایا، اگرچہ دنیا کی خاصیت ہے وہ یادِ خدا سے غافل کر دیتی ہے مگر مقبولانِ خُدا کی صحبت کی برکت سے انسان بھٹکنے سے محفوظ رہتا ہے۔ خواجہ اِمام بخش (مرحوم) کے صاحبزادے خواجہ مظفر محمود (مرحوم) پر حضرت بابو جیؒ بہت شفقت فرماتے اور انکی دعوت پر ملتان تشریف لے جاتے، سماع کی محفلیں ہوتیں اور پُر کیف روحانی ماحول عروج پر ہوتا، انکے بھائی صاحبان خواجہ مظفر دین صاحب (مرحوم)، خواجہ منظور حسین صاحب (مرحوم)، خواجہ اختر حسین (مرحوم) بھی حضرت بابو جیؒ کی شفقتوں اور دُعاؤں سے مالا مال تھے۔ حضرت بابو جیؒ نے خواجہ کا لقب صرف خواجہ مظفر محمود کیلئے مختص کیا تھا، خواجہ نیاز احمد کو آپ "مفتی صاحب" کہتے تھے۔ خواجہ خدا بخش کو آپ "مخدوم صاحب" کے نام سے یاد فرماتے اور بہت محبت اور شفقت کا اظہار کرتے۔

Marfat.com

حاجی احمد داؤد (مرحوم)

حاجی احمد داؤد (مرحوم) پہلے بمبئی میں تھے، پھر کراچی آکر سکونت اختیار کی حضرت بابو جیؒ کے دیرینہ نیاز مند تھے۔ آپؒ نے بیرونِ مُلک جتنے سفر کیے ان کا انتظام وانصرام احمد داؤد (مرحوم) کے ذمہ ہوتا تھا، حضرت بابو جیؒ کو ان سے دلی لگاؤ تھا، ان کی وفات پر آپ کو بہت قلق ورنج ہوا۔

خواجہ محمد مسعود صاحب ملتانی

خواجہ محمد مسعود صاحب وہ خوش بخت انسان ہے جسے حضرت بابو جیؒ ہمیشہ فقیر صاحب کے نام سے مخاطب کرتے اور جب بھی ملتان تشریف لاتے، انکے گھر قیام فرماتے، اب تک یہی معمول ہے۔ خواجہ مسعود صاحب کے نام آپؒ کے خطوط سے خصوصی شفقت اور نسبت کا اظہار ہوتا ہے، اس پورے خاندان پر حضرت بابو جیؒ اور لالہ جی صاحبان کی خصوصی شفقتیں رہی ہیں اور یہ خاندان دینی ودنیوی طور پر خوشحال اور ترقی کی راہ پر گامزن ہے، اللہ تعالیٰ یہ نسبت اور عقیدت ہمیشہ قائم رکھے۔

ملتان کی کھوکھر فیملی بھی آپؒ کی عقیدت مند ہے، ملک عمر علی خان کو حضرتِ اعلیٰؒ سے بیعت کا شرف حاصل تھا، ان کے جنازے میں حضرت بابو جیؒ تشریف لے گئے اور راقم الحروف کو فرمایا کہ انکی نماز جنازہ پڑھاؤ، انکے لڑکے ملک نثار حسین، صبح صادق وٹو کی وساطت سے حضرت بابو جیؒ کی عنایتوں سے مالا مال ہوئے۔ ملک محمد بخش کھوکھر سراپا اخلاص ومحبت تھے، حاجی فضل داد شجاع آبادی، حافظ منظور حسین بہاولپور والے اور ملک اللہ یار (مرحوم) یہ سب افراد حضرت بابو جیؒ کی نظر کرم سے فیضیاب تھے۔

مہر احمد نواز خان بھروانہ اور رائے احمد یار سجن صاحب

جھنگ میں آپؒ کے عقیدتمندوں کا سلسلہ بہت پھیلا ہوا ہے مہر احمد نواز خان بھروانہ

Marfat.com

(مرحوم) پر آپؒ کی خصوصی شفقتیں تھیں۔ وہ مثنوی مولانا رُوم پر بڑا عبور رکھتے تھے، رائے احمد یار سجن (مرحوم) کو بابو جیؒ سجن کہہ کر یاد فرماتے۔ آپکی دُعاؤں سے وہ اعلیٰ سرکاری عہدوں پر فائز رہے۔ خوشاب میں ملک تاج (مرحوم) آپؒ کی خصوصی توجہ سے مستفیض تھے، جوانی میں ان کی وفات پر آپؒ کو بہت گہرا صدمہ ہوا۔ آپؒ ان کے جنازے میں تشریف لے گئے۔ جہانگیر آباد کی وٹو فیملی بھی سراپا اخلاص ومحبت ہے، سردار دوست محمد خان اور انکے صاحبزادے صبح صادق خان، اکرم خان وٹو، حضرت بابو جیؒ کی خصوصی اہلِ محبت میں سے تھے، یہ حضرات، حضرت بابو جیؒ کے آرام وسکون کو تمام امور پر مقدم سمجھتے۔ عاقل شاہ، شاہ پور جھنگ کھیانہ ستیانہ اور واسو وستانہ کے اہلِ محبت بابو جیؒ کی عنایات کا مرکز بنے رہے۔ آپؒ کے بعد حضرت شاہ عبدالحق گیلانی اس محبت کو قائم رکھے ہوئے ہیں غرضیکہ کراچی سے پشاور تک حضرت بابو جیؒ کے عقیدت مند پھیلے ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں بھی آپؒ کے عقیدت مند کافی تعداد میں موجود ہیں، تقسیمِ ہند کے بعد جب آپؒ ہندوستان تشریف لے گئے تو وہاں کے اخبارات نے لکھا کہ پاکستان سے آنے والے پیر صاحب ہیں، جن کا ہندوؤں نے بھی مسلمانوں کیساتھ استقبال کیا اور محفلِ سماع میں شریک ہوئے۔ حضرت بابو جیؒ بیرونِ مُلک تشریف لے جاتے تو لوگ آپؒ کی شخصیت سے متاثر ہوتے۔ مدینہ شریف، قونیہ شریف ہر جگہ آپؒ کے مُرید موجود ہیں۔

یورپ، افریقہ اور امریکہ میں آپؒ کے بیشمار متوسلین تجارت یا ملازمت کے سلسلے میں قیام پذیر ہیں اور گاہے بگاہے گولڑہ شریف حاضری دیکر اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کرتے ہیں۔ حضرت بابو جیؒ کے خصوصی رفقاء میں سیشن جج محسن ترمذی (مرحوم)، میجر الطاف کیانی (مرحوم)، کرنل ڈاکٹر شفیع (مرحوم)، جنرل اکرم (مرحوم)، جنرل محبوب صاحب، ملک اللہ بخش (مرحوم) لاہور والے، حاجی احمد داؤد صاحب، انکے ساتھی سیٹھ اسماعیل صاحب بمبئی والے، حاجی دین محمد صاحب کراچی والے اور حاجی اقبال خان

Marfat.com

(مرحوم)، حاجی محمد حیات (مرحوم)، محمد فاضل صاحب یہ سب احباب آستانۂ عالیہ سے فیض یافتہ تھے۔ سیٹھ محمد افضل لالو (مرحوم) ولد رحمت خان (مرحوم) کلکتہ والے اور انکے فرزندوں کو بھی آستانۂ عالیہ سے نیاز کا شرف حاصل ہے۔ حضرت بابو جیؒ خُلقِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مظہر تھے، ہر نیاز مند پر شفقت فرماتے، ہر کوئی یہ سمجھتا کہ آپؒ سب سے زیادہ مجھ پر مہربان ہیں۔

حضرات متوسّلین کے چند سادات گھرانے

یوں تو بابو جیؒ قبلہ تمام سادات کا احترام کرتے اور انہیں مجلس میں صفِ اوّل میں جگہ دیتے ہیں لیکن بعض خوش نصیب گھرانوں کو حضورِ اعلیٰؒ اور بابو جیؒ کی نظر میں خصوصی مقام حاصل تھا، ان میں کئی حضرات مجاز بھی تھے۔ گوالیار کے سیّد عبدالولی شاہ صاحبؒ جو حضرت بابو جیؒ کیلیے انجن کا ماڈل بنا کر لائے، آزاد کشمیر کے سیّد علی شاہ صاحب، سوہاوہ والے مہر آباد گوگڑاں کے پیر اِمام شاہؒ اور انکے صاحبزادگان، غازی پور کے شاہ صاحبان، جھوک مسو کے شاہ محمد عالم صاحب، جن کی انگشت شہادت پر قدرتی طور پر حضرتِ اعلیٰؒ کا نام کندہ تھا، پیر بھاوڑ شاہ صاحب اور ان کے عزیز، پیر ذوالفقار شاہ صاحب، پیر چھتر ضلع لیہ کے شاہ صاحبان، وڑچھہ ضلع خوشاب کے شاہ صاحبان، علامہ سیّد عبدالعزیز شرقی، سیّد سعید الحسن شاہؒ ملتان والے اور انکے علاوہ بہت سے سادات گھرانے جن کے نام ہمارے علم میں نہیں۔ یہ سب حضرات آستانۂ عالیہ گولڑہ شریف سے وابستہ اور فیضیاب ہیں۔

Marfat.com

فصلِ چہارم

دربار شریف پر اُوقاف کا قبضہ اور پھر واگزاری

۱۹۶۰ء میں ایوب خان کے دور میں ایک آرڈیننس بنایا گیا کہ حکومت جہاں مناسب سمجھے وقف جائیداد کو اپنی تحویل میں لے سکتی ہے، حضرت بابو جیؒ بہت دور اندیش تھے، فرمانے لگے وقف جائیداد کی بات محض بہانہ ہے۔ دراصل حکومت والے جہاں چاہیں گے، وقفِ جائیداد ہو یا ذاتی ملکیت اپنے قبضے میں لے لیں گے۔ چنانچہ ۲۹ مارچ ۱۹۶۱ء کو آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کو بھی قبضے میں لے لیا گیا، مخلصین، متوسلین بہت پریشان ہوئے مگر بفضلہٖ تعالیٰ، آپؒ اور صاحبزادگان مطمئن تھے، آپؒ ہمیشہ مُریدین کو تسلی دیتے کہ ہم نے کسی پر زیادتی نہیں کی ہم ظالم نہیں، مظلوم ہیں، انہیں اپنے زور اور طاقت پر گھمنڈ ہو اور ہمیں اپنی عاجزی اور بے کسی پر بھروسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اور حضرت غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے صدقے بہتری فرمائے گا۔ یہ تجویز بھی دی گئی کہ آپؒ گورنر یا صدر سے ملیں مگر آپؒ کی غیور طبیعت نے گوارا نہ کیا، کئی بار اکثر پیر بھائی اپنے طور پر اُوقاف کے ارباب بست و کشاد کو ملتے رہے اور انہیں سمجھاتے رہے کہ وہاں کوئی وقف جائیداد نہیں، زائرین کے قیام وطعام کا جو انتظام گولڑہ شریف میں ہے، کہیں بھی نہیں، بہت سے پیر بھائیوں نے افسرانِ بالا کو ٹیلی گرام بھیجے، اخباروں میں بیانات دیئے، علماء نے خطبات دیئے، مگر فوری طور پر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔

حضرت بابو جیؒ یہی فرماتے تھے کہ ہمیں قانونی قدم اُٹھانا چاہیے اور عدالت کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ آپؒ نے حضرت مدنیؒ کو خط لکھا کہ روضہ شریف پر سلام پیش کر کے ہمارا حال بیان کریں۔ ہمیں اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ کرم چاہیے اور صرف آپکی توجہ

Marfat.com

مطلوب ہے، ہم اربابِ حکومت سے کوئی درخواست نہیں کرینگے، ہمارے مالک اور صاحبِ اقتدار صرف آپ ہی ہیں، جو فیصلہ ہوگا وہ آپ کی بارگاہ سے ہوگا۔ بالآخر یہی طے پایا کہ راولپنڈی سوِل عدالت میں قانونی چارہ جوئی کی جائے اور نظر مسبب الاسباب پر رکھی جائے۔ آخری فیصلہ وہاں سے ہوگا، حضرت بابوجیؒ نے اپنے مخلص قاضی غلام احمد ایڈووکیٹ چکوال کو اپنا مختار نامہ دیا، محکمہ اوقاف کے نمائندے آتے رہے، انہوں نے عملاً صندوقچوں کی چابیاں بھی سنبھال لیں، جو مزارات پر رکھے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ دیوانِ غلام رسول سے معلومات لیتے رہتے، لنگر کے معاملے میں عملی قدم نہ اٹھایا، تاہم اپنے نوٹیفکیشن میں تینوں سرائے مسجد، مزارات، لنگر خانہ، مدرسہ اور کتب خانہ کا ذکر کیا۔ مقدمہ ۲۵ اپریل ۱۹۶۱ء کو دائر ہوا، دعویٰ پھر جواب دعویٰ اور شہادتیں پیش کی گئیں۔ لاہور سے کرم الٰہی چوہان صاحب کو ایڈووکیٹ مقرر کیا گیا، حکومت کی طرف سے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج بدلتے رہے۔ آخر کار جسٹس محسن ترمذی (مرحوم) آئے جو پہلے ایک مقدمہ میں محکمہ اوقاف کے خلاف فیصلہ دے چکے تھے، اسی سے اندازہ ہوا کہ عالم غیب کی طرف سے خیر کے اسباب بن رہے ہیں اور بارگاہِ رسالت ﷺ میں بھیجی گئی درخواست کی مقبولیت کے آثار نمودار ہو رہے ہیں۔ حضرت قبلہ بابوجیؒ کو عدالت میں بلایا گیا آپؒ کے منع کرنے کے باوجود ایوانِ عدالت معتقدین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ملک اللہ بخش (مرحوم) کا بیان ہے کہ سیشن جج صاحب بابوجیؒ کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ بابوجیؒ نے حق و صداقت پر مبنی بیان دیا جس کا ایک ایک حرف حقیقت اور صداقت پر مبنی تھا۔ جج صاحب بہت متاثر ہوئے۔ بالآخر ۳۰ اکتوبر ۱۹۶۳ء کو یہ فیصلہ سنایا گیا کہ دربار شریف میں سوائے مسجد کے کوئی وقف جائیداد نہیں اور مسجد میں بھی پیر صاحبؒ کے مریدین، زائرین آکر نماز پڑھتے ہیں، سرائے ذاتی مہمان خانے ہیں جو پیر صاحبؒ نے اپنے مہمانوں کیلئے بنائے ہوئے ہیں۔ یہاں کا انتظام اعلیٰ

Marfat.com

اور بہت احسن ہے۔کوئی وجہ نہیں کہ اوقاف کا محکمہ یہاں مداخلت کرے اس لیے اوقاف کا یہ نوٹیفکیشن منسوخ کیا جاتا ہےاور دربار شریف کو مکمل طور پر واگزار کیا جاتا ہے، حضرت صاحبؒ نے تمام متعلقین کو فرما دیا کہ فیصلہ سننے کے بعد خاموشی سے واپس آجائیں اور اپنے جذبات کا اظہار نہ کریں، نہ ہی نعرے لگائیں۔ چنانچہ مخلصین نے حکم کی تعمیل کی۔ فیصلے کے دن حضرت بابو جیؒ گولڑہ شریف میں محفلِ سماع میں تھے اور لالہ جیؒ اور شاہ عبدالحق صاحب چاولہ پٹرول پمپ پر تھے۔فیصلہ سننے کے بعد سب واپس دربار شریف آئے اور انتہائی متانت سے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے حضور شکر کا اظہار کیا۔خیال تھا کہ محکمہ اوقاف شاید اپیل کرے لیکن انہیں جرأت نہ ہوئی۔ سیشن جج ترمذی صاحب (مرحوم) کے مقدر کا ستارہ چمکا، ان کی نسبت آستانہِ عالیہ غوثیہ سے وابستہ ہوگئی اور اس وقت بھی آستانہِ عالیہ میں آسودہ خاک ہیں۔

Marfat.com

بابِ ہشتم

مکتوبات اور خطوط سے اقتباسات

Marfat.com

حضرت بابو جیؒ کے مکتوبات

حضرت بابو جیؒ کی زندگی اسلامی تعلیمات کا بہترین عملی نمونہ تھی۔ یہ ایک بیّن حقیقت ہے کہ آپؒ کی حیاتِ مبارکہ قرآنی آیات کی تشریح اور احادیث و سنتِ نبوی ﷺ کی مکمل تفسیر تھی۔ آپؒ کا کردار اسلام کے ابتدائی دور کے بلند مرتبہ صالحینِ کرام کے قول و فعل کا آئینہ دار تھا۔ آپؒ کی زبان سے ادا کیا ہوا ہر لفظ علم و حکمت کا بیش بہا خزانہ تھا اور آپؒ کے قلم سے لکھا ہوا ہر جملہ رُشد و ہدایت کے بے مثل درس کی حیثیت رکھتا تھا۔ یہ کہنا بجا ہوگا کہ آپؒ کی زندگی ایک عظیم کتاب تھی، جس کا ہر ورق افکارِ عالیہ کا درخشاں باب تھا۔ آپؒ نے زبان و بیان کے علاوہ اپنے متعلقین و مخلصین کو وقتاً فوقتاً جو مکتوبات لکھے وہ دینی تعلیمات کا ایک انمول خزانہ ہیں۔

اپنے مکتوبات میں قبلہ بابو جیؒ نے اپنے اِرادتمندوں کو قرآنی تعلیم اور سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں حیاتِ صالح کا درس دیا۔ صبر و تحمل، عاجزی وانکساری، قناعت و ریاضت، صوم و صلوٰۃ کی پابندی، اسلامی طرزِ حیات پر کاربند ہونے اور رضائے الٰہی پر شاکر رہنے کی تاکید و تلقین کی۔ ان خطوط کے مطالعہ سے اس بات کا اندازہ لگانا آسان ہے کہ آپؒ کو حضرت مولانا رُومؒ سے گہری اور لازوال محبت تھی، اکثر خطوط میں ان کے اشعار کا حوالہ دیا ہے اور محبوب 'قوال' (مرحوم) کو عندلیب رُومی کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ حضرت بابو جیؒ اپنے اِرادتمندوں کے خطوں کا مطالعہ روزانہ مجلس کے دوران کرتے تھے اور اسی وقت ان کا جواب بھی تحریر فرماتے تھے۔ جن میں مجلس میں پیش کئے جانے والے اشعار کا تاثر بھی ملتا ہے۔ مخلصین کے نام قبلہ بابو جیؒ کے لکھے ہوئے خطوط اس وقت راقم الحروف کے پیشِ نظر ہیں، ان میں سے صرف چند خطوط بطور نمونہ شامل کئے جا رہے ہیں، جن سے اپنے تمام مقربین کیلئے بابو جیؒ کی دلی وابستگی اور اُنسیت کا اظہار ہوتا ہے اور یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ قبلہ بابو جیؒ اپنے وابستگان کی فلاح و بہبود کیلئے کس درجہ متفکر

Marfat.com

رہتے تھے۔ اس باب میں جناب مدنی صاحبؒ کے نام قبلہ بابو جیؒ کے کچھ مکتوبات بھی شامل کیے گئے ہیں، جن کے مطالعہ سے آپؒ سیّد المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ گرامی اور آلِ رسول ﷺ سے حضرت بابو جیؒ کی والہانہ محبت اور بے پناہ عقیدت واحترام کا اظہار ہوتا ہے۔ ہم نے حضرت بابو جیؒ کی جانب سے جناب شیخ الجامعہؒ کے نام لکھے گئے چند خطوط بھی شامل کیے ہیں جن کی زبان سے حضرت بابو جیؒ کے ان قلبی احساسات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جو آپ علماء کرام کے بارے میں رکھتے تھے۔

حضرت بابو جیؒ کا خط مدنی صاحبؒ کے نام

۵۴-۴-۱۳

حضرت شیخ فاضل سیّد احمد عطاس الحسینی المدنیؒ مدظلہ العالی

ہدیہ تسلیمات و دعوات آپ سے درخواست ہے کہ ہمارا صلوٰۃ و سلام حضرت نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کریں، ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور آپ کی دُعاؤں سے بخیریت اپنے وطن پہنچ گئے، دورانِ سفر ہم تمام آفات سے محفوظ رہے، ہم نے اپنے گھر والوں اور احباب کو خیریت و عافیت سے پایا۔ جوں ہی وقت گزرجاتا ہے، آپ کی یاد اور محبت تازہ تر ہوتی جاتی ہے۔ آپ نے ہم پر احسان فرمایا کہ مستحقین تک خیرات و عطیات پہنچانے میں ہماری مدد فرمائی۔ سیّدی میں جانتا ہوں کہ میں نے آپ کو اس سلسلے میں تکلیف دی لیکن یہ بہت بڑا اور عظیم کام تھا اور آپ کے تعاون کے بغیر میں اکیلا سر انجام نہیں دے سکتا تھا، آپ کے بغیر کوئی ایسا آدمی نظر نہ آیا جو یہ ذمہ داری پوری کر سکے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی محبوب شخصیت مجد و کرم اور شرف و نسب کی مالک ہے، آپ علیم، حلیم اور خُلقِ عظیم کے مالک ہیں۔ آپ حضور شفیع المذنبین ﷺ کے پاکیزہ سلسلہ نسب سے تعلق رکھتے ہیں، لہٰذا ہم امید کرتے ہیں کہ روضہ شریف پر حاضری کے وقت آپ ہمیں اپنی دُعائے مستجاب میں نہ بھولیں گے، ہمارے تمام احباب اور متعلقین

Marfat.com

آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہیں۔

المرسل ۔غلام محی الدینؒ

حضرت مدنی صاحبؒ کے نام

۱۱شوال ۶۴ ۔ ۹ ۔ ۵

سب سے پہلے ہمارے تسلیمات و نیاز اور دلی اشتیاق کے ہدیے حضور پاک ﷺ کی بارگاہ میں اور شیخین کریمین کی بارگاہ میں پہنچادیں۔

ہم شکر ادا کرتے ہیں کہ آپ حضور سیّد المرسلین ﷺ کے در پر مقیم ہیں، آپ اس در پر ہمارا وسیلہ جلیلہ ہیں، آپ کا ۶ شوال کا لکھا ہوا نوازش نامہ ملا۔ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی، شکر ہے آپ کو حجاز کے مقام سے ہندوستان آنے کی اجازت مل گئی ہے، محبی مخلصی شمشیر علی آپ کی خدمت میں حاضر ہے اور آپ کے ساتھ آئے گا۔ آنجناب کا اپنے بارے میں تواضع اور انکساری فرمانا ارشاد نبویؐ کے مطابق ہے کہ جس نے اللہ کے لیے تواضع کی اللہ اسکی شان بلند کرے گا۔ میرا سلام تمام دوست، احباب، واقف حضرات کو پہنچادیں اور ہمارے گھر والوں کے سلام اپنے گھر والوں کو پہنچادیں۔ عزیزان شاہ عبدالحق، شاہ غلام معین الدینؒ، صاحبزادہ معظم الدین سیالویؒ، حکیم شیخ غلام رسول تمام اہالیان گولڑہ شریف، لالکڑتی، پرانا قلعہ، اہلِ ملتان سب کی طرف سے مخلصانہ سلام، حامل رقعہ کیپٹن ولایت خان ہمارا مخلص اور محبّ ہے یہ زیارت کیلئے آرہا ہے اسے شفقت اور مہربانی سے نوازیں۔

آپکا خادم ۔غلام محی الدین گولڑویؒ

حضرت مدنی صاحبؒ کے نام

۱۵ اگست ۱۹۴۹ء

ترجمہ اشعار: (میں نے خط لکھا تاہم اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میرا دل صبح و شام آپؒ کے

Marfat.com

حضور گریہ شوق میں مصروف رہتا ہے، میرے شوق کی داستان بہت طویل ہے، اگر اسکی شرح کروں، تو بہت طویل ہو جائے گی، اسلیئے میں اس کی تشریح نہیں کرتا، اگرچہ میں خط لکھ رہا ہوں مگر اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ اگر میں اُڑ سکتا تو ضرور پرواز کر کے حاضر ہوتا، انسان پر کے بغیر کیسے اُڑے البتہ عاشق کا دل پرواز کرتا ہے۔)

حضرت شیخ فاضل سیّد احمد عطاس الحسینی المدنیؒ

سلام اور شوق کے بعد عرض ہے کہ آپ کے دونوں نوازش نامے موصول ہوئے اب تیسرا خط بھی مل گیا۔ میں نے اوّل سے آخر تک پڑھا۔ میں اللہ کی حمد کرتا ہوں کہ آپ ہر طرح خیریت و عافیت سے ہیں، یا سیّدی! انشا اللہ میں ۱۹ اگست کو گولڑہ شریف سے روانہ ہوں گا، ۲۳ اگست کو کراچی سے بذریعہ طیارہ پرواز کروں گا، اس سفر میں ہم گیارہ آدمی ہیں، انشا اللہ روانگی کے وقت آپ کو بذریعہ ٹیلی گرام اطلاع کر دیں گے، ہمارا طیارہ ایک گھنٹے کیلیئے بصرہ اور ایک گھنٹے کیلیئے دمشق میں رُکے گا، اس کے بعد رات تقریباً دس بجے استنبول پہنچے گا۔ آپ کے احسانات کا شکریہ ادا کرنے سے زبانِ قلم عاجز ہے، اللہ تعالیٰ متوسّلین پر آپ کا شفقت بھرا سایہ قائم رکھے، عزیزان و غلام قادر لالگڑتی والے اور محبوب (مرحوم) سب سلام عرض کرتے ہیں۔

آپکے احسان کا قیدی غلام محی الدینؒ

حضرت مدنی صاحبؒ کے نام

گولڑہ شریف، پاکستان ۵۲-۹-۷

نیک لوگوں کی آنکھوں کی تروتازگی، متقی لوگوں کے سر کے تاج، پاکیزہ حسب و نسب کے مالک

السید احمد المحضار العطاس المدنیؒ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ، سب سے پہلے آپکی خدمت میں تسلیمات اور شوق کا ہدیہ پیش کرتا ہوں، یہ حضور رحمتہ للعلمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ پر ہماری طرف سے

Marfat.com

پیش کردیں، اسی طرح آپ ﷺ کے دونوں، دوستوں حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی بارگاہ میں بھی ہدیہ نیاز پیش کریں۔ یا سیّدی! روانگی کے موقع پر جو واقعہ پیش آیا وہ آپ کے سامنے ہوا، اس واقعہ کا سبب سرکاری عملے کی نا اہلی اور بدتدبیری ہے۔ یا سیّدی میرا دل اس افتراق کی وجہ سے بہت دُکھی اور اضطراب میں ہے، ان لوگوں کیلئے خصوصی طور پر افسوس ہے پہلی بار فریضہ حج ادا کرنے کیلئے جار ہے تھے انہوں نے ہم پر پابندی کی وجہ سے اکیلے جانے سے انکار کر دیا ہے یا سیّد! میں بہت مغموم اور افسردہ ہوں، لیکن جو گزرنا تھا گزر گیا۔ دُعا فرمائیں کہ ان سب کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور وہ سب اگلے سال حج کر سکیں، سیّد! یہ ظاہری سبب ہے، باطنی سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں حضور ﷺ کی بارگاہ سے اِذن نہیں، ہم بدحال ہیں، عاصی اور گناہ گار ہیں اور اپنی خطاؤں پر نادم ہیں، حضور پاکؐ تمام جہانوں کیلئے رحمت ہیں اور تمام گناہ گاروں کی شفاعت فرمانے والے ہیں اور ہم عاصی عفو و غفران اور ان کی شفاعت کے مستحق ہیں۔

ہماری یہ معروضات حرف بہ حرف کمال عاجزی اور انکساری کیساتھ پیش کریں، یا رسول اللہ ﷺ، یا رحمۃ للعٰلمین ﷺ، یا صاحب الجود والکرم ﷺ، ہمارے گناہوں پر نظر نہ فرمائیں بلکہ اپنی رحمت پر نظر فرمائیں جو سب چیزوں سے زیادہ وسیع ہے، ایک فارسی شاعر عرض کرتا ہے کہ اے بادشاہوں کے بادشاہ اس ذلیل حقیر غلام پر رحمت و کرم کی نظر فرما، میں اپنے گناہوں کے سبب آپکی عنایات کے لائق نہیں ہوں، آپ اپنے کرم اور لطفِ وافر پر نظر ڈالیں۔ شاعر یہ بھی کہتا ہے کہ اے آقا ﷺ لطف و عطا آپ کی شان کے لائق ہے، مجھے تقصیر اور جرم عصیان زیب دیتا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ میرے ساتھ ایسا کر بلکہ میرے ساتھ وُہی کر جو تجھے زیب دیتا ہے، یا سیّدی حضور پاک ﷺ کی بارگاہ میں عرض کریں کہ ہمیں پھر جلد حاضری نصیب ہو۔

آپ کا خادم اور احسان کا قیدی سیّد غلام محی الدینؒ

Marfat.com

حضرت مدنی صاحبؒ کے نام

حضور سیّدی! انتہائی غم کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ والدہ مکرمہ ۱۶ شعبان ۱۳۵۹ھ کو ہمیں داغِ مفارقت دے گئیں۔ ان کیلئے دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اُنکی مغفرت فرمائے ان پر رحم فرمائے اور جنت الفردوس میں سکونت عطا فرمائے۔

سیّدی! ہمیں اطلاع ملی ہے کہ حرمین شریفین میں قحط اور گرانی ہے، آٹا بہت مہنگا فروخت ہو رہا ہے۔ لیکن آپ کے خط میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ اگر یہ خبر صحیح ہے تو ہمیں اوّلین فرصت میں خبر دیں کہ ہم آپکی خدمت میں کچھ رقم ارسال کریں تو کیسے کریں جس سے جلدی آپ تک پہنچنا یقینی ہو۔ ہم اس خبر سے بے حد غمگین ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اہلِ حرمین شریفین کو عافیت سے رکھے اور اس قحط کی وبا کو جلد دُور فرمائے کہ دیگر تمام آفات سے محفوظ رکھے، میرے دونوں بیٹے غلام معین الدینؒ، شاہ عبدالحق سلمھا اللہ تعالیٰ آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتے اور آپکے قدم مبارک کو بوسہ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیں کہ انہیں علومِ نافعہ عطا فرمائے۔ معرفتِ کامل نصیب ہو انہیں اپنے ذوق شوق سے مالا مال فرمائے۔ عمر طویل کرے اور دُشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

سیّدی! میرے تمام اہلِ وعیال، احباب دوست آپکی خدمت میں سلام و نیاز عرض کرتے ہیں، ہماری دُعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو بمع اہل وعیال صحت وعافیت سے رکھے شرورِ اعداء سے مامون فرمائے اور آپکا سایہ عاطفت ہم پر اور تمام مسلمانوں پر دراز ہو۔ عزیزی مولوی نعمت اللہ الہ آبادی، سلام و نیاز عرض کرتے ہیں، انکے گھر میں آپ کا مکتوب گرامی تھا تو انکی زوجہ کو رسولِ پاک ﷺ کے قدم مبارک کی زیارت نصیب ہوئی اور انہوں نے قدم پاک کو بوسہ دیا اور قدم پاک پر زبان لگائی، یہ آپکے مکتوب مبارک کی برکت تھی، اس بارگاہ میں آپ ہمارا وسیلہ ہیں۔ جیسا کہ پہلے تھے بلکہ اب ہمیں، آپ کی دُعاؤں کی زیادہ حاجت ہے اور آپکی خصوصی شفقت کی بنا پر یہی اُمید ہے۔

Marfat.com

یا سیّدی! آپ کی خدمت میں عزیز شاہ عبدالحق صاحب، غلام نصیر الدّین و غلام جلال الدّین، عزیز غلام معین الحق اور مولوی فیض احمد اور مولوی عبدالرزاق صاحب اور اہلِ ملتان سب کے سب دُعا کی استدعا کرتے ہیں اور آپ کے قدم مبارک کو بوسہ دیتے ہیں سب کی طرف سے جناب سہل صاحب، حسن صاحب اور آپکے بھتیجوں اور خالو (مرحوم) کی اُولاد کو بہت بہت سلام۔

آپ کی دُعا کا طالب غلام معین الدّینؒ

(حسب ارشاد حضرت بابو جیؒ مدظلہ العالی)

مدنی صاحبؒ کا نامہ مبارک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۰ جمادی الثانی ۱۳۶۵ھ

مسقط الراس مدینہ منورہ (مدینہ منورہ سر جھکانے کی جگہ) مہطِ قلبی گولڑہ عالیہ (دل جھکانے کی جگہ گولڑہ) اے نفس مبارک ہو یہ سیّد الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مقام ہے، اُنکی پناہ میں ان کا ذکر طلب کر اور سوال کر، اتقیاء کی رونق، اہلِ بیتؓ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ستون، عصر حاضر میں فخر مُرشدین، پاکیزہ رُوح کے مالک، اپنے نانا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق کے ساتھ موصوف، سادات کے سردار، جلیل القدر لوگوں کے لیے باعثِ فخر، شجر پاک کی شاخِ ہاشمی دستار کی زیب و زینت، صاحبِ سیادت و شرف، میرے سیّد، میری سند، میرے مولا میرا ذخیرہ میرا فخر، میری جائے پناہ، میری عزت اس دنیا میں اور میری جائے اعتماد آخرت میں، میرے روشن چراغ، عالی فضل کے مالک بلند مرتبہ سیّدی السیّد غلام محی الدّینؒ شاہ صاحب قبلہ، اللہ تعالیٰ ہمیں آپکے وُجود سے نفع بخشے اور آپکی برکات سے فیض پہنچائے، ہمیں آپکے اسرار سے ممنون فرمائے آمین!

سب سے پہلے افضل ہدیہ، حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ پاک سے سلام کا ہدیہ

Marfat.com

ہے، جس کی خوشبو آپکی کریم اور محبوب شخصیت کیلئے مہک رہی ہے، میری طرف سے آپ کے دونوں کریم بیٹوں کو سلام اور جو لوگ آپکے مقامِ کریم اور مجلس عظیم سے مشرف ہیں انہیں بھی سلام اے میرے سیّد السند، آپ کا نوازش نامہ دلی خوشی اور قلبی تعظیم کے ساتھ موصول کیا، آپ کا خط میرے دل کیلئے اس طرح باعثِ راحت تھا جس طرح منّ وسلویٰ کا نزول تھا۔ یہ بڑی عظیم ساعت تھی جب میں نے اپنی زندگی کی انتہائی عزیز ترین چیز وصول کی، اے میرے سیّد! اے میرے سند! اے میرے مولا! تم میری زندگی ہو! تم میری عزت ہو! تم میری سعادت ہو! آپ سے میری زندگی پاکیزہ ہے، میرے قلب کو سکون ہے اور میرے دل کو اطمینان ہے، اس دنیا میں میرے لیے کوئی لمحہ اس وقت سے بڑھ کر عزت، راحت اور فخر کا باعث نہیں جب مجھے معلوم ہو جائے کہ آپ مجھ سے راضی ہیں۔

اَلْمَدَدْ، اَلْغَوْث، اَلْعَطْفُ یَا آلَ مِہْر عَلِی شَاہْ

میں آپ کا چھوٹا سا خادم ہوں اور غلام ہوں مجھے اپنی شفقت اور رحمت کی نظروں سے دیکھو، غلام اپنے مولا سے منسوب ہوتا ہے اور میں بھی اسی طرح آپ سے منسوب ہوں اور آپ کے دروازے پر کھڑا ہوں جہاں آپ نے کھڑا کیا، میں آداب کا ہدیہ پیش کرتا ہوں اور سلام کا تحفہ نذر کرتا ہوں اور آپ کی طرف سے آپ کے نائب کی حیثیت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اور ان کے دونوں ساتھیوں صدیق وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ہمیشہ ہدیہ نیاز پیش کرنے کیلئے جاتا ہوں۔

السیّد احمد مضار العطاس المدنیؒ کی طرف سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۳ ذیقعد ۱۳۶۵ھ

بخدمت اقدس اہلِ کمال کے سردار، انسانیت کی آنکھ کی پتلی، سرداروں میں چنے ہوئے سردار، چمکتے ہوئے ستارے آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ستون ہمارے زمانے کے

Marfat.com

مُرشدین کے فخر، اُوصافِ کاملہ کے مالک اپنے جدّ پاک ﷺ کے حوض سے فیض یاب، پاکیزہ درخت کی شاخ، خاندان ہاشمی کے وقار سیّدہؓ کے فرزند، رسولِ پاک ﷺ کے محبوب، بغیر کسی اختلاف کے میرے سیّد، سند، مولا، عزت جائے پناہ، اس دنیا میں میرے فخر، آخرت میں میرے بھروسہ اور اعتماد کی جگہ میرے لیے چراغِ ہدایت مُرشد کریم، فضلِ جلی وخفی میرے آقا اور سب کے آقا السیّد غلام محی الدّین صاحب قبلہ، اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی ذات سے فیض یاب کرے، آپکی برکتوں سے نفع پہنچائے۔ آپ کی نعمتیں ہم پر تمام کرے۔ آپ کے اسرار وعلوم سے بہرہ ور فرمائے۔

مدینہ پاک سے سب سے افضل ہدیہ وتحفہ سلاموں کا ہدیہ ہے دلی دُعا ہے کہ آپ صحت وعافیت کے ساتھ ہوں میں آپ کی دُعا سے صحت مند ہوں اور آپ کے سایہ فضل میں آرام پا رہا ہوں۔ مجھے آپ کا پہلا نوازشنامہ محبّ ومخلص شمشیر علی کے ہاتھوں ملا، دوسرا محبّ ومخلص کیپٹن ولایت خان کے ذریعے موصول ہوا یہ سب کے سب مدینہ منورہ میں آپکے مہمان خانہ میں مقیم ہیں جو ہمیشہ کے لیے مہمانوں کے واسطے حاضر ہے جب ولایت خان مدینہ شریف پہنچے تو آپ کو تار ارسال کیا اُمید ہے مل گیا ہوگا۔ سیّدی! آپ کا ۲۳ شوال المکرّم کا خط ملا آپ نے مجھے جن ارشادات سے نوازا وہ آپ کا فضل و احسان ہے میں کسی چیز کا مستحق نہیں میں آپ کا اَدنیٰ خادم ہوں۔ میں پہلے کچھ چیز نہیں تھا سب کچھ آپ کی عطا اور کرم سے ہوں۔ سیّدی مُرشدی! آپ نے مجھ سے استفسار فرمایا ہے کہ محبوب الرسول ﷺ کا خطاب آپ کو عالمِ رؤیا میں یا عالمِ بیداری میں بتایا گیا۔ سیّدی! اس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ ۱۷ رجب ۱۳۶۵ھ کو میں روضہ مبارک پر حاضر ہوا تاکہ آپ کی نیابت میں صلوٰۃ وسلام کا ہدیہ پیش کروں، میں روضہ نبویہ ﷺ کے سامنے کمال عجز اور خشوع وخضوع کے ساتھ کھڑا تھا کہ میرے دل میں خیال آیا کہ کاش رسول کریم ﷺ مجھے اپنے مشاہدے سے نوازیں اور اپنی مبارک آواز سنائیں لیکن میں نے

Marfat.com

اپنے آپ کو اس عظمت کیلئے بہت حقیر اور چھوٹا سمجھا۔ اس وقت غیب سے گریہ طاری ہوا اور مجھے کپکپی محسوس ہوئی۔ اچانک میں نے رسولِ پاک ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ کے ساتھ پانچ اشخاص تھے جنہیں میں نہیں جانتا۔ تھوڑے فاصلے پر بائیں جانب حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ کھڑے تھے اچانک اے میرے سیّد! (بابو جیؒ کے کئی وُجود مسعود) آپ سیّدہ خاتونِ جنتؓ کے حجرے کی طرف سے آئے اور حضرت ابو عبیدہؓ کی بائیں طرف کھڑے ہو گئے۔ رسولِ پاک ﷺ مسکرائے اور فرمایا اے عامر! یہ میرا محبوب ہے اور آپؒ کی طرف اشارہ فرمایا پھر حضرت ابو عبیدہؓ چلے تو آپؒ بھی انکے پیچھے روضہ مطہرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس وقت جو لوگ وہاں بیٹھے تھے وہ سب اُٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے آپؒ سے مصافحہ کیا اور پھر وہ میری نظروں سے غائب ہو گئے اس وقت رسولِ پاک ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے میری طرف اشارہ کیا۔ کافی دنوں تک یہ منظر میری آنکھوں کے سامنے رہا اور میں سوچتا رہا کہ کیا واقعی مجھے یہ شرف حاصل ہوا ہے، عالمِ بیداری میں آپ ﷺ کی زیارت ہوئی۔ میں تقریباً دو مہینے تک اسی خیال اور سوچ میں کھویا رہا، رمضان شریف کا دسواں روزہ تھا، ظہر کے بعد میں تھوڑی دیر کیلئے اپنے بستر پر لیٹا اور مجھے نیند آ گئی۔ میں نے اپنے آپ کو ''باب شامی'' کے باہر مدینہ منورہ میں دیکھا بہت سے لوگ وہاں جمع تھے۔ ایک پکارنے والے نے کہا ''حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لانیوالے ہیں''۔ میں اُٹھا دوسرے لوگ بھی اُٹھے کہ اتنے میں رسولِ پاک ﷺ مسجد کے دروازے کے قریب آ کر ٹھہرے، باقی لوگ بھی وہیں رُک گئے۔ اچانک ان کے درمیان سے ایک آدمی سامنے آیا وہ آپؒ تھے (قبلہ بابو جیؒ) رسولِ پاک ﷺ نے آپؒ کو اپنے قریب بلایا اور سرگوشی فرمائی جسے کوئی اور نہیں سُن سکتا تھا۔ اس کے بعد رسولِ پاک ﷺ نے فرمایا ''یہ میرا محبوب ہے''۔ رسولِ پاک ﷺ نے اپنے دستِ اقدس سے آپؒ کی طرف اشارہ کیا اور اسکے بعد رسولِ پاک ﷺ سیّدنا

Marfat.com

امیر حمزہؓ کی طرف روانہ ہو گئے اور میں بیدار ہو گیا مجھے انتہائی خوشی ہوئی کہ دو ماہ پہلے روضہ شریف کے سامنے بیداری میں جو کچھ دیکھا تھا وہ دُرست تھا اور یہ رؤیا بھی صحیح ہے۔

سیّدی! اگر آپ مجھ سے تفصیل نہ پوچھتے تو میں اسے ظاہر نہ کرتا۔ سیّدی! میں ایک بے جان بُت ہوں، میری رُوح، میری سماعت، میری بصارت، میرا دل سب آپ ہیں اور میں آپکی سماعت و بصارت اور روحانیت کے ساتھ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضری دیتا ہوں، مجھے اُمید ہے آپ خلوت وجلوت میں مجھے نہیں بھلائیں گے، خصوصاً نمازِ پنجگانہ کے بعد اور حضرتِ اعلیٰؒ کے مزار کے سامنے مجلس شریف کے موقع پر مجھے ضرور دُعا میں یاد رکھیں۔

میں آپ کا چھوٹا سا خادم اور آپ کے احسانات کا قیدی ہوں۔

مدنی صاحبؒ کا ایک اور خواب

جمعرات شعبان ۱۴۱۷ھ میں سویا تو اپنے مُرشد سیّدنا غلام محی الدّینؒ کو دیکھا کہ آپؒ کے ساتھ بہت مخلوق تھی، میں بھی ساتھ تھا۔ ہم مدینہ شریف کے بازاروں میں پھرتے رہے۔ میں اُٹھا تو رات کو سوا ایک بجا تھا۔ پھر سو گیا دوبارہ سیّدی قبلہ محی الدّینؒ کو دیکھا، آپؒ کے پاس کراچی والے حافظ صاحب بھی تھے اور میں بھی ساتھ تھا، میں مدینہ شریف کی ایک دوکان پر رُکا تاکہ کچھ چیزیں خریدوں، پھر حضرت صاحب آگے آگے چلے اور میں پیچھے پیچھے یہاں تک کہ حضرت صاحب اور حافظ صاحب مجھ سے غائب ہو گئے میں نے گھڑی دیکھی تو پونے تین بجے تھے میں خوش ہو کر اُٹھا کچھ گرمی محسوس کی اس لیے غسل کیا، دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز اور پڑھی، اور بیٹھ کر کچھ پڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد پھر آنکھ لگ گئی، میں نے حضرت علی شیرِ خداؓ کی زیارت کی اور عرض کیا سیّدی! میں رسولِ پاک ﷺ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ آپؓ کی خدمت میں عرض ہے کہ میری طرف سے سیّد غلام محی الدّینؒ کو جزائے خیر فرمائیے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا "تم دو دفعہ زیارت

Marfat.com

کر چکے ہو"۔ میں خاموش ہو گیا پھر میں نے کہا "اپنے مُرشد سیّدنا غلام محی الدّین کو دیکھا ہے"۔ فرمانے لگے وہ "وہی تو ہیں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مظہر ہیں کیا تم نے محبوب سے نہیں سُنا"۔ لَحْمُکَ لَحْمِی جِسْمُکَ جِسْمِیْ۔ تیرا گوشت میرا گوشت اور تیرا جسم میرا جسم، پس میں سمجھ گیا کہ اصل ایک ہے۔

مدنی صاحبؒ کا ایک اور خواب۔ ہم قصور سے پاکپتن موٹر میں جا رہے تھے، میرے ساتھ بابو جیؒ وظیفہ کی کتاب پڑھ رہے تھے اچانک میری آنکھ لگ گئی ایک آدمی کو دیکھا کہ اُوپر سے نیچے اُترا اس کا لباس سفید تھا، اس نے سیّدنا غلام محی الدّینؒ کی طرف اِشارہ کر کے کہا، اس آدمی کا چہرہ دیکھو کسی کا چہرہ اس کے مشابہ نہیں اس کی پیشانی پر کلمہ طیبہ، لا الہ اللہ محمد رسول اللہ، لکھا ہوا ہے۔ میں بیدار ہوا آپؒ بدستور وظیفہ پڑھ رہے تھے۔

وہی خوشبو وہی مستانہ رفتار نسیمِ جانفزا آئی کدھر سے

حضرت لالہ جیؒ کا خط حضرت مدنی صاحبؒ کی طرف

سیّدی وحبیبی مدظلہ العالی

آپ کی خاکِ قدم کو چومنے کے بعد عرض کرتا ہوں کہ رمضان شریف کا بابرکت مہینہ آ گیا ہے، دُعاؤں میں ضرور یاد فرمایا کریں، خصوصاً روضہ اقدس کے سامنے۔

طالبِ دُعا۔ کمترین غلام معین الدّینؒ

حضرت مدنی صاحبؒ کے نام

۷ ربیع الاوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آپ کا نوازش نامہ ملا جس میں محبت اور شوق کی مہک تھی میں نے اس میں آپکے جمال کا مشاہدہ کیا اور خط کے اوراق نے آئینے کا کام دیا، میں نے اس خط کو چُوما اور پھر چُوما۔ اس کو تمام مکارم اخلاق پر حاوی پایا، دوستی اور محبت کا خلاصہ، سعادت کی نظریں

Marfat.com

ہمیشہ آپ کی طرف مرکوز رہیں۔ آنجناب کے شایانِ شان ہدیہ تسلیمات و دعوات کے بعد، ہماری طرف سے تحیات وشوق وتسلیمات محبت، کامل اَدب واحترام کے ساتھ، حضور رسول کریم ﷺ اور آپکے ہر دو یارانؓ کے مزار کی بارگاہ میں پیش کریں، یا سیّدی! میں کیا عرض کروں میں نہیں جانتا کہ آنجناب کی خدمت میں کیا تحریر کروں۔ میری دِلی تمنا ہے کہ آپؒ کا بابرکت چہرہ دیکھوں، اس آنے والے سال میں پھر دربارِ حبیب ﷺ کی حاضری نصیب ہو اور ہماری آنکھیں مقاماتِ مقدسہ کی زیارت سے ٹھنڈی ہوں، میں فراق کی اذّیت جس قدر محسوس کرتا ہوں اسے الفاظ وعبارات میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ یا سیّدی! کشمیر کا حال بدستور وُہی ہے۔ آپؒ سے درخواست ہے کہ دُعا فرمائیں کہ جنگ میں مسلمانوں کو فتح ونُصرت نصیب ہو۔ حضرت متوالی اسرار احمدؒ آپ کی توجہات سے تولیت کے مقام پر فائز ہو گئے ہیں حالانکہ پریوی کونسل میں ان کے خلاف فیصلہ ہو چکا تھا، یہ سب اہلِ اللہ کی دُعاؤں کا صدقہ ہے، یا سیّدی! ہم آپ کی شفقت نہیں بھلا سکتے عرس کا موقع ہو یا کوئی اور ہمارے سلام اپنے ماموں جان سیّدی حیدرؒ اخی حسین صاحب اور نورعین شرف صاحب وسہل صاحب کی خدمت میں پہنچائیں۔ عزیز غلام معین الدّینؒ وشاہ عبدالحق صاحب، لال کُرتی والے، پُرانا قلعہ اور تمام لنگر شریف والے سلام عرض کرتے ہیں۔

المرسل غلام محی الدّینؒ

حضرت مدنی صاحبؒ کے نام خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہندوستان کی تاریک سرزمین سے، مدینہ منورہ مطہرہ کی روشن سرزمین کی طرف

بخدمت اقدس، اہلِ فضل کے سردار، سیادت اور شرافت کی آنکھ کے نُور، باغِ اِمامت کے پھول سیّد احمد الخضار العطاسؒ ہمیشہ وارد دین کے لیے جائے امن اور صادرین

Marfat.com

کے لیے جائے پناہ ثابت ہوں۔ سلام اور آپؒ کی شان کے لائق احترام کے بعد میں سرورِ کائنات ﷺ کی بارگاہ میں ہزاروں بار دُرود سلام کا نذرانہ پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت و کرم سے اُمید ہے کہ آپ عافیت اور صحت کے ساتھ ہوں گے اور حضور پاک ﷺ کے روضہ اطہر سے فیوضات و برکات حاصل کرتے ہونگے، اللہ تعالیٰ سے میری اِلتجا ہے کہ تمام متعلقین کے ساتھ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر رہیں (آمین) اور میری آنکھیں روضہ شریف کی زیارت سے ٹھنڈی ہوں (آمین)۔ وادیِ حمیٰ (مدینہ منورہ) میں سب رہنے والوں سے کہیں کہ تمہیں ہمیشہ جنت میں رہنا نصیب ہو۔ ہمیں بھی فضل و کرم سے فیضیاب کریں کیونکہ ہم پیاسے ہیں اور آپ سیراب ہیں۔ حضور ﷺ کی خدمت میں خلوصِ دل سے دُعا فرمائیں کہ مجھے تمام احباب کے ساتھ فوری حاضری نصیب ہو اب جُدائی برداشت نہیں ہوسکتی، جُدائی کی کیفیت کو تحریر میں بیان نہیں کیا جاسکتا اگرچہ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں، جو نعمتِ وصال سے فیضیاب ہوتے ہیں اور مقدس مقامات کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرتے ہیں، تاہم جناب سے اِلتماس کرتا ہوں کہ روضہ شریفہ کے سامنے ہماری طرف سے اُردو کا یہ شعر عرض کریں۔

تیرا آستاں جو نہ مل سکا تیری رہگزر پہ جبیں سہی
ہمیں سجدہ کرنے سے کام ہے وہ وہاں نہیں تو یہاں سہی

سیّدی! ہمیں آپ کے تینوں نوازش نامے موصول ہوئے۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتا ہوں کہ آپ صحت خیریت اور عافیت سے ہیں سیّدی! جب میں نے پڑھا کہ آپ والدہ مرحومہ کیلئے روضہ شریفہ کے سامنے دُعا کرتے ہیں تو میرے دِل کو ٹھنڈک محسوس ہوئی اور بارِ غم دُور ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو احسن جزاء عطا فرمائے حقیر رقم ارسال کر رہا ہوں اسے مدینہ شریف کے مستحقین میں تقسیم فرما دیں۔ عزیز غلام معین الدّین، عزیز شاہ

Marfat.com

عبدالحق، غلام قادر، محبوب جرنیل، دُکان والے اور لالکڑتی والے سب کی طرف سے تسلیمات و نیاز۔

المرسل غلام محی الدّین

حضرت مدنی صاحبؒ کی طرف سے خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من المدینہ المنورۃ

۱۹ اپریل ۱۹۶۴ء

حضرت صاحب السیادۃ والشرافۃ سیّدی و مولائی، سندی و مرشدی الاجل المفضال سیّد پیر غلام محی الدّین جیلانی صاحب ادام اللہ تعالیٰ ظلہ العالیٰ علیٰ روٗسنا (آمین)

ہدیہ سلام واحترام کے تحفے کے بعد آپ کے دست اقدس سے تحریر کیا ہوا نوازش نامہ ملا۔

میں آپؒ کے قدم مبارک کو بوسہ دیتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے اِلتجا کرتا ہوں کہ آپؒ سب کے سب صحت، سلامتی اور خوشی کے ساتھ ہوں، یہ سفر آپ کیلئے مبارک ہو، میمون ہو، آسان ہو اور آپ ہر تکلیف سے محفوظ رہیں، سیّد! مجھے آپکا اَرسال کردہ نوازشنامہ موصول کر کے انتہائی خوشی ہوئی۔ آپ کی صحت کی خبر سے بھی دِل خوش ہوا سیّدی! میں نے آپ کو لندن ہوٹل کے پتہ پر ٹیلی گرام بھیجا، اور اس سے پہلے ۵ اپریل کو لندن کے پتے پر تمام خطوط بھیج دیئے تھے بعض بواسطہ خواجہ عبدالودود صاحب ملتانی اور بعض بواسطہ خواجہ خدابخش صاحب۔ ان کے ساتھ میرا بھی ایک خط تھا۔ اُمید ہے مِل گیا ہوگا سید! میں نے اپنی صحت کے بارے میں آپکو اطلاع دے دی تھی کہ بحمدہ تعالیٰ خیریت سے ہوں، میں آپ کا اَدنیٰ خادم ہوں آپکے دائمی احسانات کا شکریہ بجالاتا ہوں، میرے سارے گھر والے سلام عرض کرتے ہیں، اور دستِ بوسی کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ آپکے

Marfat.com

صاحبزادگانِ کرام کو دُعا سلام، تمام محبین، ساتھی جو آپکی خدمت میں ہیں سب کو سلام،

ادنیٰ خادم، احسان کا قیدی، احمد عطاس

حضرت مدنی صاحبؒ کی طرف سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من المدینہ المنورۃ مسقط الرأس (سر جھکانے کی جگہ)

الی الکولرہ مھبط قلبی (گولڑہ دِل کے جھکانے کی جگہ)

۳ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

وصلی اللہ علی سیّدنا محمد الفاتح والخاتم وآلہ وصحبہ وسلم، اللہ کی صلوٰۃ ہو ہمارے سردار محمد ﷺ پر جو آغاز کرنیوالے اور اختتام کرنیوالے ہیں اور آپ کی آلؓ اور اصحابؓ پر سلام ہو۔ میرا دُور سے سلام بھیجنا محبت اور ایفائے عہد کی دلیل ہے، سلام بھیجتا ہوں اس ہستی پر جسے میں ایک پل کیلئے بھی نہیں بُھول سکتا اور مجھے حسن ظن ہے کہ وہ بھی مجھے نہیں بُھولے گا حضرت صاحب السیادت، معدنِ شرافت واحسان وفضل وجود وکرم تاج المرشدین، فخرِ اہلِ بیت، محبوب رسول ﷺ اور حضور پاک ﷺ کے چہرہ مبارک کے نور سے منوّر سیّد! سب سے افضل ہدیہ دیارِ حبیب پاک ﷺ سے سلاموں کا ہدیہ ہے، آپکی دست بوسی اور قدم بوسی کیساتھ اُمید ہے کہ آپ مع اپنے صاحبزادگانِ کرام اور جمیع متعلقین بخیریت گولڑہ شریف پہنچ چکے ہوں گے۔ میں آپکو سفرِ حج اور زیارت روضہ اقدس اور جملہ زیاراتِ مبارکہ پر ہزارہا مبارکباد دیتا ہوں، اللہ تعالیٰ آپکو حج اور زیارتِ مدینہ کیلئے بار بار لائے، ہم سب آپکے ظلِ رحمت اور سایہ عاطفت کے نیچے رہیں۔ سیّدا مجھے ایک یونانی طبیب ملا ہے جو جڑی بوٹیوں کے ذریعے علاج کرتا ہے، اسکی دوائی کے استعمال سے بدن میں قوت محسوس کرتا ہوں طبیب کا کہنا ہے کہ انشاء اللہ ضعف اور شوگر کے تمام اثرات سے نجات مل جائے گی۔ شافی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے

Marfat.com

اس سے صحت اور عفو و عافیت کی اُمید ہے۔

حضرت مدنی صاحبؒ کے نام

گولڑہ شریف۔(پاکستان)

۱۹۶۰-۹-۹

اے صبح کی ہوا جلدی جا، اس وفا کے گھر کی طرف جو بہت اچھی بار بار جانے کی جگہ ہے۔ تُو اس مکان کی طرف جا جہاں میرا دوست مقیم ہے، اللہ تعالیٰ اس مکان کو ہر زوال سے محفوظ رکھے، شریف بلند مرتبت، مخدوم قابلِ اطاعت، سیّد السادات، صاحب الفضل والکمالات، سیّدی و مولائی سیّد احمد بن مضار العطاس المدنی، آپکی عنایات ہمیشہ جاری و ساری رہیں اور آپکو ہمیشہ صحت کاملہ حاصل رہے۔ آپکے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینے کے بعد میں آپکی خدمت میں ہزار اَدب واحترام سے عرض کرتا ہوں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور آپکی پُر اثر دُعاؤں کی برکت سے بالکل خیریت و عافیت کے ساتھ ہیں۔

یا سیّدی! آپ کا نوازشنامہ ۲۹ صفر سے پہلے ملا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ میں اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف کرتا ہوں کہ آپ بفضلہٖ صحت و عافیت سے ہیں۔ یا سیّدی! جب میں نے وہ کلمات پڑھے جو آپ نے میرے بارے میں لکھے ہیں تو مجھے بہت ندامت ہوئی، میں اپنے اندر کوئی خوبی نہیں پاتا یہ صرف آپکا حُسنِ ظن ہے، آپ صاحب فضل و عزت ہیں میں آپکا حقیر خادم ہوں اور آپکے احسانات کے دریا میں غرق ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو احسن جزاء عطا فرمائے، خصوصاً جب آپ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آستانہ پر حاضر ہوں۔ سیّد! محکمہ اوقاف کا ایک نمائندہ آیا ہے اس نے مجھ سے کچھ کاغذات طلب کیے ہیں اور سوالات پوچھے ہیں وہ اپنے محکمہ کو رپورٹ بھیجے گا آپ اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا کریں کہ وہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے اس شر سے محفوظ رکھے اور ہمارے حال دُرست فرمائے۔

Marfat.com

یا سیّدی! جواب لکھنے میں دیر ہوئی جس کیلئے معذرت خواہ ہوں۔ ۲۹ صفر کا عرس اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور آپکی دُعاؤں کی برکت سے احسن طور پر مکمل ہوا، اور بارہ ربیع الاوّل پر میلاد شریف کی تقریب بھی احسن طریقہ سے پایہ تکمیل کو پہنچی۔ یا سیّدی! میں آپ کو تکلیف دینا چاہتا ہوں کہ اپنے ماموں جان بھائی حسین اور عزیز شرف و سہل کی خدمت میں ہمارا سلام پُورے اَدب و احترام کے ساتھ پہنچا دیں۔ تمام مخلصین سلام و نیاز عرض کرتے ہیں۔

نوٹ: بعض احباب کا اِرادہ ہے کہ حضرتِ اعلیٰ سیّدنا پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز کی سوانح حیات مرتب کی جائے۔ آپکی خدمت میں عرض ہے کہ جو واقعات آپکے علم میں ہیں یعنی خواب دیکھنا پہلی بار گولڑہ شریف میں آنا سب تحریر فرما کر بھجوا دیں۔ آپکو تکلیف دے رہا ہوں لیکن آپکے مکارمِ اخلاق سے اُمید رکھتا ہوں کہ مجھے معاف فرمائیں گے۔

آپ کا خادم غلام محی الدّین

حضرت مدنی صاحبؒ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۶۰-۹-۲۶

ہمارے دل وصال کے طلبگار ہیں، ہماری آنکھیں آپ کے جمال کی مشتاق ہیں

بخدمت شیخِ کامل سیّدی و مولائی السیّد احمد عطاس المدنی مدظلہ العالیٰ، آپکے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینے کے بعد آپکی خدمت میں نہایت اَدب و احترام کے ساتھ سلاموں کا تحفہ پیش کرتا ہوں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل اور آپکی دُعاؤں کی برکت سے صحت و عافیت کے ساتھ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے اُمید رکھتے ہیں کہ آپ بھی مع اہل و عیال و متعلقین مکمل صحت عافیت و خیریت کے ساتھ ہوں گے، یہی ہمارا دلی مقصود ہے اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ہمارے سر پر قائم رکھے۔ سیّدی! میں نے آپ کے مکتوب کا جواب دیا ہے

Marfat.com

مخلصی قادر خان کا خط آیا ہے کہ اس نے آپکی خدمت میں تین رومال بھیجے ہیں لیکن اسے ان کی ملنے کی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ یا سیّدی! اگر آپ کو وہ تین رومال، قادر خان کی طرف سے موصول ہو چکے ہیں تو کالا خان کو مطلع کر دیں وہ انتظار میں ہے یا سیّد! اپنے مکان کے بارے میں فرمائیں کیا تعمیر شروع ہوئی ہے یا نہیں کوشش فرمائیں، اَللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے، عرس شریف کے دن قریب آ گئے ہیں۔ یکم اُکتوبر کو پہلی مجلس ہوگی اور تین اُکتوبر کو آخری مجلس اگرچہ آپ ظاہر میں یہاں نہیں ہیں لیکن حقیقت میں ہمیں یقین ہے کہ آپ ہمارے درمیان اور ہر وقت ہمارے ساتھ ہیں اَللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیں کہ ہمیں شرِ حاسدین سے محفوظ فرمائے۔

یا سیّدی! حکومت نے یہاں اوقاف پر قبضہ شروع کر دیا ہے چاہے وہاں حقیقتاً وقف ہو یا نہ ہو وہ قبضہ کر لیتے ہیں، آپ اَللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیں کہ ہمیں اُنکے شر سے محفوظ رکھے۔ یا سیّدی! ازراہ کرم اپنے خالِ محترم اور برادرِ عزیز کو سلام پہنچائیں۔ عزیز شرف سہل اور حسن کو بھی ہمارا سلام دیں۔ دربار شریف کے تمام مخلصین آپکے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیتے ہیں اور سلام عرض کرتے ہیں۔

آپکا خادم اور احسان کا قیدی غلام محی الدّین

حضرت بابو جیؒ کے وصال پر تعزیت کا خط

از طرف سیّد احمد بن محضار العطاس عفو ادارۃ الحرم النبوی الشریف بالمدینۃ المنوّرۃ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۹۴ھ عزیزانِ گرامی قدر سلمہا اللہ تعالیٰ (پیر سیّد غلام معین الدّینؒ، پیر سیّد شاہ عبدالحق) السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، میں جب سے پاکستان سے آیا تھا اپنی صحت سے زیادہ سیّد بابو جیؒ کی صحت کیلئے دُعا گو اور فکر مند تھا کہ یکا یک آپ کے ٹیلی گرام نے برق بن کر میرے صبر و سکون کو جلا ڈالا "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" مجھ بیمار ضعیف و ناتواں کیلئے یہ صدمہ اس لیے بھی بہت عظیم ہے کہ مجھ میں پڑھنے لکھنے کی بھی

Marfat.com

سکت نہیں اور میں سفر کے قابل بھی نہیں جس روز ٹیلی گرام پہنچا ڈاکٹر نے اسی روز سے ایک مکان سے دوسرے مکان میں جانے تک کیلئے منع کر دیا ہے، اس معذوری کے وقت قدرت نے مجھ سے میری وہ ہستی چھین لی جو دنیا میں میری سب سے زیادہ غم خوار اور غمگسار تھی، جس کی سر پرستی اور شفقت کے باعث میں رنج وغم سے بے نیاز تھا جس کی ہمدردیوں نے مجھے سالہا سال تک نوازا آہ! آج میں اس کے غم میں تڑپنے، اور آنسو بہانے پر مجبور ہوں، مجھ پر انکی نوازشیں اور مہربانیاں اتنی تھیں کہ میرا بال بال ممنون احسان ہے، میرے پاس الفاظ نہیں کہ اس سانحہ عظیمہ پر آپ کو تعزیت لکھوا سکوں تاہم میری طرف سے دلی تعزیت قبول فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجرِ عظیم دے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجرِ عظیم دے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجرِ عظیم دے۔ وہ ہماری اور آپکی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے ورنہ در حقیقت وہ زندہ جاوید ہیں، ہمیں ان کی زندگی کا شعور نہیں وہ وصال الی الحق کے جس مقام اور جس مرتبہ پر فائز ہیں کم ہی لوگوں کو ایسا مقام نصیب ہوتا ہے صدیوں اور قرنوں میں اس عظمت کی ہستیاں پیدا ہوتی ہیں میں نے مسجدِ نبوی میں صفہ اصحاب النبی ﷺ پر ایصالِ ثواب کیلئے بارہ قرآن مجید ختم کرائے اور خیرات کی اور انشاءاللہ ایصالِ ثواب کا سلسلہ جاری رہے گا۔

میری دلی تعزیت اپنے خاندان کے ہر فرد، متعلقین، احباب، مُریدین اور لنگر کے جمیع خُدام تک پہنچا دیں میں آپکے رنج وغم میں برابر کا شریک ہوں اور دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیّدی و مُرشدیؒ کے درجات کو بلند فرمائے اور آپ سب کو اور مجھے صبر کی توفیق بخشے۔

آپ کا شریکِ غم احمد مضار العطاس المدنی

حضرت لالہ جی صاحبان کا خط حضرت مدنی صاحب کے نام

۳ رجب المرجب

زبدۃ السادات والاشراف سیّدی وسندی ومولائی السید احمد مضار المدنی ادام اللہ

Marfat.com

ظلکم۔ ہدیہ سلام اور آپکے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینے کے بعد ہمیں آپکا نوازشنامہ ملا جس میں آپ نے والد مکرم حضرت بابو جیؒ کے وصال پر اظہارِ افسوس کیا۔ سیّد! اس صدمے سے ہمارے کلیجے پاش پاش اور دل پارہ پارہ ہوگئے لیکن اللہ تعالیٰ کی قضاء کے سامنے کوئی مجال نہیں۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ بابو جیؒ آپ کی صحت کے بارے میں بہت متفکر تھے اور آپ کے مدینہ شریف تشریف لے جانے کے بعد کثرت سے پوچھا کرتے تھے اور اسی غم میں آپ کا وصال ہوگیا، اس سال آپ کو مدینہ شریف میں حاضر ہونے کا بہت شوق تھا، آپؒ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری دینے کے ازحد مشتاق تھے مگر حالت ایسی تھی کہ سفر نہیں کر سکتے تھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر میں تھا کہ آپ عالمِ شوق میں اس دارِ فانی سے کوچ کریں اور اسی حالتِ شوق میں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری نصیب ہو۔

سیّدی! آپؒ کے وصال سے ہم پر غم واندوہ کا وہ بوجھ آن پڑا ہے جس کے اُٹھانے کی ہم طاقت نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ سے صبر واستقامت کی درخواست کرتے ہیں اور یہ کہ وہ ہمیں تمام ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونیکی توفیق عطا فرمائے، آپ ہمارے لیے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حقوق ادا کرنے کی توفیق بخشے اور آپکی توجہات سے نفع پہنچائے، بے شک وہ زندہ ہیں لیکن ہم شعور نہیں رکھتے۔ سیّدی! آپ نے ختماتِ قرآن اور ایصالِ ثواب کے بارے میں لکھا ہے ہمیں آپ کی طرف سے یہی اُمید تھی۔ یہ ہم پر احسانِ عظیم ہے جیسا کہ بابو جیؒ قبلہ فرمایا کرتے تھے کہ ہر حال میں ہم پر آپ کے احسانات بہت ہیں ہم صرف خادم ہیں اور قبولیت خدمت پر آپکا شکریہ بجالاتے ہیں۔ انشاء اللہ آپ کا چہلم ۱۱ رجب بمطابق یکم اگست کو ہوگا ہم آپ سے خصوصی دُعا کی اُمید رکھتے ہیں، ہم آپکی صحتیابی کی خبر کے منتظر ہیں۔ خصوصاً آپکی آنکھ کی بینائی کے بارے میں تشویش ہے۔ سیّدی! اللہ تعالیٰ کی عنایات کے بعد سوائے حضور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

کی نظر مبارک کے ہمارا کوئی ملجا نہیں۔

دُعاؤں کے متمنی۔ غلام معین الدین، شاہ عبدالحق

حضرت مدنی صاحبؒ کی وفات پر حضرت لالہ جی صاحبان کا تعزیت نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گولڑہ پاکستان ۸ رمضان المبارک

۲۵۔۹۔۷۴

''اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' ذوالمجد والکرام ابنائے کرام حضرت سیّد شرف صاحب سہل صاحب وحسن صاحب بارک اللہ فیکم۔ سلاموں کے ہدیہ کے بعد اُمید ہے ہماری طرف سے تعزیت کا ٹیلی گرام پہنچا ہوگا، یہ خط اس معذرت کے اظہار کیلئے ہے کہ ہم فوراً آپ کی خدمت میں نہیں پہنچ سکے کیونکہ سفر کے لوازمات، پاسپورٹ کی تجدید، ویزا کا حصول ایک مسئلہ ہے۔ انشاء اللہ ہم رفع موانع کے بعد موسمِ حج میں حاضری کا اِرادہ رکھتے ہیں۔

قضائے الٰہی سے کوئی راہِ فرار نہیں، عظیم محسن عظیم مشفق کریم مکرّم آپکے والدِ بزرگوار ہمارے لیے بھی بمنزلہ والد بزرگوار تھے ان کی رحلت کے صدمے نے ہمیں بہت غمگین کیا ہے ہمارے دل پہلے حضرت بابو جیؒ کے وصال سے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے تھے۔ اب اس صدمے نے اور زیادہ نڈھال کر دیا ہے۔ اے افسوس وہ ہستی جو بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں ہمارا وسیلہ تھی ہم سے جُدا ہو گئی، اس خبر کے سُنتے ہی تمام مخلصین ہمارے پاس دوڑے آئے اور انتہائی غم کا اظہار کیا۔ ہم اس حالت میں حضرت مکرّم کی یاد میں ان کے لیے دُعا اور ایصالِ ثواب ہی کر سکتے ہیں اگرچہ ہم جسمانی طور پر دُور ہیں لیکن دِلی طور پر حاضر ہیں۔ ہمارے گھر والے آپ کے گھر والوں سے تعزیت کرتے ہیں اس مُلک میں ہمارے تمام محبین و مخلصین آپکے ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہیں، سلام عرض

Marfat.com

کرتے ہیں اور اس غم میں شریک ہیں۔

لنگر کے متعلقین راولپنڈی، لاہور، ملتان، سرگودھا، جھنگ، کراچی اور تمام علاقوں سے لوگ تعزیت گزار ہیں خاص طور پر کرنل شفیع صاحب، بریگیڈیئر علیم الدّین، مولوی فیض احمد فیض صاحب، مکرّمی مصباح صاحب سب دُعا کے طلبگار ہیں اور آپکے قدموں کو بوسہ دیتے ہیں۔ آخر میں ہمارا ہدیہ سلام بمع احترام قبول فرمائیں۔

آپکے غم میں شریک۔ غلام معین الدّینؒ، شاہ عبدالحق

حضرت بابوجیؒ کے تحریر کردہ خطوط سے چند اقتباسات

شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹویؒ کے نام

(1) مئی ۱۹۳۵ء "آپ اس قدر فاضلِ اجل ہو کر کیوں گھبراتے ہو جو خوشی بھیجتا ہے وہی غمی بھی بھیجتا ہے دونوں اسی کی طرف سے ہیں دونوں حالتوں میں بندے کیلئے خوشنودی ضروری ہے۔

وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ بِیَدِکَ الخَیر"

(2) ۳۵-۱-۱۶ "آج رات دو بجے کے بعد حضرت صاحب کی حالت نازک بوجہ کمزوری کے ہوگئی ڈاکٹر صاحب نے طاقت کا انجکشن لگایا ہے۔ اس وقت دس بجے ہیں آپ کو خط لکھ رہا ہوں، اب تک خدا کے فضل سے آرام ہے۔

(3) ۱۹۴۲-۴-۱۱ "یاد ایک نسبت ہے جو طرفین کو چاہتی ہے، اُمید ہے کہ اس بنا پر ہم بھی کسی کی یاد سے محروم نہیں ہو سکتے خدا اِس نسبت کو قائم رکھے، اسی کے آسرے پر وقت گزار رہے ہیں۔

(4) ۳۷-۶-۳۰ "دشمنوں کی ایذا رسانی اپنے مالک پر چھوڑ دو وہ چونکہ ہمارا خیر خواہ من کل الوجوہ ہے اور وہ حکیم و علیم ہے اس لیے ہمیں اپنے فکر سے کچھ فائدہ نہیں، ہمارا فکر جس قدر بھی ہو اسکی یاد میں ہو، کیا خوب کسی نے کہا ہے۔

Marfat.com

لب پہ ہو نام ترا دل میں تری یاد رہے   حلق پر تیغ رہے، سینے پہ جلاّد رہے

(5) ۵۴-۱۰-۱ ''اسی کے دستِ قدرت میں سب کچھ ہے اسی کی حکومت اسی کا حکم، اسی کا تصرف، اسی کے فضل کے مستحق ہیں، سب محتاج ہیں وہ سب کا محتاج الیہ اسی کے ہیں جینے بھی ہیں وہی مالک ہے وہی وحدہ لاشریک ہے وہی ہو گا سوائے اس کے اور کون ہے؟ کوئی نہیں۔

(6) ۴-۵-۷-۲۲ چونکہ ایجادِ عالم کی علت تعیّن حبی ہے اس لیے قرار آنا محال ہے، اضطراب بے چینی لازمی ہے بے قراری ذاتی آرام کہاں آرام کیسے۔ جسے قرار اسے قرار

بیچارے تعیّن کو چین کہاں

مولانا فیض احمد فیض کے نام

(1) ۷-۴۷-۶-۷ ''شیخ کامل کے تصور سے یہی غرض ہوگی کہ اپنے آپ کو اس میں فنا کرنا اور اپنی صورت اور عبادت کو اسی کی عبادت سمجھنا۔ گویا وہی کر رہا ہے۔ تا کہ اسکے مقام تک رسائی ہوتے ہوتے اسی کی صورت وسیرت ہو جائے۔

(2) ۴۹-۸-۱۹ ''یہ دار فنا ہے۔ ہر ایک نے اپنے اپنے وقت مقررہ پر جانا ہے یہ دار غم، الم ومصیبت کیلئے ہے۔ اس میں کون خوش ہے۔ کوئی بھی نہیں۔ ہاں صرف وہی خوش قسمت خوش ہیں جنہوں نے اس سے یاری لگائی۔ اور اس میں جان دی۔ ان کا غم بھی راحت، اللہ تعالیٰ ان کے طفیل ہم گناہ گاروں پر بھی رحم فرمائے۔

(3) ۵۹-۱۱-۱۵ '' اخلاص درد عجیب نعمتیں ہیں انہی کی آج کل کمی ہے بلکہ بالکل مفقود ہو رہے ہیں۔ بہت پریشان ہوں اللہ تعالیٰ تجھے خوش رکھے۔

علامہ عبدالغفور ہزاروی کے نام

(1) ''جس طرف جاؤ اور رُخ کرو اسی کا جلوہ ہوگا۔ بفضلہٖ ہمیں کسی قسم کا تردّد نہیں، کسی کی جوتیوں کے صدقے ہمارا میدان وسیع ہے۔

Marfat.com

(2) ۴۴۔۱۲۔۲۵ ''خدا منزلِ مقصود پر پہنچائے (آمین) جو کچھ ہوا عطا سے ہوا، جو کچھ ہوگا عطا سے ہوگا، نا اُمیدی کسی صورت سے نہیں۔

چوں پذیرفتی تو مارا ز ابتداء   مرحمت کن ہم چنیں تا انتہاء

ترجمہ: (جب تُو نے ابتداء میں ہمیں قبول کیا پس اسی طرح آخر تک رحمت فرما)۔

(3) ۵۰۔۲۔۱۲ ''بفضلہٖ تعالیٰ نسبت بھی دُرست ہے اور یاس بھی کسی قسم کی اس بارگاہ سے نہیں ہوسکتی، لوگوں کے دلوں میں جو قدر ہے وہ ہے۔

میجر الطاف کیانی کے نام

(1) ۶۶۔۶۔۲۲ ''یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک دلی مخلص غوث الاعظم ؓ کا اور پھر محروم رہے کبھی نہیں، دارو مدار نسبت پر ہے وہ خدا کے فضل سے اچھی اور قوی رکھتے ہو، ان کا فرمان ہے

''زر غبا تز دد حبا'' دیر دیر سے ملو تاکہ محبت زیادہ ہو۔

(2) ۵۷۔۸۔۱۰ ''پڑھنے لکھنے پر نظر مت رکھو اُس پر رکھو جس نے آج تک ساتھ دیا اور اسی کے فضل وکرم سے یہاں تک پہنچے وہ ہر وقت ہر آن تمہارے ساتھ ہے وہ تمہارا مربی ہے اسے مت بھولو اسی سے لو لگائے رہو، اسی کے شیدائی بنو، اسی کے سودا میں سرگرداں رہو محبت کے قابل وہی ہے وہ چاہتا ہے تُو بھی اسی کو چاہو، وہی حقیقی حاجت روا ہے باقی سب اس کی شانیں ہیں، یہ سب اسی کے جلوے ہیں، جلووں سے نکل کر جلوے والے کی طرف متوجہ ہو، یہ نسخہ عجیب وغریب ہے مجرّب ہے مفید ہوگا۔

رائے محمد یار (سجن) کے نام

۶۸۔۳۔۴ غوثِ اعظم ؓ کے زیرِ سایہ ہو پھر کھوٹے کیسے ہوسکتے ہو۔ میرے بیلی کے جگر بند ہو ان کی نسبت کس قدر قوی تھی تم بھی اسی میں جکڑے ہوئے ہو، خدا کرے کہ یہ سلسلہ ٹوٹنے نہ پائے، تعلق تم سے دو قسم کا ہے، خدا وہ وقت نہ لائے کہ تم نظر

Marfat.com

سے گرو، اگرچہ میں کسی کام کا نہیں مگر تم سے جو تعلق ہو چکا وہ ٹوٹنے کا نہیں۔

مولونا محمد عبدالحی چشتیؒ کے نام

''باقی رہا مسئلہ قید، قیود اور اس کے متعلق صرف اتنی عرض ہے کہ جس قدر قیود کی قید سے رہائی حاصل کرتے جاؤ گے اسی قدر آزادی اور آرام واطمینان حاصل ہوتا جائیگا، قیود کو قیود سمجھ کر ان سے عبور کرنا ضروری ہے نہ کہ یہاں بیٹھ رہیں، قیود کو ترک کرتے کرتے مطلق میں جا کر بسیرا اختیار کریں جب وہاں جاؤ گے تو پھر بہشت بھی کچھ چیز نہیں اس سے بھی تنفر پیدا ہو جائیگا۔

محترم کرنل عبدالغفار خان (پیر پیائی نوشہرہ) کے نام

ثوابوں پر نظر نہ رکھو بلکہ ثواب دینے والے پر، کہ تمام دنیا کے گناہ ایک طرف اور اسکی ذرا بھر رحمت ایک طرف وہ ثوابوں پر فیصلہ نہیں کریگا بلکہ اپنے فضل پر کریگا، سخت سے سخت بدتر گناہگار کو اگر وہ بخش دے اسے کوئی نہیں پوچھ سکتا، سلوک کے راستے پر شیطان قدم قدم پر شکوک کی راہ دکھاتا ہے مگر آپ اس طرف خیال نہ کریں بلکہ اپنے ذوق شوق کو رہبر بنائیں اور مردانہ وار طویل سفر کریں۔

قاضی غلام احمد (چکوال) کے نام

۱۷۔۴۔۴۶ (خط کے اقتباس سے پہلے اس کا پسِ منظر درج کیا جاتا ہے گولڑہ شریف ایک جلسے میں مولوی غلام خان صاحب نے مناظرے کا چیلنج کیا تھا تاریخ مقرر ہوگئی علماء اہلِ سنت پہنچ گئے مگر وہ نہ آیا۔ علماء اس کے پیچھے راولپنڈی چلے گئے مگر وہاں یہ عذر پیش کیا کہ قتل کا اندیشہ ہے)

''لوڈ سپیکر والوں نے مناظرہ کی تاریخ مقرر کی پھر نہیں آئے۔ ۱۴ تاریخ کو تمام مولوی صاحبان نے اچھی طرح سے اپنی تقاریر سے لوگوں کو مستفید فرمایا، پھر اس کے کہنے پر راولپنڈی بھی تشریف لے گئے مگر وہاں یہ عذر پولیس میں پیدا کر دیا کہ قتل کا

Marfat.com

باندیشہ ہے غرض کہ آخر وہاں بھی نہیں آئے، مولوی صاحبان واقعات اور ضروری تقاریر کر کے چلے گئے۔ اب حسرت کی آگ بھڑکی ہوئی ہے کہیں تو میرے قتل کے اِرادے ہو رہے ہیں اور کہیں یہ تجویز ہو رہی ہے کہ مولوی غلام خان صاحب کو قتل کر دیا جاوے اور ذمے فلاں یعنی میرے لگا دیا جائے، دیکھیے اب پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔

حاجی فضل کریم (چکوال) کے نام

(1) ۵۵۔۷۔۶ ''جس قدر نسبت نازک ہوگی اسی قدر غیرت بھی پائی جائے گی۔ حضرت کی ذاتِ اقدس میں غیرت بہت تھی جب حاضر ہو تو محض حضرت کی زیارت کا قصد کرو اور بلا شرط آؤ۔

(2) ۶۲۔۱۔۴ ''وہ کون ہے کہ جس کا مخالف و دُشمن نہیں، یہ حاسد چلے آتے ہیں اور چلے جائیں گے حتیٰ کہ خدا اور اس کا رسول بھی اس سے نہ بچ سکے۔ الحمدُ اِللّٰہ! کہ محسود ہو حاسد نہیں، حاسد ہمیشہ حسد کی آگ میں خود جلتا ہے بے فکر رہو وہ نقصان دراصل اپنا کر رہے ہیں تیرا نہیں۔

خواجہ نیاز احمد کے نام

وہ قادر مطلق ہے سب کچھ اس کے ہاتھ میں ہے جس طرح چاہے کرے درحقیقت وہی ہے اور وہی ہوگا اس کا در پردہ تصرف ہے اور وہی مالکِ حقیقی ہے وہ راضی رہے تو سب کچھ ورنہ کچھ بھی نہیں۔

مائی سائرہؒ (استنبول، تُرکی) مولانا رُومؒ کی مدّاح خاتون کے نام

(1) ۶۹۔۴۔۹ ''جسمانی طور پر تو میں یہاں ہوں مگر ذہنی طور پر حضرت مولانا رُومؒ کے مزار پر ہمیشہ ہوں۔

۶۷(2)۔۶۔۱۹ ''مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ آپ بچپن ہی سے اَللّٰہ تعالیٰ سے محبت کرتی ہیں یہ بہت بڑی نعمت ہے اَللّٰہ کی ذات ہمیشہ قائم رہنے والی ہے اور اسی طرح اسکی

Marfat.com

محبت بھی فانی نہیں، نجات کا راستہ اس کے احکام کی پیروی اور حضور ﷺ سے وفاداری اور اولیائے کرام سے دل بستگی میں ہے۔ مثنوی شریف میں حضرت مولانا رُومؒ نے یہ اشعار تحریر فرمائے ہیں۔

از محبت مسہا زریں شود — وز محبت تلخ ہا شیریں شود

از محبت شاہ بندہ می شود — وز محبت مردہ زندہ می شود

ترجمہ: (محبت سے تانبا، سونا بنتا ہے، اور محبت سے کڑوی چیزیں میٹھی ہو جاتی ہیں محبت سے بادشاہ غلام بن جاتا ہے اور محبت سے مُردہ، زندہ ہو جاتا ہے)۔ محبت اگر پاکیزہ اور اللہ تعالیٰ کیلیے ہو تو اچھے نتائج کی حامل ہوتی ہے دوست بنانا تو آسان ہوتا ہے مگر دوستی کے تقاضے پُورے کرنے آسان نہیں۔

(3) تم نے چاند کا ذکر کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمہارے اندر محبت کا جذبہ گہرا موجود ہے اس میں شک نہیں کہ محبت کبھی پُرانی نہیں ہوتی۔ حتیٰ کہ محبت کے لئے موت بھی نہیں لیکن لازمی ہے کہ اس کو عمدہ طرف لگایا جائے ایک مقصد حیات قائم کرو۔ اور وہ یقیناً حضور ﷺ کی محبت ہے جو ایک غروب نہ ہونے والا روشن چاند ہے خاموش اور سکون کے اوقات دُرود شریف جس قدر پڑھ سکو پڑھو۔ اور کوشش کرو کہ تمہاری نظروں اور خیالوں میں رہیں تمہارا بھائی اور خیر خواہ ہونے کی صورت میں کہتا ہوں کہ پانچوں وقت کی نماز مت چھوڑو۔ اسلامی احکامات سیکھنے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔

مہر غلام دستگیر (سرگودھا) کے نام

۶-۲-۶۲ ''خیر خواہ بد خواہ میں تمیز کرو، اچھے کاموں کی عادت ڈالو خدا کی مخلوق کو محض خدا کی مخلوق سمجھ کر اس سے اچھا سلوک کرو، اخلاق حسنہ کے پابند رہو۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا پورا پورا خیال رکھو۔ یہ دنیا مسافر خانہ ہے اس میں کسی کو قیام نہیں جو طویل سفر درپیش ہے ہر وقت اس کا خیال رکھو مالکِ حقیقی کے احسانات لامتناہیۃ کے آگے ہر

Marfat.com

وقت سرخم رہو۔

میاں اکبر علی بالا (ضلع میانوالی) کے نام

۶۲۔۳۔۱۲ ''کوئی دم کا مسافر ہوں پردیسی ہوں اپنا وطن نہیں وطنِ اصلی سے بہت دُور ہوں قافلے والے جو خیر خواہ تھے وہ پہلے چلے گئے اب اکیلا رہ گیا ہوں کوئی خیر خواہ ہمدرد نظر نہیں آتا۔ پریشان ہوں حیران ہوں، خدا ہی حافظ

محمد اسماعیل سیٹھی (پشاور) کے نام

۴۰۔۶۔۸ ''شاہ کو دیکھا ایک عجیب سماں نظر آیا، خوب لطف آیا، شکر خدا کیا وہ مالک ہے وہ ہر وقت ساتھ رہتا ہے اس کی پناہ میں ہوں اس کے سہارے پر وقت گزار رہا ہوں اسی کو وفادار پایا، اس کو ہر ایک مصیبت میں کام آنے والا دیکھا، اسے کیسے چھوڑوں اسے کیسے بھلاؤں، خدا کرے کہ ایسا وقت نصیب نہ ہو کہ اسے ایک منٹ بلکہ ایک سیکنڈ کیلئے بھی بھولوں۔ اس وقت تک نہ رہوں مَر جاؤں فنا ہو جاؤں، برباد ہو جاؤں، مِٹ جاؤں، وہ میرا مالک میں اس کا بندہ، مجھ سے بندگی کے حقوق ادا ہوں، وہ راضی ہو میں منزلِ مقصود کو تب پہنچوں گا تم بھی اس کی پناہ میں رہو، انقلاب کا واویلا ہے اس کے زیرِ سایہ رہو جسے کسی وقت بھی انقلاب نہیں، اس سے نیاز ہو اس سے محبت ہو، اس کا شکریہ جو قابلِ شکریہ ہے اس کیلئے حمد جو قابلِ حمد ہے جس رنگ میں وہ جس کسی کو رکھے اسے کون پوچھنے والا ہے جس طرح سے کسی کو کسی سے یاد کرائے اس کی مہربانی، اس کی عنایت، بہر حال، بہر کیف اس کا رحم ہی رحم ہے وہ ہمیں شکریہ کی توفیق دے۔

مولانا گل فقیر احمد پشاوری کے نام

۵۴۔۱۰۔۱ ''خدا حافظ و ناصر ہو! اس کے دستِ قدرت میں سب کچھ ہے اسی کی حکومت اسی کا حکم اسی کا تصرف اسی کے فضل کے مستحق ہیں، سب محتاج ہیں وہ سب کا محتاج الیہ ہے اسی کے ہیں جیسے بھی ہیں وہی مالک ہے وہی وحدہٗ لاشریک ہے وہی ہے

Marfat.com

وہی ہوگا سوائے اس کے اور کون ہے؟ کوئی نہیں۔

مشتاق احمد سیٹھی پسر حاجی محمد ایوب سیٹھی کے نام

۱۶ مئی ۱۹۵۷ء جس کے دستِ قدرت میں سب کچھ ہے اس کا اور اس کے احکام کا ہر وقت خیال رہے۔ یہ دنیا چند روزہ ہے۔ اس نے کسی سے وفا نہیں کرنی۔ رزاق وہی ہے زندگی اور موت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ مادی ترقی پر اپنا راس المال قربان نہ کرنا۔ آخر وہاں جانا اور اسکے سامنے پیش ہونا ہے جس نے سب کو مال دیکر سوداگری کیلئے روانہ کیا۔ ذرا ہوش رہے۔ آباؤ اجداد کی عزت کا خیال رہے۔ امین بننا۔ خائن نہ ہونا۔ خدا حافظ و ناصر ہو، اُمید ہے میری خیر خواہی کی باتوں سے بُرا نہ مناؤ گے۔ اگرچہ میں اس قابل نہیں ہوں کہ تمہیں لکھ سکوں مگر تمہارے آباؤ اجداد سے جو تعلق رہا ہے وہ مجھے مجبور کر رہا ہے۔ خدا حافظ، اسی کی نصرت میں اپنا وقت مستعار گزارو۔

محمد صادق وٹو کے نام

"وقت ہر طرح سے نازک ہے خدا پر بھروسہ رکھو اس کے مقبولوں سے سچا نیاز رکھو، ان کے وسیلہ سے خدا سے مدد چاہو،

محمد صدیق ساجد علوی کے نام

۵۹۔۳۔۱۷ "تم اپنا کام کیے جاؤ، دشمن اپنا کام کرے، اپنے معبود کو کسی حالت میں نہ چھوڑو جیسے کہ میرے مولانا رومؒ نے کیا ہی خوب نسخہ عطا فرمایا ہے۔

لنگ ولوک وخفتہ شکل و بے ادب سوئے اومی تاز اورا می طلب

ترجمہ: (تم لنگڑا کر چلو شکل سوئی ہوئی بظاہر بے ادب لیکن دل سے اپنے مقصودِ حقیقی کی طرف دوڑو اور اس کی طلب کرو)۔

تم ساجد ہو وہ مسجود ہے، دشمن کا کام ہے وار کرنا بلکہ اس کی وجہ سے تم اس طرف زیادہ پناہ پکڑو گے، دشمن تم پر وار کرتا ہے، تم اپنے مولا کی پناہ میں جاتے ہوئے اسے یاد

Marfat.com

کرتے ہو، اسی کی طرف دوڑتے ہو، یہ اچھی بات ہے بلکہ میں تو دشمن کا احسان سمجھتا ہوں کہ وہ مالک کی طرف فی الحقیقت دھکیل رہا ہے۔

خواجہ محمد مسعود ملتانی کے نام

۵۴۔۸۔۱۶ ''بادشاہی اسی کی ہے بادشاہِ حقیقی وہی ہے مُلک اسی کا ہے حکم اسی کا ہے، تصرّف بھی حقیقتاً اس کا اور مجازاً اسباب کا، وہ رحم فرمائے اس کے آگے سرخم ہے، جو کچھ آتا ہے اسی کی طرف سے آتا ہے، بندے کا کام مالک کے آگے سرخم رکھنا ہے، والدین کی رضا مندی تمہاری سعادت مندی کی دلیل ہے۔ میں بھی تمہیں محبت کی نظروں سے دیکھتا ہوں، خدا کے فضل سے تمہارے آثار اچھے ہیں اللہ تعالیٰ ان میں ترقی دے اور دائی رکھے۔

خواجہ مظفر محمود ملتانی کے نام

۵۶۔۷۔۲۲ '' اخلاص نامہ پہنچ کر کاشف مافیھا ہوا، مکرّمی حضرت مولانا امجد زہاوی بغدادی، تشریف فرما ہیں۔ ۱۰ ماہ سے اکثر اسلامی ممالک کا دورہ کر رہے ہیں کہ تمام مسلمان چندہ کریں اور فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کی امداد، اسلحہ، خوراک اور چھوٹے چھوٹے کارخانوں سے کی جائے یہ بھی جہاد ہے اس جملہ پر یہ کام ہم نے بھی بفضلہٖ تعالیٰ یہاں شروع کر دیا، لوگ حسب استطاعت چندہ دے رہے ہیں، زکوٰۃ بھی لگ سکتی ہے، یہاں رجسٹر پر نام سب کے بمع پتے کے لکھے جاتے ہیں، آپ بمع اپنے متعلقین کے اس میں حصہ لیں۔

(راقم الحروف) مشتاق احمد (مدرسہ انوار العلوم، ملتان) کے نام

(۱) ۶۶۔۱۱۔۲۹ تیرا اخلاص تجھ سے جو کچھ کہلوائے کہو میرا تیرے اخلاص کے آگے سرخم ہے۔ خدا کے فضل سے لائق بھی ہو ہنر مند بھی ہو، ناشکری نہ کرو بلکہ اسکا شکر ضروری ہے، شکستہ دلی اگر رکھتے ہو تو اس سے بڑھ کر اور کیا چاہتے ہو کیونکہ وہ شکستہ دلوں کو پسند فرماتا

Marfat.com

ہے اور انہیں میں وہ رہتا ہے۔ ٹھیک ہے وہ نہ بدلے اگر اور کوئی بدلتے ہیں تو بدلنے دو ان کا کیا غم، بے لطفی اور لطف دونوں ضدّیں ہیں انکا اجتماع محال ہے مگر جس کا واسطہ اطلاق میں ہو اس کیلئے اجتماع ضدّین محال نہیں۔

(2) ۶۷-۳-۲ ''مشتاق ہو، اچھی جنس والے ہو، اس مالکِ حقیقی کو یہی پسند ہے منزلِ مقصود پر یہی چیز پہنچانے والی ہے بڑے خوش نصیب ہو، اللھم زد فزد۔ طبیعت پریشان ہے بے ذوق ہے تمام اندھیرا ہی اندھیرا نظر آرہا ہے، ذرا شوق کو اس طرف بھی بھیج دو۔ خدا حافظ و ناصر ہو۔

مہر احمد نواز ستیانہ (ضلع جھنگ) کے نام

۶۱-۲-۱۵ ''اللہ تعالیٰ بطفیل اپنے حضرت غوثِ اعظم ﷺ اور اپنے مولانا رُومؒ تیری سب تکلیفیں دُور فرمائے اور تجھے کسی کا محتاج نہ فرمائے اور تجھے اپنے ذوق وشوق سے مالا مال فرمائے۔ تم دُکھیا ہو اور مجھے دُکھیا کا قدرتی طور پر قدر اور اس سے ہمدردی ہوتی ہے۔ کیونکہ میں خود دُکھیا چلا آیا اور چلا جاؤنگا، خدا تیرا حافظ و ناصر ہو۔

راجہ منظور عباس (لندن) کے نام

۷۰(1)-۱۲-۳۱ ''ناراضگی بے ادبی کا خیال کیوں کرتے ہو، جہاں اخلاص اور محبت ہو وہاں بے ادبی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہاں البتہ اگر محبت میں ناراضگی ہو تو اس میں بھی لطف ہوتا ہے۔

(2) ۷۱-۳-۲۲ ''تم اپنے اخلاص اور محبت کی وجہ سے نزدیک ہی ہو، دُور نہیں ہو نزدیکی اور دُوری کا دارومدار تعلق پر ہے۔ تعلق نہ ہو تو نزدیک بھی ہو کر دُوری رہتی ہے۔ خدا کرے تعلق اور نسبت میں فرق اور کمی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم ہمیشہ شاملِ حال رکھے اور حافظ و ناصر ہو۔

(3) ۷۱-۱-۲۹ ''خدا کے فضل سے تمہارے دل میں محبت اور اخلاص ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کا خاص کرم اور مہربانی ہے۔ آجکل لوگوں کے دلوں سے آپس میں محبت وغیرہ سب مفقود ہوگئی ہے محبت والے بہت تھوڑے رہ گئے ہیں۔

ماسٹر نور محمد چشتی کے نام

(1) ۵۵۔۱۱۔۴ ’’خدا کے فضل سے نسبت والے ہو، نسبت کے ہوتے ہوئے نقصان کا احتمال ناممکن ہے، زمانہ میں کیا کچھ ہو رہا ہے یکسوئی وغیرہ کس طرح سے آئے، اپنے اشغال کرتے جاؤ جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہوگا اسکی طرف خیال مت کرو، اللہ تعالیٰ اپنا ذوق وشوق عطا فرمائے۔

۵۷(2)۔۸۔۱۹ ’’حضرت کا فرمان تھا کہ جس طرف انجن جائے گا، گاڑیاں بھی اسی طرف جائیں گی، میں نے عرض کی کہ بشرطیکہ گاڑیاں، انجن سے اچھی طرح اٹیچ ہوں ورنہ مشکل

اکرم وٹو کے نام

۴۵۔۵۔۲۲ ’’حقوق العباد سخت ہیں انکا ہر طرح سے خیال رکھا جائے غوثی سایہ ہمیشہ تمہارے اور تمہاری اُولاد کے سر پر ہو جس کے کہلواتے ہو اسی کے کہلواتے رہو اسی سے نسبت قائم رہے اس کی نظر رہے اسی سے اُلفت ہو، دنیا چندروزہ فانی ہے۔

آغا شورش کاشمیری کے نام (مشہور صحافی مدیر ہفت روزہ چٹان)

۴۹۔۱۲۔۱ ’’مجھے جو آپ سے تعلق خالصاً لِلّٰہ پیدا ہو چکا ہے وہ آپ کو بھولنے نہیں دیتا، اللہ تعالیٰ آپ کو ہر ایک میدان میں باعزت رکھے اور کامیاب فرمائے اور خصوصاً اپنے ذوق وشوق سے مالا مال فرمائے۔ حضرت کے مزارِ اقدس پر بوقتِ حاضری بلا مبالغہ جو کچھ ہو سکتا ہے وہ عرض کرتا ہوں، خدا حافظ و ناصر ہو، آمین!

Marfat.com

مولوی محمد اشرف (خطیب غلہ منڈی جہانیاں) کے نام

۶۳۔۲۔۲۰ ''بفضلہٖ تعالیٰ اچھی جنس رکھتے ہو اور اچھے سرمایہ دار ہو یہ وہ سرمایہ داری ہے کہ جس پر نہ کسی قسم کا ٹیکس ہے اور نہ کوئی خرابی

حسیب خان رُسوا رامپوری کے نام

''یہاں جو لوگ آتے ہیں وہ جن کیلئے آتے ہیں۔ وہ اسی طرح موجود ہیں۔ ہم بھی انہی کے زیرِ سایہ بیٹھے ہیں۔ ان کی برکات و فیوض اسی طرح موجود ہیں اور مخلصین کو سب کچھ نظر آتا ہے۔ ہاں جو لوگ صرف جلبِ منفعتِ دنیا کیلئے ان سے ملا کرتے تھے اور اپنے اخلاص کا اظہار کیا کرتے تھے اب ان کو اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہونے کی وجہ سے سناٹا اور بے رونقی نظر آئی ہوگی۔ اسی لئے اس کا اظہار کیا۔ اگر دلی تعلق یا لگاؤ ہوتا تو سب کچھ موجود دیکھتے۔''

(منجانب حضرت لالہ جی صاحبان)

Marfat.com

بابِ نہم

فرمودات، واقعات، تعمیراتی کام اور کرامات

Marfat.com

فصلِ اوّل

فرمودات

حضرت بابو جیؒ کے چند فرمودات

حضرت بابو جیؒ مخزن علم و عرفاں تھے۔آپ دینی اُمور پر گہری نظر رکھتے تھے۔اور اکثر و بیشتر مصاحبین کے ساتھ دورانِ گفتگو کئی اہم علمی موضوعات پر نہایت جامع انداز میں اظہارِ خیال فرماتے تھے۔انتہائی پیچیدہ مسائل پر بھی آپ کا بیان بیحد مدلّل اور ہر کس و ناکس کیلئے قابلِ فہم ہوتا تھا آپؒ کے ارشادات وہ بارانِ رحمت تھے۔جو خشک اور بنجر زمینوں کو سیراب کرتے اور ویرانوں کو چمنستان میں تبدیل کر دیتے۔آپؒ کی گفتگو کا بنیادی مقصد حاضرین کی روحانی تربیت اور ان کے علم میں اضافہ ہوتا تھا۔ایک مُرشد کامل کی حیثیت سے ان کی دلی خواہش ہوتی تھی کہ وہ اپنے عقیدتمندوں کے دل و دماغ کو جلا بخشیں،نور ایمانی سے منور کریں اور دنیاوی آلائشوں سے پاک و صاف زندگی گزارنے کیلئے رہنمائی فرمائیں۔آپؒ فرمایا کرتے تھے۔

نمی گویم کہ از عالم جدا باش ۔۔۔ بہر جائے کہ باشی با خدا ﷻ باش

ترجمہ: (میں یہ نہیں کہتا کہ دنیا سے الگ تھلگ ہو کر رہو۔لیکن جہاں بھی رہو خدا کے ساتھ رہو)۔

ایک روز ایک ارادتمند آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں دُعا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے کیا مانگوں؟ آپؒ نے فرمایا "اللہ سے اللہ کو مانگو" حضور کا یہ ارشاد مُرشد رُومی مولانا جلال الدین رُومی کے ان اشعار سے بے حد مطابقت رکھتا ہے۔

یاد اُو ﷻ گر مُونسِ جانت بود ۔۔۔ ہر دو عالم زیرِ فرمانت بود

ترجمہ: (اگر اس کی {خدا ﷻ کی} یاد تیری جان کا حصہ بن جائے تو دونوں جہاں تیرے

Marfat.com

حکم کے تابع ہوں گے)۔

گر تو پیوندی بداں شاہ جل جلالہ شہ شوی ذرہ گر بودی و لیکن مہ شوی

ترجمہ: (جب تو اس شاہ جل جلالہ کا ہوگیا تو اگر تُو ذرّہ ہے ماہ بن جائے گا)۔

از ہمہ می بُرد بدو پیوند کن بر دریک یادِ خود را بند کن

ترجمہ: (سب کو چھوڑ کر اس کے ساتھ جُڑ جا اور اپنی یادوں کو صرف ایک در سے وابستہ کر لے)۔

اَللہ جل جلالہ اَللہ جل جلالہ کن کہ اَللہ می شوی ایں سخن حق است واللہ جل جلالہ می شوی

ترجمہ: (اَللہ جل جلالہ اَللہ جل جلالہ کرتا کہ اَللہ جل جلالہ کی ذات میں کھو جائے یہ بات درست ہے واللہ جل جلالہ ایسا ہی ہوگا)۔

وحدۃ الوجود

حضرت بابو جیؒ بسا اوقات اس موضوع پر اظہارِ خیال فرمایا کرتے تھے اور آیات قرآنی کے علاوہ فارسی شعراء خصوصاً مولانا رُومؒ کے اشعار کا حوالہ بھی دیا کرتے تھے۔ ایک محفل میں فلسفہ وحدت الوجود پر روشنی ڈالتے ہوئے آپؒ نے فرمایا۔

ذاتِ او بیرنگ و رنگش صد ہزار روئے او ہر آن دارد صد بہار

ترجمہ: (اسکی ذات کا کوئی رنگ نہیں اور ہزار ہا رنگ بھی ہیں۔ اسکا چہرہ ایک لحہ میں سو بہاریں دکھاتا ہے)۔

سبحان اللہ کیا نرالا یار ہے۔ نرالے کی باتیں بھی نرالی ہیں۔ بے شک ایک ہو کر بھی کیا کچھ کر رہا ہے۔ کرتا چلا آیا ہے اور کرتا چلا جائے گا۔ اور وہ خود جس طرح تھا اسی طرح ہے اور اسی طرح رہے گا حضرت کا فرمان ہے۔

قَدْ کَانَ وَمَا مَعَہٗ مَا کَانَ مِنَ الْاَکْوَان اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ مشہودِ دلِ زارم

ترجمہ: (اللہ کی ذات تھی اور اس کے ساتھ کائنات میں کچھ بھی نہیں تھا اب بھی اسی طرح

Marfat.com

ہے جس طرح کہ پہلے تھا میرے دل زار نے اس کا مشاہدہ کیا ہے)۔

آپؒ نے فرمایا۔ بے شک وہی تھا اور وہی رہے گا۔ قرآنِ حکیم میں ہے۔ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ۔ (وہی شروع سے ہے اور وہی آخر تک رہے گا اور وہی ظاہر ہے اور وہی پوشیدہ ہے) لیکن اس کے ظہور کتنے ہیں، وہ کیسے کیسے رنگوں میں جلوہ گر ہے اور پھر بھی ایک ہی ہے سچ ہے۔

صد ہزار اسماء مسمّٰی یک وجود　　　نے اشارہ نے کنایہ نے نمود

ترجمہ: (لاکھوں اسماء ہیں وجود فقط ایک ہے کسی اشارے کنایے اور نمود کے بغیر وہی ایک ذات ہے)۔

اگر ہم اپنے پاس کی چیزوں پر نظر ڈالیں تو یہ حقیقت بخوبی واضح ہو جاتی ہے دیکھنے میں دریا دریا ہے اور موج موج ہے ان گنت لہریں اور موجیں ہیں لیکن ان سب کو دریا کہا جاتا ہے اور دریا ایک ہے۔ اسی طرح بڑ کے درخت کا بیج ہے ایک اور سیاہ۔ اگر کوئی کہے کہ اس میں پندرہ ہزار ٹہنیاں اور ہزاروں پتے ہیں تو عقل اسے تسلیم نہیں کرے گی۔ لیکن اس حقیقت سے کب انکار کیا جا سکتا ہے کہ جب بیج بویا جائے تو اس سے ایک تن آور درخت نمودار ہوگا جسکی کئی شاخیں ہونگی اور ان گنت پتے۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ سب ایک بیج کی صورتیں ہیں۔ شاخوں کی اپنی صورت ہے۔ پتوں کا اپنا رنگ ہے اور درخت کی اپنی شکل۔ اسی طرح دنیا میں لاتعداد چیزیں موجود ہیں بے شمار انسان ہیں۔ ان سب کی شکل وصورت جداگانہ ہے لیکن ان کا پیدا کرنے والا خالق ایک ہے۔ یہ سب اسکے دستِ قدرت کے شاہکار ہیں اور اسی کے جلوے ہیں۔ ہمہ اوست سب کچھ وہی ہے۔

چشم بکشا و جمال یار بیں　　　ہر طرف ہر سُو رُخِ دلدار بیں

من ندیدم غیرِ جاناں در جہاں　　　در حقیقت اُوست پیدا و نہاں

ترجمہ: (آنکھیں کھول اور یار کا حُسن و جمال دیکھ۔ ہر طرف اور ہر سُو محبوب کے چہرے

Marfat.com

کا دیدار کر۔ میں نے سوائے اپنے محبوب کے کسی غیر کو دنیا میں نہیں دیکھا۔ در حقیقت وہی ظاہر میں بھی ہے اور پوشیدہ بھی)۔

اس صورتِ حال کی حقیقت سے آگاہ ہونے کیلئے اس کرشمہ ساز کے کرشموں کا پوشیدہ راز جاننے کیلئے ظاہری آنکھ کی بجائے دل کی آنکھ سے جستجو کرنی ہوگی۔ اور بقولِ مولانا رُومؒ

با تو گویم سِرّ اسرارِ نہاں اے برادر نقش را نقاش داں

ترجمہ: (اے بھائی آؤ میں تمہیں پوشیدہ رازوں کی حقیقت بتاؤں۔ اور وہ یہ ہے کہ نقش کو نقاش سمجھو یعنی نقش میں جو حُسن ہے وہ دراصل نقاش کا حُسن ہے)۔

جب ہم کوئی خوشنما تحریر دیکھتے ہیں تو یہ قلم کا کمال نہیں ہوتا بلکہ قلم والے کا کمال ہوتا ہے اسی طرح دنیا بھر کی تخلیقات اسی ذات واحد کا مظہر ہیں۔ لہٰذا ہمیں ظاہری حُسن و حسین اشیاء سے محبت کرنے کی بجائے خالقِ حقیقی سے دل لگانا چاہیے کیونکہ دنیاوی حُسن اور اشیاء تو فانی ہیں اور انکا پیدا کرنے والا ہمیشہ رہنے والا ہے اسلئے فانی سے محبت کرنا بیسود ہے۔ دل اس سے لگایا جائے جو غیر فانی ہے۔ مُرشد رُومیؒ نے کیا خوب کہا ہے۔

در مقید آیتِ مطلق نگر ہم بچشم حق بسوئے حق نگر

اس دنیا میں حُسن حقیقی کو دیکھ۔ چشم حق بیں سے حق کے جلوے (ہر طرف) دیکھ

سبحان اللہ جل جلالہ سبحان اللہ جل جلالہ۔ کیا شان ہے اس واحد و یکتا کی۔ وحدت الوجود کے مسئلے پر حضرت بابو جیؒ نے ۲۵ اپریل ۱۹۶۴ء کو حاجی مصباح الدین دہلوی نقشبندی سے گفتگو کے دوران فرمایا۔

در کوئے خدا بیناں زاں روز کہ شُد گزرم از مذہب خود بینی بیزارم و بیزارم

ترجمہ: (جس دن سے خدا کو دیکھنے والوں کے کوچے سے گزر ہوا میں خود بینی کے مذہب سے بیزار ہوں)۔

یہ حالت صرف اس کوچے سے گزرنے کے بعد ہوئی مگر اس کی شان کا اندازہ لگانا

Marfat.com

مشکل ہے جو اس کے کوچے میں ہمیشہ سے مقیم ہے۔ یہ سب اسی کی ذات کا اثر ہے۔ محض ذات تھی کوئی ظہور نہ تھا پھر اتنا ظہور ہوا کہ ہر طرف وہی ہے۔ لیکن وہ اسی طرح ہے اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ ہر طرف وہی ہے۔ جس طرح ظہور سے پہلے تھا اب بھی اسی طرح ہے وہ اس بحر بیکراں کا پانی سب کو سیراب کرتا ہے لیکن اس میں کمی نہیں آتی۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

چوں حباب از قید خود وا می شود　　راست می گویم کہ دریا می شود

ترجمہ: (جب پانی کا بلبلا اپنی قید سے آزاد ہوتا ہے یعنی فنا ہوتا ہے تو سچ کہتا ہوں وہ دریا ہو جاتا ہے)۔

بارش ہوتی ہے۔ دریا کی سطح پر بلبلے پیدا ہوتے ہیں۔ پھر یہ بلبلے اپنی قید سے نکلتے ہیں یعنی ان کا وجود ختم ہو جاتا ہے تو دریا میں کھو کر دریا بن جاتے ہیں۔ لہریں سمندر میں گم ہو جاتی ہیں تو وہ بھی سمندر بن جاتی ہیں۔ پس اصل حیثیت سمندر کی ہے اصل ذات اسی خدائے واحد و یکتا کی ہے۔ یہ تعینات چھوٹ جائیں تو پھر وہی رہ جاتا ہے۔

۱۱ نومبر ۱۹۷۳ء کو ایک آسٹریلین معلمہ ہیلن نامی حضرت بابو جیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ان دنوں حضرت بابو جیؒ کی طبیعت قدرے ناساز تھی۔ آپ نے محبوب صاحب (مرحوم) کو بلوایا اور اسے مولانا رومؒ کے یہ اشعار پڑھنے کو فرمایا اور اسمٰعیل سیٹھی صاحب (مرحوم) کو انگریزی میں ترجمہ کرنے کا حکم دیا۔

چند باشی عاشقِ صورت بگو　　طالبِ معنیٰ شو و معنیٰ بجو

ترجمہ: (تُو کب تک صورت کا عاشق رہے گا۔ معنی کو طلب کر اور معنی کی جستجو میں کوشاں رہ)۔

صورتے دیدی ز معنی غافلی　　از صدف دُر را گزیں گر عاقلی

ترجمہ: (تُو نے صورت کو دیکھا اسکے معنی یعنی حقیقت سے غافل رہا اگر تُو عقلمند ہے تو

Marfat.com

صدف میں موتی کی تلاش کر)۔

صورتِ ظاہر فنا گردد بداں　　　عالمِ معنی بماند جاو داں

ترجمہ: (جان لو کہ ظاہری صورت فنا ہو جاتی ہے جبکہ عالم معنیٰ یعنی ذاتِ حقیقی ہمیشہ رہے گی)۔

گفت المعنیٰ ھو اللہ شیخ دیں　　　بحرِ معنی ہاست ربُّ العالمین

ترجمہ: (شیخ نے فرمایا کہ المعنیٰ ذات خدا ہے اور ربُّ العالمین در حقیقت بحر معنیٰ ہے)۔

اسمٰعیل سیٹھی صاحب نے حضور سے فرمایا کہ اس کے معنی تحریر فرما دیں تا کہ میں اس خاتون کو سمجھا سکوں تو آپ نے یہ جملہ تحریر فرمایا۔

"معنی سے مراد خدا ہے۔ ماسوائے ذاتِ خدا کے باقی سب الفاظ ہیں"

حضرت بابو جیؒ نے صاجبزادگان کے نام اپنے مکتوبات میں بھی اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے اپنے گرامی نامہ مرقومہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۴۰ء میں فرماتے ہیں "ہم کچھ نہیں، اسی کے کرشمے ہیں جو کہ نابود کو برنگ بود دکھلا رہا ہے۔ سبحان اللہ کیا رنگ دکھلایا ہے اسکے عجائبات میں مستغرق رہو اسی کے مطالعہ میں محور رہو۔ تم خود اسکی کتاب ہو۔ اس میں سب کچھ موجود ہے۔ جو کچھ تم اس سے حاصل کر سکتے ہو کسی اور سے نہیں کر سکتے"۔ حضرت والاؒ نے اس نازک ترین حقیقت اور سرِ مخفی کو حضرت رُومیؒ کی زبان سے یُوں بیان فرمایا ہے۔

چوں نماند نقش ہا اندر میاں　　　آں زماں نقاش را بینی عیاں

ترجمہ: (جب نقوش کا پردہ درمیان میں نہ ہوگا تو نقاش کو ظاہر دیکھ سکے گا۔ نقوش سے مراد عالمِ دنیا اور نقاش سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے)۔

جملہ اجزائے تو اند اے بے خبر　　　ذاتِ کلی ایں جہاں را سر بسر

ترجمہ: (اے بے خبر تیرے اجزا ہیں۔ اس جہاں کیلئے تو خود مکمل طور پر ذات کلی ہے)۔

Marfat.com

عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سرورِ کائنات، فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ بابرکت سے حضرت بابوجیؒ کو والہانہ عشق تھا۔ بے پناہ محبت اور لازوال عقیدت تھی۔ یہی وہ پاکیزہ جذبہ تھا جو ہمیشہ آپؒ کے دل میں موجزن رہا جو آپؒ کی زندگی کا محور و مرکز تھا۔ آپؒ کے ایمان کا جزوِ اعظم تھا اور فلاحِ دارین کا سہارا تھا۔ ایک موقع پر آپؒ نے فرمایا۔ ''وہ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، انہیں اپنے سیاہ کاروں کا پاس ہے۔ شرط یہ ہے کہ سچا نیاز ہو۔ پیسوں کی کمی پر نظر نہ رکھو۔ اپنے نیاز کو دیکھو۔ خالی نہیں جانا چاہیے۔ چاہے ایک تنکا ہی کیوں نہ ہو۔ وہ کثرت یا قلت کو نہیں دیکھتے بلکہ ان کی نظر قلب پر ہوتی ہے۔ اگر قلب کا معاملہ ٹھیک نہیں تو پھر کروڑوں بھی لے جاؤ تو بے فائدہ۔ اگر قلب ٹھیک ہے تو ایک تنکا بھی کروڑوں سے بڑھ کر ہے اور اسکی قبولیت بھی ہوگی''۔

اسی موضوع پر ایک خط میں فرماتے ہیں۔ ''وہ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ہے اور اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مایوسی کیسی۔ تعلق ہو، نسبت ہو، وہ بخشنے والا ہے، اسے ندامت پسند ہے''۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضری کیلیے حضرت بابوجیؒ ہمیشہ مشتاق اور مضطرب رہتے تھے۔ مدینہ منورہ سے واپس آتے ہی دوبارہ جانے اور دربار مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عجز و نیاز سے پیش ہونے کیلیے بے چین اور بے قرار ہوتے تھے۔ مجلس میں یا کسی محفل میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامِ نامی یا ذکر گرامی آتے ہی آپؒ کی آنکھیں نم آلود ہو جاتیں۔ چنانچہ ایک خط میں آپ اپنی اضطرابی کیفیت کا اظہار فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''خدا جل جلالہ وہ موقع لائے کہ نیازمندی و اضطراب و قلق سے حاضری ہو، ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں ہمارے سر ہوں، ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں ہم اِدھر اُدھر لوٹیں''۔

آپؒ جب بھی سعودی عرب تشریف لے جاتے آپ کا بیشتر وقت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

میں گزرتا۔ آپؒ اپنے قیام کے دوران دیارِ نبوی ﷺ کے مستحقین بالخصوص سادات کی بصد خلوص و نیاز خدمت اور مالی امداد کرتے۔ مدنی صاحبؒ جو آپؒ سے بیعت بھی تھے، ان کا بے حد احترام بجالاتے، جس کا واضح ثبوت وہ خطوط ہیں جو حضرت بابو جیؒ نے حضرت مدنی صاحبؒ کو لکھے ہیں۔ اندرونِ ملک بھی آپ ہر مجلس اور محفل میں سادات سے عزت و احترام کے ساتھ پیش آئے۔

محبت

حضرت بابو جیؒ سراپا محبت تھے اور دردِ محبت کو سرمایہ حیات سمجھتے تھے، وہ اہلِ محبت کی بے حد قدر کرتے تھے، وہ محب بھی تھے اور دردِ دل والوں کے محبوب بھی۔ وہ سچی محبت کے خریدار تھے اور محبوب حقیقی کے پرستار۔ ان کی نگاہوں میں محبت تھی، ان کی آہوں میں محبت تھی۔ ان کے کردار میں محبت تھی، ان کی گفتار میں محبت تھی، ان کی زندگی کا ہر نفس اور لحہ محبت کا عنوان اور اعلان تھا، غرضیکہ بابو جیؒ محبت ہی محبت تھے۔ آپؒ دورانِ گفتگو محبت اور محب و محبوب کے حوالے سے اہم عارفانہ نکات کو انتہائی عام فہم انداز میں بیان فرماتے جس سے آپؒ کی قلبی کیفیت بھی ظاہر ہوتی۔ خط کے مندرجہ ذیل سطور میں آپؒ کے ان خیالات کا اظہار کیا جائے گا جو آپؒ نے وقتاً فوقتاً اپنے مکتوبات اور گفتگو میں فرمایا۔

ازل سے دونوں عالم جستجو میں جس کی رہتے ہیں
وہ میرے ساتھ رہتا ہے مگر پوشیدہ پوشیدہ

واہ کیا اعلان ہے اور کیا پُر کیف بیان۔ قلق و اضطراب بھی وجد میں ہیں، کیا تماشہ ہے۔ عقل حیران ہے اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے ہیں اس کیفیت کیلئے ذوق اور نسبت کا صحیح ہونا ضروری ہے۔ فقط قیل و قال سے یہ بات فہم میں نہیں آسکتی۔ تعینات سخت اضطراب میں ہیں اور اطلاق کا کیا وہ تو بھرے ہوئے مست ہیں۔ واہ کیا رشتہ ہے اور کیا تعلق قربان جائیے اس رشتہ پر سبحان اللہ۔ دل میں اضطراب اور قلق ہے۔ وصل و ہجر دو

Marfat.com

منزلیں ہیں راہ عشق کی اور دل بیچارہ نہ جانے کس طرح ان دونوں کے درمیان مارا گیا۔

الٰہی! کیا کیا تو نے کہ عالم میں تلاطم ہے

غضب کی ایک مشتِ خاک زیرِ آسماں رکھ دی

بس وحشت ہی وحشت میں عالمِ تحیّر میں سب سرگرداں ہیں۔ کوئی ساحل نظر آتا ہے نہ کوئی کنارہ۔ عجب کھیل ہے اور عجب نظارہ۔ نقل میں بھی اگرچہ جلوہ دکھانے میں کوئی کسر باقی نہیں رہی مگر جو لطف اور مزہ اصل میں ہے اس کا کیا کہنا۔ یہ بات صحیح ہے کہ اصل اصل ہے اور نقل نقل ہے۔ سب کچھ بہتر و احسن ہے، سب اسی کا ہے۔ وہی سب کچھ ہے۔ بیشک وہی اوّل، وہی آخر، وہی باطن، وہی ظاہر، اب سوائے اسکے اور کون اور کہاں ہے، یہ دیکھ کر حیرت نہ ہو تو کیا ہو۔ سچ تو یہ ہے کہ عقل کی کیا مجال کہ اس کی وہاں رسائی ہو۔ توبہ استغفر اللہ ﷻ یہ سب تو عشق و محبت کا معاملہ ہے۔ دورِ حاضر میں یہ جنس نایاب ہے، اس قلبِ مضطر میں محبت کے جو ولولے پیدا ہوتے ہیں، ان کا احوال کیا بیان کروں، وہ ایک عجیب سی کیفیت ہے، جسے بیان کرنا ممکن نہیں۔ یہ کیفیت عجیب نعمت ہے، جیسی بھی ہو عجیب و غریب ہے، اسلئے کہ وہاں حقیقت ہے اور یہاں مجاز، سبحان اللہ ﷻ! کیا سماں چھایا ہوا ہے، کیا گفتگو ہے، کیسی گفتگو ہے اور کس کی گفتگو ہے اس کی جو فی الواقع ہے اور ہوگا۔ ایک ہو کر پھر اس قدر ظہور اور پھر ایک کا ایک، عقل بیچاری کیا کرے، کہاں تک پہنچے، کیسے سمجھے اور کیسے سمجھائے۔ جب وہ خود ہی ہوش میں نہیں، ہوش و حواس کھو بیٹھی ہے، یہاں سبھی بازی ہار جاتے ہیں، بازی اسی کی جو کہ ہے اور جسے وہ چاہے، حکم اس کا، حکومت اس کی، بادشاہ، اللہ ﷻ، اللہ ﷻ، سبحان اللہ ﷻ، واہ واہ، الحمد للہ ﷻ، الشکر للہ ﷻ،

میرے محترم، میرے مکرّم! دیکھو تو ہمارا کیسا مالک ہے، ہم سب کا مالک ایک ہے، ایک ہی گھر کے ہیں، کوئی غیر نہیں، سب اپنے ہیں۔ پڑھ کر یہ خط چاک کر دینا، واہ سبحان

Marfat.com

اللہ ﷻ، چاک کے لفظ میں بھی کتنا درد ہے، آنکھیں بھر آئیں۔ میرے آقا! میرے مولاناؒ نے بھی فرمایا ہے کہ ''سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق''۔ (فراق کے ہاتھوں میں چاہتا ہوں کہ میرا سینہ، جہاں محبت ہو، فراق ہو، وہاں چاک لازمی ہے)۔ اسی طرح ایک اور خط میں محبت، اضطراب اور بے قراری پر اظہارِ خیال فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''چونکہ ایجادِ عالم کی علت تعینِ حُبّی ہے، اسلئے قرار کا ہونا محال ہے، اضطراب اور بے چینی لازمی ہے، آرام کہاں، آرام کسے نصیب ہوتا ہے، بے چارے تعین کو چین کہاں۔ حضرت مولاناؒ کا ایک مصرع ہے۔ ''جوششِ عشق است نے ترکِ ادب''۔ (یہ عشق کا جوش ہے بے ادبی نہیں)

حضرت بابو جیؒ اسکی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''اگر میری زبان سے گستاخانہ کلمہ نکل جائے تو یہ جوشِ عشق کی وجہ سے ہوگا''۔ حضرت موسیٰؑ اور چرواہےؒ کے قصے میں چرواہے کی تمام گفتگو کفریہ الفاظ پر مشتمل تھی لیکن وہ باتیں خدا کے حضور قابلِ قبول تھیں۔ اس لئے کہ چرواہے نے وہ سب کچھ محبت سے کہا تھا۔ محبت بھی کیا چیز ہے' دیکھا جائے تو اصل چیز ہی محبت ہے۔ حضرتِ اعلیٰؒ فرماتے تھے کہ ''محبت عبادت کی رُوح ہے' جیسے بدن بغیر رُوح کے کام نہیں کرتا' اسی طرح عبادت محبت کے بغیر کام نہیں کرتی' بے اثر ہوتی ہے' جو چیز حاصل کرنے کے قابل ہے وہ محبت ہی ہے''۔

کعبہ مقصود باشد گر ہزاراں سال راہ ۔۔۔ نیم گامے ہم نہ باشد شوق چوں رہبر شود

ترجمہ: (اگر مقصود کا کعبہ ہزار ہا سال کے فاصلے پر بھی ہو وہ نصف قدم کے برابر ہوگا اگر شوقِ محبت تمہارا رہبر ہو)۔

جب شوق رہبر بن جائے تو ہزاروں سال کی منزلیں آدھے قدم کے برابر ہو جاتی ہے' شوق کو بڑھاؤ' محبت خود رہبر ہے' جس کی رہبر محبت ہو وہ ہرگز نہیں بھٹکتا۔ محبتِ حقیقی کے حوالے سے قبلہ بابو جیؒ نے ایک بار فرمایا کہ یہ رباعی ایک عارف کامل کی ہے جو اسے

Marfat.com

پڑھے گویا وہ حق تعالیٰ سے ہمکلام ہے۔

بے تو جاناں قرار نتوانم کرد　　　احسانِ ترا شمار نتوانم کرد
گر برتنِ من زباں شود ہر موئے　　　یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

ترجمہ: (اے محبوب تیرے بغیر قرار حاصل نہیں ہوسکتا تمہارے احسانات کا حساب کرنا ممکن نہیں اگر میرے جسم کے تمام بال زبان بن جائیں پھر بھی تمہارے احسانات کا ایک شکر بھی ادا نہیں کیا جاسکتا)۔

یہ طرز فکر صرف اسی کا ہوسکتا ہے جس کا دل بے لوث اور پاکیزہ محبت سے مالا مال ہو اسلئے کہ اہلِ محبت کبھی ناشکر گزار اور احسان فراموش نہیں ہوتے۔ بلکہ ان کے نزدیک تو "ہر چہ از دوست می رسد نیکوست"۔ (دوست کی طرف سے جو کچھ بھی آئے اچھا ہے)

ایک روز حضرت بابو جیؒ نے دو نیاز مندوں سے گفتگو کے دوران فرمایا کہ سائل کو چاہیے کہ جس سے سوال کرے اسکی حیثیت کو پیشِ نظر رکھ کر سوال کرے۔ خدا سے سوال کرے تو اس کی ذات کا طلبگار ہو اسلئے کہ باقی کسی چیز کی کوئی وقعت نہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے از خدا غیر خدا چیزے مخواہ (خدا سے سوائے خدا کے کچھ نہ مانگ) آپ نے مزید فرمایا۔ خدا کے حضور دو چیزیں پیش کرو جو اس کے پاس نہ ہوں اور وہ ہے دَرد اور نیاز

غرور و تکبر تری چیز ہے　　　رہی عاجزی وہ مری چیز ہے

بے شک عجز و نیاز اور دَرد اُسی کے پاس ہوگا جس کے دل میں محبت ہو محبت حقیقی۔

Marfat.com

فصلِ دوم

ملفوظات، واقعات اور پندونصائح

سر زمین رُوم را یک فخر ہست کاندریں یک آفتابؒ وحدت است

ترجمہ: (سرزمین رُوم کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس میں ایک آفتابؒ وحدت مدفون ہے)۔

حضرت بابو جیؒ کو مولانا رُومیؒ سے انتہائی گہری محبت اور عقیدت تھی اور یہ کہنا برمحل ہوگا کہ آپؒ "مُرشد رُومیؒ" کے دل و جان سے عاشق تھے اور جب بھی موقع ملتا آپ قونیہ شریف (تُرکی) میں مولانا رُومؒ کے مزار پر حاضری ضرور دیتے۔ مُرشد رُومیؒ کا بیشتر کلام آپ کو ازبر تھا مختلف مسائل اور موضوعات پر دورانِ گفتگو یا مکتوبات میں آپ مولانا رُومؒ کے اشعار کا بکثرت حوالہ دیتے اور اشعار پڑھتے یا لکھتے ہوئے آبدیدہ ہو جاتے۔ آپؒ فرماتے کہ مولانا رومؒ دَرد کا سوداگر ہے اور ہم دَرد کے خریدار، خداﷻ ہمارا یہ رشتہ ہمیشہ قائم رکھے۔ حضرت بابو جیؒ کو قونیہ شریف میں حضرت رُومیؒ کے مزار پر حاضری کا شوق ابتدائے ایام سے ہی تھا اور ہمیشہ اس خواہش کا اظہار نہایت دَرد اور نیازمندی سے فرماتے تھے، چنانچہ ۱۹۴۸ء میں ایک خط میں تحریر فرمایا۔ "خدا کرے کہ زندگی میں ایک مرتبہ حضرت مولانا رُومیؒ کے مزار پر حاضری ہو جائے، ہر جگہ صرف ظاہری حاضری ہی ہے اور کچھ نسبت نہیں، مگر مجھ جیسے بے نیل و مرام کیلئے یہ بھی بہت بڑی نعمت ہے اور مجھے اُمید ہے کہ یہ ظاہری حاضری اپنے مقبول بندوں کی کبھی وہ کسی صورت رائیگاں نہ فرمائے گا، چاہے ہم کتنے ہی بُرے کیوں نہ ہوں"۔

حضرت بابو جیؒ کی یہ دیرینہ خواہش جو ان کے سینے میں شروع سے تڑپتی رہتی تھی بالآخر پوری ہوئی اور آپ ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ مولانا رُومؒ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ بیشک یہ مولاناؒ سے ان کے سچے جذبہ عشق کا نتیجہ تھا۔ یہ کشش مولاناؒ کی طرف

Marfat.com

سے بھی ظاہر ہوتی ہے، بلاشبہ حضرت بابو جیؒ نے مولانا رومؒ کے افکار و تعلیمات کی عمر بھر اشاعت کی۔ اس دو جانبہ کشش کا ثبوت ارشادِ نبوی ﷺ سے ملتا ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں ''اَلاَ رْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اِخْتَلَفَ'' (رُوحیں مخلوط لشکر ہیں تو ان میں سے جو جان پہچان رکھتی ہیں وہ اُلفت کرتی ہیں اور جو اجنبی رہ چکی ہیں وہ الگ رہتی ہیں)۔ حضرتِ اعلیٰؒ اس حدیث کا ترجمہ اپنے کلام میں یُوں فرماتے ہیں۔

داں جنودِ مجندہ ارواح را ما ائتلف ثم کشد اشباح را

ترجمہ: (جان لے کہ اَرواح کے لشکر صف بستہ تھے۔ جدھر رُوح گئی جسم بھی اسی طرف کھنچتا چلا گیا)۔

۱۹۶۴ء میں جب آپؒ اچانک قونیہ شریف تشریف لے گئے اور مزار پر حاضر ہوئے تو آستانہ عالیہ کا صدر دروازہ بند تھا۔ اتنے میں ایک تُرک خاتون جس کا نام سائرہ تھا اور فرانسیسی میں بھی گفتگو کر سکتی تھی وہاں پہنچی آپؒ کے ہمسفر خان بہادر ولایت خان (مرحوم) نے فرانسیسی میں اس خاتون کا حضرت بابو جیؒ سے تعارف کرایا۔ خاتون مزار کے مدیر سے ملانے کیلئے حضرتؒ کو اس کے گھر لے گئیں۔ بابو جیؒ کو قدرے تردّد تھا کہ نہ جانے مدیر کا روّیہ کیسا ہو لیکن مدیر نے آپ کو دیکھتے ہی کہا کہ میں نے آپ کی تصویر مولانا رُومیؒ کے عجائب خانہ میں بھی دیکھی ہے اور اس وقت سے آپؒ سے ملنے کا خواہشمند تھا' کچھ دیر ملاقات کے بعد آپؒ ہوٹل تشریف لائے تو مدیر صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شام کے وقت درگاہ شریف پر حاضری دینے اور دوسرے دن پہلے پہر مزار شریف پر محفلِ سماع کی اجازت دی۔ مدیر صاحب کا یہ اقدام مروّجہ روایات کے خلاف تھا لیکن بلاشبہ یہ حضرت بابو جیؒ کی مولانا رُومؒ کے لیے بے پناہ محبت و عقیدت کا اَثر تھا کہ مدیر صاحب نے حکومتی قواعد کو نظر انداز کر دیا مولانا رُومؒ نے تو سچ ہی فرمایا تھا۔

Marfat.com

از محبت تلخہا شیریں شود | از محبت مسہا زریں شود
(تلخ بھی شیریں محبت کے طفیل) | (مس بھی ہو زریں محبت کے طفیل)
وز محبت دُرد ہا صافی شود | وز محبت دَرد ہا شافی شود
(تلچھٹیں فرحاں محبت کے طفیل) | (درد بھی درماں محبت کے طفیل)
از محبت خار سوسن می شود | وز محبت خانہ روشن می شود
(خار ہو سوسن محبت کے طفیل) | (گھر بھی ہو روشن محبت کے طفیل)

دوسرے روز آستانہ پیر رُومیؒ پر دُعاو فاتحہ کے بعد سماع کا آغاز ہوا تو حضورؒ پر جذب وکیف کی عجیب کیفیت طاری ہوئی اور آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری رہے۔ محبوب قوال (مرحوم) نے جب یہ مصرع پڑھا ''جانِ من قربانِ مولانائے رُومؒ'' تو آپ زار وقطار رونے لگے اور دَست بستہ کھڑے ہو گئے یہ دیکھ کر تمام اہلِ محفل بھی کھڑے ہو گئے۔ یہ وَجدانگیز کیفیت کافی دیر تک طاری رہی۔ یُوں محسوس ہوتا تھا کہ پورا ماحول عالمِ مستی میں رقصاں ہے۔

اِک عجب نعمت ہے دردِ عاشقی | دو جہاں میں اس سے بہتر کچھ نہیں (وفا)

قونیہ میں قیام کے دوران بابوجیؒ ہر روز روضہ شریف پر جاتے اور کافی دیر تک بیٹھے رہتے۔ اسی دوران ایک دن ایک صاحب ملنے کیلئے آئے ان کا نام محمد طاہر ایڈووکیٹ تھا مولانا رُومؒ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی تو حضرت بابوجیؒ نے فرمایا۔ مولانا رُومؒ نے تمام عمر خدا کی یاد میں گزار دی اور خدا فرماتا ہے کہ

فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ اسلئے آج خداوندِ کریم نے مولانا رُومؒ کا ذکر عام کر دیا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دی ہے حدیثِ قدسی ہے کہ ''میں زمین و آسمان میں نہیں سما سکتا لیکن مومن کے دل میں سما تا ہوں''۔ حضرت رُومیؒ کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈیرہ تھا آپ لوگ خوش قسمت ہیں کہ حضرت رُومیؒ کے سائے میں زندگی گزار

Marfat.com

رہے ہیں۔ ایڈووکیٹ صاحب آپ کی باتوں سے بہت متاثر ہوئے اور مسلمانوں کے اتفاق و اتحاد کا ذکر کرتے ہوئے جب کہا وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً وَّ لَا تَفَرَّقُوْا۔ تو بابو جیؒ نے فرمایا جو لوگ خدا کے مقبول بندے ہیں وہی حبل اللہ ہیں۔ ان کو مضبوطی سے تھامے رکھو مولانا رومؒ سے ہماری جو نسبت ہے وہ ہمیشہ قائم رہے ہمارا اور آپ کا رشتہ حضرت رومیؒ سے تعلق کی وجہ سے ہے۔

حضرت بابو جیؒ ان لوگوں کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے جنہیں مولانا رومؒ سے قلبی تعلق اور محبت ہوتی تھی محمد اسمٰعیل سیٹھی (مرحوم) مؤلف (لونگ ٹرتھ) لکھتے ہیں کہ مولانا رومؒ کی ایک نیاز مند جرمن خاتون ڈاکٹر اینمیری شمل کے ایک خط میں آپؒ نے تحریر فرمایا صاحبہ کا بہت چرچا ہے ہر ایک دل میں ان کی مولانا رومؒ سے خاص نسبت کی وجہ سے ملنے کا شوق پیدا ہو رہا ہے حاجی مصباح الدین دہلویؒ بھی (نہ ملنے کی وجہ سے) افسوس کرتے تھے یہ سب اس نسبت کا اثر ہے جو اسے ایک بندہ خدا سے تھی۔ اللہ تعالیٰ انہیں خوش رکھے اور اصلی نعمت سے مالا مال فرمائے۔ میرے مولا مولانا رومؒ کا ارشاد ہے کہ

قال را بگزار و مردِ حال شو　　　پیشِ مردے کاملے پامال شو

ترجمہ: (گفتگو کو ترک کر اور جذب و کیف کو اپنا اور کسی مردِ کامل کے قدموں میں کھو جا)۔

مولانا رومؒ کیلئے حضرت بابو جیؒ کا احترام اور محبت کا اندازہ ایک خط (مرقومہ ۵ مئی ۱۹۶۸ء) کے ان جملوں سے ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں میرے مولاناؒ کا کیا کہنا وہ آیۃ من آیاتِ اللہ تھے۔ ان کے نام سے ہی وہ سرور اور راحت حاصل ہوتی ہے، جس کا بیان کرنا محال ہے۔ اللہ یہ نیاز دائمی فرمائے اور اپنے مقبول بندوں کے زیرِ سایہ رکھے مولانا رومؒ کے کلام کے مطالعہ سے آپ کو جو روحانی تسکین اور اطمینانِ قلب حاصل ہوتا تھا، اسکے بارے میں آپ اپنے ایک مکتوب مرقومہ (مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۵۴ء) میں اپنے ایک مخلص کو تحریر فرماتے ہیں مخلصین اور خصوصاً آپ جیسے واجب التعظیم کے تفکرات نے

Marfat.com

تو اس قدر بے چین کیا ہے کہ نہ نیند اور نہ آرام۔ آخر تسلی کیلئے اپنے مقتدا مولانا کا نسخہ پیشِ نظر کرتا ہوں تو ان ہجوم تفکرات سے کچھ وقت کیلئے مہلت ملتی ہے مگر اپنے ضعف ایمان سے پھر وہی غلبہ۔

یفعل اللہ ما یشاء چوں خواندہ ای   پس چرا در فکر حیراں ماندہ ای

ترجمہ: (جب تُو نے یہ پڑھ لیا کہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے تو پھر تفکرات سے کیوں پریشان ہے)۔

حضرت بابو جیؒ نے دونوں فرزندوں کو ان کے قیام بہاولپور کے دوران جو خطوط تحریر کیے ان میں بھی اکثر و بیشتر مولانا رومؒ کے کلام کا حوالہ دے کر رہنمائی فرمائی۔ اپنے مکتوب مرقومہ ۱۱ ستمبر ۱۹۳۸ء کی ابتداء اس شعر سے فرماتے ہیں۔

گرتو پیوندی بہ آں شاہ شہ شوی   ذرہ گر بودی ولیکن مہ شوی

ترجمہ: (اگر تُو اس شاہ سے پیوستہ ہوا تو شاہ بن جائے گا اگر تُو ذرہ ہوا تو چاند بن جائے گا)۔

آپ ذاتِ باری تعالیٰ سے رابطہ و تعلق کو مضبوط اور مستحکم رکھنے کی تاکید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں '' خدا کی رضا کے جس قدر بھی اسباب ہیں' ان کو ہاتھ سے نہ جانے دو' ظاہری صفائی اگرچہ صحت بدن کیلئے ضروری ہے مگر اس میں اس قدر مشغول ہو جانا کہ باطن کا خیال تک ہی نہ رہے یہ سخت نقصان دہ ہے' تم اسکے بندے ہو' تمہیں بندہ بن کر رہنا چاہیے' تمہیں یاد ہوگا کہ میرے مکرم حضرت مولانا رومؒ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے''۔

بندگی آمد لباسِ زندگی   زندگی بے بندگی شرمندگی

ترجمہ: (بندگی ہی زندگی کا لباس ہے بغیر بندگی کے زندگی سراسر شرمندگی ہے)۔

حضرت بابو جیؒ روزانہ مجلسِ سماع کے دوران مخلصین کے عریضوں کا جواب دیا کرتے تھے اور اکثر خطوط میں محبوب قوال (مرحوم) کی وجد آور قوالی اور مولانا رومؒ کے

Marfat.com

اثر انگیز اشعار سے متاثر ہو کر لکھتے۔ "عندلیب رُومی نے اس وقت مجلس کو خوب گرمایا ہے اور مولانا رُومؒ کے کلام سے عجیب کیفیت طاری کر رکھی ہے' سبحان اللہ کیا رنگ ہے' آنکھوں سے آنسو جاری ہیں' اب میں مزید کچھ نہیں لکھ سکتا"۔ ایک موقع پر ملتان میں قیام کے دوران ایک شخص نے آپؒ کی خدمت میں سوال کیا کہ "مولانا رُومؒ ولی تھے یا نہیں"۔ آپؒ نے فرمایا" یہ عجیب سوال ہے' تم پوچھتے ہو کہ وہ ولی تھے یا نہیں' وہ تو ولی گر تھے' معلوم نہیں ان کے ہاتھوں کتنے شخص ولی بنے"۔

محبوب قوال (مرحوم) قوال نہایت حُسن و خوبی سے مولانا رُومؒ کا کلام پیش کرتے تھے' ان کی آواز میں انتہائی سوز و گداز تھا۔ وہ جس وقت ستار کے تاروں کو چھیڑتے تو اہلِ مجلس کے دلوں کے تار بھی بول اُٹھتے اور جب مثنوی کے اس شعر سے ابتداء کرتے کے

سیّد و سرور محمدؐ نورِ جاں   مہتر و بہتر شفیعِ مجرماں

ترجمہ: (حضور پاک ﷺ سب کے سردار آقا اور جان کا نُور ہیں سب سے بزرگ سب سے بہتر اور مجرموں کی شفاعت کرنے والے ہیں)۔

تو تمام اہلِ محفل سرورِ کائنات ﷺ کے حضور سراپا عجز و نیاز اور پیکر التجا و استدعا بن جاتے درحقیقت یہ سب میر مجلس قبلہ بابو جیؒ کی ذات والا صفات کی موجودگی اور مولانا رُومیؒ کی وجد آور کلام کا اثر تھا۔

مدنی صاحب کا خواب

قونیہ شریف میں قیام کے دوران ایک عجیب واقعہ پیش آیا' جسے مدنی صاحبؒ نے بیان فرمایا۔ جب کہ وہ قبلہ بابو جیؒ کے شریکِ سفر تھے۔ "وہاں (قونیہ شریف) ہمیں ایک شخص ملا جو اتاتُرک کی بے حد تعریف کرتا لیکن حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ اور مولانا رُومیؒ کے بارے میں غیر محتاط انداز میں اظہارِ خیال کرتا' ہم اسکی پُر زور مخالفت اور تردید کرتے رہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ عالمِ دین تھا لیکن ذہنی طور پر معذور تھا۔ مجھے اس کی اس

Marfat.com

نازیبا حرکت پر بہت غصہ بھی آیا اور دُکھ بھی ہوا' جس سے میں نہایت دل گرفتگی کے عالم میں دیر تک رُوتا رہا۔ اسی حالت میں میری آنکھ لگ گئی اور میں نے خواب میں دیکھا کہ مولانا رُومیؒ کھڑے ہیں اور ان کے ہاتھ میں بانسری ہے' وہ چلنے لگے تو میں بھی ان کے ساتھ ہولیا۔ کچھ فاصلہ چلنے کے بعد ہم ایک مکان کے قریب پہنچے' جہاں حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم موجود تھے۔ ان کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی تھے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اَرَاکَ فِیْ جَلَالِ یَا جَلَالُ (اے جلال! میں دیکھتا ہوں کہ تم جلال میں ہو) مولانا رُومیؒ نے جواب میں عرض کیا۔ فِیْ حُبِّکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ میں آپ کی محبت سے اس حالت میں ہوں یا رسول اللہ۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دریافت فرمایا۔ آپ نے اپنے مہمانوں کیلئے کیا کیا ہے' میں نے عرض کیا انہوں نے میری دعوت کی ہے اور میں نے ان کی دعوت کی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا' احمد! مجھے ایک ہزار قرض دو' میں نے جیب کی طرف دیکھا تو آنکھ کھل گئی۔ قبلہ بابو جیؒ فرماتے ہیں کہ ابھی ہم یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ مدیر صاحب آئے اور کہا کہ حضرت رُومیؒ کی طرف سے دعوت دیتا ہوں اور کھانا مولاناؒ کے لنگر میں بٹھا کر کھلاؤں گا۔ ہم دعوت پر گئے بلا مبالغہ بہت لطف آیا کیوں نہ ہوا ایک مردِ خدا اور مردِ باصفا کی دعوت تھی۔

انسان کا مقام

حضرت بابو جیؒ نے انسان کے مقام کے موضوع پر ایک بار روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا "غلافِ کعبہ کو اس کوٹھے سے نسبت ہے' جسے ہم خانہ خدا کہتے ہیں' اگرچہ خدا وہاں رہتا تو نہیں اور انسان کو نسبت ہے ذاتِ خدا سے' وہ اس کا خلیفہ ہے' اور مظہر اتم ہے انسان کا دل ایسا ہے کہ خدا اس میں سما تا ہے"۔ مولانا رُومیؒ نے کیا خوب کہا ہے۔

کعبہ را یک بار بیتی گفت یار　　　گفت یا عبدی مرا ہفتاد بار

ترجمہ: (کعبہ کو اللہ تعالیٰ نے صرف ایک بار میرا گھر کہا۔ جب کہ ستر بار مجھے میرا بندہ

Marfat.com

کہا)۔

حضرتِ اعلیٰؒ کی نعت کی تشریح

حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہؒ کا کلام علم و عرفان کا ذخیرہ ہے' اس میں بیان کردہ دقیق اور نازک مسائل کو سمجھنے اور سمجھانے کے لئے ذہن رسا اور دلِ بینا کی ضرورت ہوتی ہے' ویسے تو حضرتِ اعلیٰؒ کا تمام کلام مقبولِ عام و خاص ہے تاہم ایک نعت کو اس درجہ مقبولیت اور شہرت حاصل ہوئی ہے کہ برصغیر ہند و پاک کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی اہلِ دل اور صاحبانِ علم نے اسے بے حد پسند کیا اور اسے ایک اعلیٰ رُوحانی اور علمی شاہکار قرار دیا ہے' جس کا ہر مصرع بجائے خود اعلیٰ مرصع مضمون کا حامل ہے۔ نعت یہ ہے "اج سک متراں دی ودھیری اے۔ کیوں دلڑی اداس گھنیری اے"۔ یہاں یہ بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ ہندوستان کے ایک جید عالم کی ملاقات حضرت بابوجیؒ سے حرم نبویؐ شریف میں ہوئی۔ عالم موصوف نے آپ کی اقامت گاہ پر ملاقات کیلئے درخواست کی' جسے آپ نے قبول فرمایا۔ ملاقات کے دوران ہندوستانی عالم نے عرض کیا کہ "میں پنجابی زبان سمجھنے سے قاصر ہوں' میں اس پسندیدہ نعت کی تشریح اُردو زبان میں سننا چاہتا ہوں"۔

حضرت بابوجیؒ نے نعت کی تشریح سے قبل نعت کے منظوم ہونے کا پس منظر یوں بیان فرمایا۔ حضرتِ اعلیٰؒ ارشاد فرماتے تھے "سفرِ حج کے دوران مکہ منورہ سے مدینہ منورہ جاتے ہوئے راستے میں وادی حمرا میں قیام ہوا۔ (قبلہ بابوجیؒ جب بھی حج پر تشریف لے جاتے تھے۔ وادی حمرا میں کچھ دیر ضرور ٹھہرتے) سفر کی تھکان کے باعث میں عشاء کے فرض اور وتر پڑھ کر سو گیا اور سنتیں ادا نہ ہو سکیں۔ رات خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پنڈلی مبارک پکڑے ہوئے تھا جو ریشم و حریر سے زیادہ نرم و نازک تھی۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہِ عرض کر رہا تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنتیں نہیں چھوڑنی چاہئیں"۔ اس واقعہ

Marfat.com

کے کچھ عرصہ بعد حضرتِ اعلیٰؒ نے یہ شہرہ آفاق نعت منظوم فرمائی۔ اس مجلس میں موجود خواجہ مسعود ملتانی ذکر کرتے ہیں کہ محبوب قوال (مرحوم) نعت کا ایک ایک بند پڑھتے جاتے تھے اور قبلہ بابوجیؒ اسکی تشریح فرماتے جاتے تھے۔ ہندوستانی عالم کے علاوہ محفل کے تمام حاضرین تشریح سُن کر نہایت محظوظ اور متاثر ہوئے۔

غلام احمد قادیانی سے مناظرہ

حضرت بابوجیؒ کی زبانی

لاہور میں حضرتِ اعلیٰؒ کو مناظرہ کی دعوت دے کر مرزا غلام احمد قادیانی کا مناظرے کیلئے نہ آنا ایک تاریخی واقعہ ہے، جس سے مرزا کے جھوٹے دعوؤں کی قلعی کھل گئی تھی اور اسے انتہائی رُسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک روز قبلہ بابوجیؒ مصاحبین سے باتیں کر رہے تھے تو ایک اِرادتمند نے (آپؒ سے اس اہم واقعہ کے بارے میں تفصیل معلوم کرنا چاہی' حضرت بابوجیؒ نے فرمایا کہ "مرزا قادیانی نے اپنے باطل دعوؤں کے حق میں متعدد اعلانات کئے اور اشتہار جاری کئے' جن میں حضرتِ اعلیٰؒ کو مناظرہ کی دعوت دی گئی تھی۔ حضرتِ اعلیٰؒ اپنی بیٹھک میں تشریف فرما تھے اور وظائف میں مصروف تھے۔ مُولانا محمد غازیؒ نے اس اشتہار اور مرزا قادیانی کی طرف سے مناظرہ کی دعوت کا ذکر کیا تو حضرتِ اعلیٰؒ نے فرمایا' اچھا! تم اسے پڑھتے جاؤ میں سنتا جاتا ہوں۔ مولانا محمد غازیؒ نے پورا اشتہار پڑھ کر سنایا جس میں مشائخ خاندان چشتیہؒ اور دوسرے اہلِ اللہؒ کے بارے میں نہایت نازیبا کلمات استعمال کئے گئے تھے۔ مہرِ منیر۔ صفحہ ۲۰۳ پر مذکور ہے کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرّہ بیان کرتے ہیں' عالم رویاء میں آنحضرت ﷺ نے مجھے مرزائے قادیانی کی تردید کا حکم دیتے ہوئے' ارشاد فرمایا کہ "یہ شخص میری اَحادیث کو تاویل کی قینچی سے کُتر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو"۔

Marfat.com

حضرت قبلہ عالم قدس سرّہ کی ایک خود نوشتہ یادداشت آپ کے قدیم مسودات میں موجود پائی گئی ہے' جسکا متعلقہ حصّہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ درایام ارادہ اجابتِ دعوتِ مرزا غلام احمد قادیانی کہ ظاہر الغرضِ تحقیق حق بذریعہ اشتہارات نمودہ بود، بایں نعمتِ عظمیٰ مشرف شدم درحالتے کہ چشمانِ خود بند نمود بحالتِ بیداری در حجرہ تنہا نشستہ بودم۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را دیدم کہ بر ہیئت قعدہ جلوس فرماہستند وبفاصلہ چہار بالشت ایں آثم نیز بہ ہماں ہیئت بالمقابل بمحاذاۃِ تامہ مثلِ جلوسِ مرید بخدمت شیخ حاضر است وغلام احمد بعید تر ازیں مکان رو بمشرق وپشت کردہ بجانب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نشستہ است۔ بعد ازیں رویت بہ لاہور بمعہ احباب رسیدم حسبِ وعدہ موکدہ خود (بمثلِ لعنتہ اللہ علیٰ من تخلف وابیٰ) تخلف ورزید وبہ لاہور نیامد:

ترجمہ: ان دنوں جب کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اعلانِ مناظرہ کے جواب میں بہت بڑی نعمت سے مشرف ہوا۔ اس حالت میں کہ میں نے اپنی آنکھیں بند کی ہوئی تھیں' بیداری کی حالت میں حجرہ میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ تشہد کی حالت میں بیٹھے ہوئے ہیں اور چار بالشت کے فاصلہ پر یہ نیاز مند بالکل محاذات میں ایسے بیٹھا ہے جیسا کہ مرید شیخ کے سامنے۔ غلام احمد مشرق کی طرف رُخ کیے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھا ہوا ہے' اس مشاہدہ کے بعد میرا اطمینان قلبی اور زیادہ ہو گیا' میں احباب کے ساتھ لاہور پہنچا' اپنے وعدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے' مرزا قادیانی لاہور نہ آیا۔ یہ بات واضح رہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے اشتہارات میں اعلان کیا تھا کہ جو فریق اس مناظرہ سے فرار ہوگا اس پر اللہ کی پھٹکار ہوگی۔ وہی ہوا کہ وہ خود مناظرہ سے فرار ہو گیا اور لاہور نہ آیا۔ اس دوران مرزا قادیانی نے تفسیر نویسی کا چیلنج دیا جسے حضرتِ اعلیٰ" نے قبول فرمایا اور اعلائے کلمۃ الحق کیلئے یُوں فرمایا قلم کاغذ رکھ دیئے جائیں' جس کا قلم قرآن کی تفسیر خود بخود لکھے گا وہ حق پر ہوگا۔ حضرتِ اعلیٰ" نے بعد

Marfat.com

میں فرمایا کہ میں نے جو بات کہی تھی وہ ویسے ہی نہیں تھی۔ مجھے مکمل طور پر تائیدِ ایزدی اور حمایت نبوی ﷺ حاصل تھی۔ اگر میں اس سے بڑا دعویٰ بھی کرتا تو اللہ تعالیٰ مجھے ضرور سُرخرو کرتا۔ مجھے اس لئے اس بات پر یقین تھا کہ بحالتِ رویا و بیداری جو کچھ میں نے دیکھا تھا وہ سر بسر حق تھا۔

چنانچہ حضرتِ اعلیٰؒ مقررہ تاریخ پر لاہور تشریف لے گئے' بہت سارے علماء ساتھ تھے۔ ان میں ایک شاہ صاحب بھی تھے جو گولڑہ شریف پیدل چل کر آیا کرتے تھے' انہوں نے اس موقع پر خواب میں دیکھا کہ دریائے جہلم کے اُوپر سواری جا رہی ہے' کسی کے ہاتھ میں نیزہ ہے اور کوئی گھوڑے پر سوار ہے' شاہ صاحب نے لوگوں سے پوچھا کون ہے تو بتایا گیا حضرت غوثِ اعظمؓ انکی امداد کے لیے لاہور جا رہے ہیں' قبلہ بابو جیؒ نے فرمایا کہ یہ بہت سخت اور اہم موقع تھا' تمام علماء اور دوسرے رفقاء تین دن تک لاہور میں رہے لیکن مرزا مناظرہ کے لیے نہیں آیا حالانکہ اس نے اپنے اشتہارات میں اعلان کیا تھا کہ جو کوئی اس مناظرہ سے فرار ہوگا اس پر اللہ کی پھٹکار ہوگی۔ قُدرت خدا کی وہ خود ہی مناظرہ سے فرار ہو گیا اور لاہور نہ آیا' یاد رہے کہ حضرتِ اعلیٰؒ نے قادیانی فتنہ کے خلاف جس جہد و جہد کا آغاز کیا تھا' حضرت بابو جیؒ نے جہاد کو پورے زور و شور سے جاری رکھا اور ردِ قادیانیت کے عمل میں نہ صرف خود بھرپور حصہ لیا بلکہ اپنے تمام متعلقین کو بھی اس میں دل و جان سے شرکت کی تلقین فرماتے رہے۔

تین اہم نکات

1. حضور سیّدنا پیر مہر علی شاہؒ نے اپنے وصال کے بعد منشی عبدالجبار (مرحوم) سے خواب میں فرمایا کہ "بابو جیؒ سے کہو کہ میری قبر اتنی گہری کیوں کھودی ہے"۔ درحقیقت آپ کی قبر ۱۴ فٹ گہری کھودی گئی تھی' جو قبر کی عام گہرائی سے زیادہ تھی۔ چنانچہ حضرتِ اعلیٰؒ کی قبر کو کھولا گیا اور تابوت کو باہر نکالا گیا۔ حضور بابو جیؒ فرماتے ہیں کہ حضرتِ اعلیٰؒ کے تابوت

Marfat.com

میں ایک دراڑ تھی، جس میں سے میں نے دیکھا تو آپ کا ایک گھٹنا قدرے اُونچا تھا۔ اچانک پیشانی مبارکہ سے ایک شعلہ اُٹھا جو بجلی کی چمک سے مختلف تھا۔ اسے دیکھتے ہی مجھے حافظ شیرازیؒ کے شعر کی سمجھ آ گئی' جس کا مطلب میں نے حضرتِ اعلیٰؒ سے دریافت کیا تھا' تو آپ نے فرمایا تھا کہ "تمہیں کسی وقت اس کی سمجھ آجائے گی"۔ یُوں وہ عقدہ حل ہو گیا۔

2. ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے قبلہ بابوجیؒ نے فرمایا کہ ایک روز حضرتِ اعلیٰ" کو ایک خط ملا' جس میں کسی نے لکھا تھا کہ " آپ دُکاندار ہیں اور آپ نے دُکان کھول رکھی ہے"۔ آپؒ نے اس خط پر لکھا بے شک دُکان ہے مگر سودا جیّد (کھرا) ہے۔

3. قبلہ بابوجیؒ اکثر و بیشتر حضرتِ اعلیٰ" سے دینی مسائل کے بارے میں پوچھتے رہتے تھے چنانچہ فرماتے ہیں کہ "ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ بندہ اپنے معاملاتِ زندگی میں مجبور محض ہے۔ میں نے حضرتِ اعلیٰؒ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ حنفی مسلک والوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے' کچھ عرصہ بعد بمبئی میں قیام کے دوران سَرکس میں دیکھا کہ ایک کارکن اپنے سَر کے بالوں سے لوہے کے بھاری سریے باندھ کر اُٹھاتا ہے' یہ منظر دیکھ کر مجھ پر یہ پیچیدہ مسئلے کا مفہوم منکشف ہو گیا۔ کہ انسان اپنے معاملاتِ زندگی میں مجبور محض نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ صلاحیت کے مطابق کمال حاصل کر سکتا ہے۔

پند و نصائح

حضرت بابوجیؒ نے ہمیشہ اپنے افعال و اقوال سے ایسی مثالیں پیش کیں جو سراسر تعلیماتِ اسلامی کا آئینہ دار تھیں آپ نے عملی مظاہرہ کے علاوہ زبانی اور تحریری طور پر بھی اپنے صاحبزادگان اور تمام متعلقین و مخلصین کو نصیحت فرمائی کہ وہ اسلامی شعار اور اسلامی طرزِ زندگی کو اپنائیں اسلاف صالحین کے نقشِ قدم پر چلیں۔ اس دنیا کی زندگی کو مستعار اور عارضی سمجھیں' اَبدی دنیا کی زندگی میں سُرخرو ہونے کیلئے کوشاں رہیں۔ صاحبزادگان

Marfat.com

کے نام خطوط میں آپ نے ہمیشہ انہی نکات اور اُمور پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی۔

خدمتِ خلق

حضرت بابوجیؒ نے اپنے صاحبزادگان کے نام ایک مکتوب میں فرمایا۔ ''اپنے آپ کو صحیح معنوں میں ہر ایک کا خادم سمجھو' اسی کے ہو کے رہو اور ہر ایک کی خدمت کرو' اس خیال سے کہ یہ اسی کی مخلوق ہے۔ غرباء مساکین کی خدمت کرو' صاحبزادے نہ بنو' جس قدر کوئی بُرا کہے' اس قدر تم خوش رہو' بدلہ کسی سے نہ لو' لنگر کا ہر طرح سے خیال رکھنا' مزارِ اقدس کی حاضری کو اپنی سعادت سمجھنا' نماز با جماعت کا اہتمام رکھنا' کسی مسافر کو تکلیف نہ ہو' اپنے آپ کو لنگر میں رہنے والوں کا خادم سمجھنا' اَدب کی نعمت کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دینا اس کے جانے سے محرومی آتی ہے''۔

باخدا باش

مالکِ حقیقی' حافظ و ناصر ہو۔ دستگیرؒ ہو' معینؒ معینؒ ہو' اسکی محبت تمہارے دل میں ہو' جو کہ حقیقتاً اسی کی جگہ ہے۔ اس کا سودا تمہارے سر میں ہو' تمہاری عمر اس کی راہ میں بسر ہو اس کی مخلوقات کے صحیح معنوں میں خادم بنو۔

حُسنِ اِخلاق

ہر ایک کو عزت کی نگاہ سے دیکھو، بڑوں کی تعظیم کرو، چھوٹوں پر رحم کرو، تسلیم و رضا کے خوگر بنو ضعفاء کی امداد سے حتی الامکان کسی قسم کا دریغ مت کرو' اپنے عیبوں کی طرف ہر وقت دیکھو' دوسروں کے عیوب پر مت نظر رکھو۔ حضرت کے متعلقین و مخلصین و خلقِ خدا کی خدمت کرنا اپنا فرضِ عین سمجھو، صاحبزادگی سے اللہ تعالیٰ تمہیں بچائے۔ تم صاحبزادے نہیں بلکہ غلام زادے ضرور ہو' قیامت میں حضرت کی صحیح معنوں میں غلامی کا تمغہ لے کر اُٹھو' کوئی ایسی بات نہ کرنا کہ جس وجہ سے حضرت والا کی ذاتِ باصفات پر

Marfat.com

کسی قسم کا دھبہ آئے، مجھے اور تمہیں کون پہنچانتا ہے' ہم حضرت کے نام سے پہچانے جا رہے ہیں، مالک کو داغ لگانا شرافت سے بعید بلکہ ابعد ہے۔

حُسنِ معاملہ

کسی کو بُرا مت سمجھو' ہر ایک کی قدر کرو' حتی الامکان اپنی طرف سے دوسرے کو خوش رکھنے کی کوشش کرو مگر ایسی بھی نہ ہو کہ وہ تمہیں کھانے کو ہی آ جائے جو کام طاقت سے باہر ہو جائے' اس سے تم اپنے آپ کو معذور سمجھو' حتی الامکان خود تکلیف اُٹھاؤ' دوسروں کو آرام دو یہ دارِ ابتلا ہے' کسی کو اس میں آرام نہیں' وہی آرام سے ہے جو اس کی طرف سے غافل نہیں، اپنے ہر ایک کام کو خود اپنے ہاتھ سے کیا کرو، اپنے آپ کو ہر ایک سے ذلیل و خوار سمجھو۔ ہر ایک کی خیر خواہی کا دل سے خیال رکھو، اپنے بھائی کے غم خوار رہو، سب کو اچھا جانو، اپنے آپکو بُرا سمجھو، جو بُرا کہے اس پر ناراض نہ ہو، جو تعریف کرے اس پر خوش نہ ہو، بڑوں کی تعظیم کرو، چھوٹوں پر رحم کرو، خود تکلیف اُٹھاؤ، دوسروں کو آرام دو، ہر ایک کو اپنے آپ سے اچھا سمجھو، ہر ایک کی خدمت بحسبِ الطاقت کرو، اپنے آپکو خدمت گار سمجھو، تکلیف کے عادی بنو، اسی کے ہو کر رہو اور ہر ایک کی خدمت کرو، اس لحاظ سے کہ یہ اسی کی مخلوق ہے، اپنے آپ کو اللہ کی راہ میں وقف کر دو، اسکی مخلوق کی خدمت کرنے کی کوشش کرو، جہاں بھی رہو باخدا رہو اور مسافرانہ زندگی اختیار کرو، اپنے آپ کو ہر ایک کا صحیح معنوں میں خادم سمجھو، خدا اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی کو سب سے مقدم سمجھو۔

بے غرض یادِ خدا

اسے اپنی کسی غرض سے یاد نہ کرو' جب یاد کرو' تو اسے اپنا مالک اور ربّ سمجھ کر یاد کرو' وہ دانا ہے باحکمت ہے ہماری سب ضرورتیں جانتا ہے' جو کچھ ہمارے مناسب ہوتا ہے' ہمیں دیتا ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے ہو جاؤ

مالک الملک سے تعلق پیدا کرنے سے ہمیشہ آرام میں رہو گے' دائمی زندگی حاصل ہو گی' دراصل زندہ کہلانے کے اس وقت مستحق ہو گے جس وقت تم نے اس زندہ سے تعلق پیدا کر لیا۔ مختصر یہ کہ بہر حال و بہر کیف اسے نہ چھوڑو۔

عزیزی تم اسی کے ہو جاؤ جس نے تمہیں نابود سے برنگ بود ظاہر فرمایا' جو تمہاری سب ضرورتوں کا کفیل ہے' تم کو رات دن اسی کے خیال میں رہنا چاہیے' تم زندہ رہو تو اسی کیلئے اور مرو تو اسی کیلئے' تم کھاؤ تو اسی کیلئے' تم پیو تو اسی کیلئے' غرض کہ جو کچھ بھی کرو اسی کیلئے کرو' وہی تمہیں توفیق دے کہ تم اسی کے ہو جاؤ' آمین۔ اس سے بہتر تمہارے حق میں کوئی خیر خواہی تصور نہیں کر سکتا' اللہ تعالیٰ ہر طرح سے غالب ہے' غالب سے تعلق پیدا کرو تا کہ سب سے غالب ہی رہو۔

خانۂ خدا ہے دل

دل اس کا گھر ہے' اس میں کسی غیر کو جگہ مت دینا' مالک ناراض ہوگا' اس کی ناراضگی کہیں کا نہ رکھے گی۔ مالک کو نہ بھولنا ہر آن' ہر وقت اسی کو دل میں جگہ دینا' اس کی یاد کو دل میں جو واقعی اس کا مسکن ہے اس سے خالی نہ کرنا۔

پاک کن آئینہ دل از غبار   تا نماید جلوۂ رخسارِ یار (رومیؒ)

ترجمہ: (اپنے دل کو غبار یعنی غیر خدا کی یاد سے پاک کر تا کہ تیرا یار یعنی حق تعالیٰ اس میں جلوہ نما ہو)۔

خدا کے حوالے

میں تمہیں ہمیشہ کیلئے اپنے اسی حقیقی مالک کے سپرد کرتا ہوں جس سے بڑھ کر کوئی طاقتور اور دانا نہیں' تمہیں اسی اپنے مالکِ حقیقی کی سپرد کرتا ہوں' وہی تمہارا نگہبان ہو' وہی تمہارا حامی و مددگار رہو' اسی کے تم ہو کے رہو' وہ تمہارا ہو تم اسی کی راہ میں اپنی زندگی بسر کرو'

Marfat.com

تا کہ تمہاری زندگی فی الحقیقت زندگی ہو جائے' اپنا معاملہ اپنے مالک کے سپرد کرو' تمہاری فکر کرنا بے سود ہے کیونکہ جس کے سپرد ہو اسی کے سپرد ہو' گھبراؤ مت' جس کے سپرد ہو اور جس کے بھروسہ پر یہ چندروزہ عارضی زندگی گزار رہے ہو' اسی کو لاج ہے' وہی تمہارا حامی ومددگار ہے۔

وہ رحمٰن ورحیم ہے

جو دل لگانے کے قابل ہے وہی ہے جسے فنا نہیں جو مالکِ حقیقی ہے جو ہر قسم کی عطا کرتا ہے باوجود ہماری رات دن کی نافرمانیوں کے پھر بھی کس قدر مہربانیاں فرما رہا ہے۔ ہم اس کے احسانوں کے آگے سخت شرمندہ ہیں سب کچھ اسی کی دین ہے وہ کس قدر فیاض ہے۔

جُرمہا بینی نگیری انتقام　　　از درِ حلم وکرم آئی مدام (رُومیؒ)

ترجمہ: (اے خدا تُو ہمارے جرم دیکھتا ہے مگر انتقام نہیں لیتا بلکہ نرمی اور کرم کا سلوک کرتا ہے)۔

رضائے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خدا کی رضا کے جس قدر بھی اسباب ہیں' ان کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ وہ صفات کہ جن کی وجہ سے تمہارا ربّ تم سے راضی ہو ان کے عادی ہو جاؤ۔ میرے عزیز خدا تمہاری عمر دراز کرے بابرکت کرے تم سے وہ کام ہوں جن سے تمہارا ربّ راضی ہو کیونکہ اسی کی رضا میں فلاح دارین ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے موجبات رضا کی توفیق عطا فرمائے۔ فرمانِ الٰہی ہے۔ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ۔ اگر وہ مومن ہیں تو اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے زیادہ حق ہے کہ وہ انہیں راضی رکھیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ومحبت تمہارے رگ وریشہ میں سرایت کر جائے۔ آمین۔ اپنی خداداد عقل کو قال اللہ وقال الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق کام میں لاؤ۔

Marfat.com

وحدۃ الوجود

ہم کچھ نہیں ہیں اسی کے کرشمے ہیں جو کہ نابود کو برنگ بود دکھلا رہا ہے' سبحان اللہ کیا رنگ دکھلایا ہے' اسی کے عجائبات میں مستغرق رہو۔ اسی کے مطالعہ میں محو رہو۔ تم خود اس کی کتاب ہو۔ اس میں سب کچھ موجود ہے جو کچھ تم اس سے حاصل کر سکتے ہو کسی اور سے نہیں کر سکتے۔

اولیاء اللہؒ کا احترام اور تقلید

اس کے مقبول بندوں کی غلامی ہمیشہ کیلئے اپنا فرض سمجھو۔ سلف صالحین کے طریقے کو ہی صراط مستقیم سمجھو۔ اسی پر چلنے کو فلاحِ دارین یقین کرو۔ اپنے ایک خط میں حضرت مولانا رومیؒ کی زبانی اولیاء اللہؒ کی صفات کو یوں بیان فرمایا ہے۔

ہم نشینی جوئی با اہلِ وفا　　　قلبِ شاں آئینہ حق از صفا

ترجمہ: (اہلِ وفا کے پاس بیٹھنے کی کوشش کرو۔ ان کا دل صفائی میں آئینہ حق کی طرح ہوتا ہے)

در ضیا بخشی چوں مہرِ انور اند　　　نصرت و یاری حق را مظہر اند

ترجمہ: (روشنی دینے میں وہ چمکتے سورج کی طرح ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت انہی سے ظاہر ہوتی ہے)

نصرت از خاصانِ درگاہِ الٰہ　　　ہم زحق باشد بجو بیگاہ گاہ

ترجمہ: (خاصانِ حق کی نصرت بھی حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہو لہٰذا ہر حال میں اسی کی طلب کر)

استغاثت گر ز مردان خدا　　　ناروا بودے نہ گفتِ مصطفیٰ

ترجمہ: (اگر مردانِ خدا سے امداد مانگنا ناروا ہوتی تو حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نہ فرماتے)

سرکشی گردت چو دابہ در زماں　　　یا عبا داللہ اعینونی بخواں

Marfat.com

ترجمہ: (جس وقت تیرا جانور سرکشی کرے تو پکارو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو)

اس شعر میں مولانا رومؒ نے حدیث شریف کا حوالہ دیا ہے۔ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ

نائبِ حق اند در کون و مکاں   سر نہ تابد مہر و ماہ از امرِ شاں

ترجمہ: (وہ کون و مکاں میں خدا کے نائب ہیں۔ چاند اور سورج ان کے حکم سے سرتابی نہیں کرسکتے)

گفت حصری با مریدِ خویشتن   بر نیاید شمس غیر از حکمِ من

ترجمہ: (حضرت حصریؒ نے اپنے مُرید سے فرمایا کہ سورج میرے حکم کے بغیر طلوع نہیں ہوتا)

چونکہ فانی گشتہ انداز خویشتن   گوش وچشم ودست شاں شد ذوالمنن

ترجمہ: (چونکہ وہ اپنے آپ سے فانی ہو چکے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ ہی ان کے کان اور آنکھ اور ہاتھ بن گیا ہے)

ہست بی یسمع و بی یبصر مدام   حالِ خاصانِ الٰہی و السلام

ترجمہ: (خاصانِ خدا کا حال اس حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے کہ ربّ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ تو ہمیشہ میرے ذریعے دیکھتے اور سنتے ہیں)

اللہ والوں کی دُکانوں سے سودا خریدنا۔ نیاز سے جانا، نازمت کرنا، اہلِ اللہ کے آستانوں کی خاک جو کہ اکسیر کا حکم رکھتی ہے اسکو نہ چھوڑنا۔ اس کے مقبول جو کہ حقیقتاً ظلِ اِلٰہی ہیں' ان کے تُم زیرِ سایہ رہو۔ مے عرفاں کے پینے والے ہو مدنی میخانے کے مے نصیب ہو۔ اہلِ اللہ سے خاص عقیدت رکھو ان کی نیاز میں اس کی رضا ہے۔

وسیلہ

بھروسہ اس پر رکھو جسے کسی قسم کی فنا نہیں۔ اس کے مقبولوں کے وسیلے سے اسے طلب کرو۔ دراصل وہی حاجت روا ہے' اسکے وسیلے برحق ہیں' یہ اسکی کمال ذرّہ نوازی ہے

Marfat.com

کہ اپنے اور بندوں کے درمیان واسطہ پیدا کر دیا تا کہ بندہ کہیں بھٹک نہ جائے' اپنے ملانے والے بھیج دیئے' اس کا یہ کتنا بڑا احسان ہے۔

نسبت

نسبت کی برکت وعظمت کو حضرت بابو جیؒ نے اپنے مکتوب میں مولانا رومیؒ کے اس شعر سے واضح فرمایا۔

گرتو پیوندی بہ آں شاہ شہ شوی　　　　ذرہ گر بُودی ولیکن مہ شوی

ترجمہ: (اگرتُو اس شاہ (حق تعالیٰ) کے ساتھ ربط پیدا کرے گا' تو خود بھی شاہ ہو جائے گا اگر تو خاک کا ذرّہ ہوگا تو اس نسبت سے چاند بن جائے گا)۔

ا　پنے ایک نیاز مند کو نسبت کی اہمیت یاد دِلاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ ''نسبت جو اچھی ہر کام اچھا۔ آغاز اچھا انجام اچھا''۔

علم

حصولِ علم کی اہمیت کو حضرت سعدیؒ کی زبانی یُوں واضح کیا۔

بنی آدم از علم یا بد کمال　　　　نہ از حشمت و جاہ ومال و منال

ترجمہ: (انسان علم کے ذریعے کمال حاصل کرتا ہے دنیاوی مرتبہ، مال اور دولت سے نہیں)۔

اللہ تعالیٰ علمِ باعمل نصیب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ عزیزان کو علمِ باعمل اور موجباتِ رضا الٰہی عطا فرما کر دارین میں خوش وخرم رکھے۔ آمین۔ علمِ اصلی کے حصول کی کوشش کرو' اس دنیائے ناپائیدار میں اسکو اپنا رفیق بناؤ' جو پڑھو اس پر عمل کرو۔

ذوق وشوق

خدا تمہیں باہمت کرے اور ذوق وشوق دے تا کہ اسکی وجہ سے تم دونوں بھائی اپنی منزلِ مقصود پر جلد پہنچ سکو۔

Marfat.com

گر بشوقِ او دلت شد مُبتلا   مرگ بر تو کے بود ہر گز روا

(رُومیؒ)

ترجمہ: (اگر تیرا دل اس ذاتِ پاک کے شوق میں مبتلا ہو جائے تو تجھے موت نہیں آئے گی یعنی مَر کر بھی زندہ رہو گے)۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا ذوق وشوق عطا فرمائے' وہ ذاتِ باری اپنے ذوق وشوق سے مالا مال فرما کر صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نماز

نماز باجماعت کا اہتمام رکھنا' فرمانِ الٰہی ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا (یہ نماز مسلمانوں پر وقت معیّن پر فرض کر دی گئی ہے)

روزِ محشر کہ جاں گداز بود   اوّلیں پرسشِ نماز بود

ترجمہ: (محشر کا دن جو بہت سخت ہو گا سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا)۔

اُستاد کا احترام

اپنے اُستاد کی رضا کو فرضِ اوّلین ہی سمجھو' ہمیشہ اُن کی دُعا کے طالب رہو۔ اپنے اُستاد صاحب کی رضا کا ہر وقت خیال رکھنا ضروری ہے' اُستاد کی رضا اور دُعا میں اللہ تعالیٰ نے سب کچھ رکھا ہے' ایسے وقت میں ایسے سچے مخلص اُستاد کا ملنا ممکن نہیں' یہ تمہارے فقط اُستاد ہی نہیں ہر قسم کے سچے خیر خواہ اور جاں نثار بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہمارے تمہارے سَروں پر قائم رکھے۔ اور کوئی ایسا فعل ہم سے سَر زد نہ ہو کہ جس کی وجہ سے ان کی ناراضگی کے ہم سزاوار بنیں۔ نوٹ: ان دنوں حضرت بابو جیؒ کے دونوں فرزندانِ گرامی بہاولپور میں شیخ الجامعہ مولوی غلام محمد گھوٹویؒ کے زیرِ تعلیم تھے۔

جدّ وجہد

تم عزیز ہو اسلئے تمہیں پکار پکار کر کہتا ہوں کہ جس سوداگری کیلئے تمہیں سفر کرایا گیا

Marfat.com

اس کا خیال رکھنا اگرچہ وہ دُکانیں بند ہو چکی ہیں مگر مَنْ جَدَّ وَجَدَ صحیح فرمان ہے (جس نے کوشش کی اس نے مطلوب کو پالیا)۔ تلاش کرنے والے کیلئے دُکانیں کھلی ہیں چونکہ خریدار عام نہیں اسلئے ان کے آگے پردے ڈال دیئے گئے ہیں کوئی سچا طالب آتا ہے تو وہ فائدہ اُٹھاتا ہے عزیز من اصلی طلب پیدا کرو اسکے فضل و کرم سے کامیاب ہو گے۔

Marfat.com

فصلِ سوم

حضرت بابو جیؒ کے دور میں تعمیراتی کام

حضرتِ اعلیٰؒ کے مقبرہ کی تعمیر

حضرت سیّدنا پیر مہر علی شاہؒ کے مقبرہ کی تعمیر کا کام تقریباً بیس سال کے طویل عرصہ میں ختم ہوا۔ اس مقبرہ پر ریاست جودھ پور میں واقع مکرانہ کان کا سنگِ مَرمَر لگوایا گیا' جو کہ اپنی پائیداری اور حُسن و جمال کے باعث بہت مشہور ہے' کاریگر حضرات بھی اسی ریاست سے بلوائے گئے۔ جو انجام کار پاکستانی ہو کر رہ گئے' مقبرہ کی بیرونی اور اندرونی دیواروں پر آیاتِ قرآنی اور اَحادیثِ نبوی ﷺ کندہ کی گئی ہیں' جن کے نیچے حضرت مولانا رومؒ و دیگر صوفی شعراء کے اشعار بھی شامل ہیں۔ یہ آیات اَحادیث اور اشعار علم و عرفان کا بیش بہا خزینہ ہیں۔ جنہیں پڑھ کر اربابِ سلوک پر پیچیدہ نکات کی عقدہ کشائی ہوتی ہے اور جان و دل سرخوش و سرشار ہوتے ہیں' اس مقبرہ پر سنگِ مَرمَر کی جتنی سلیں استعمال کی گئی ہیں' سب پر الگ الگ قرآن شریف کا ختم پڑھایا گیا' ان ایام میں تمام متوسّلین اور مرشدین ہر وقت تلاوتِ قرآنِ پاک میں مصروف دیکھے جاتے تھے' علماء نے تعمیر مقبرہ کے بارے میں متفقہ طور پر مشورہ دیا تھا مگر ایک مکتوب ایسا موصول ہوا جس میں یہ مضمون درج تھا کہ "مقبرہ کی تعمیر شرعاً جائز ہے مگر اسکی تعمیر پر اتنی کثیر دولت کا صرف ہونا اسراف کی ذیل میں ضرور آتا ہے" اس بات سے حضرت بابو جیؒ کی طبع مشوش ہو گئی۔ ایک روز حضرت نظام الدّین اولیا محبوبِ اِلٰہیؒ کے ملفوظات کی کتاب فوائد الفواد آپؒ کے زیرِ مطالعہ تھی ایک جگہ مذکور تھا کہ "کسی نے حضرت نظام الدّین اولیاؒ سے اسراف کے معنی پوچھے' آپؒ نے جواباً کہا کہ شیخ ابو سعید ابوالخیرؒ بہت خرچ کرتے تھے' کسی نے ان پر اعتراض کیا کہ لَاخَیْرَ فِی الْاِسْرَافِ (فضول خرچی میں کوئی خیر نہیں) آپ

Marfat.com

نے جواب دیا لَا اِسْرَافَ فِی الْخَیْرِ (کارِ خیر میں کوئی اسراف نہیں) اس کے بعد حضرتِ اعلیٰؒ بھی خواب میں نظر آئے۔ آپ فرطِ مسرت سے تسبیح ہلاتے ہوئے یہ آیت پڑھ رہے تھے وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَا بَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا (جب کہ ہم نے بیت اللہ شریف کو لوگوں کے رجوع کی جگہ اور امن کا مرکز بنایا) اس خواب سے آپؒ کے دل کی کامل تشفی ہوگئی۔

مہمان خانے

حضرتِ اعلیٰؒ کے دور میں سرائے نمبر 1 پہلے سے موجود تھی۔ زائرین کی تعداد میں آئے دن اضافہ ہونے لگا، جس کے پیشِ نظر بابوجیؒ نے دو اور مہمان خانے تعمیر کرائے جو سرائے نمبر 2 اور سرائے نمبر 3 سے مشہور ہیں۔ سرائے نمبر 3 پر دوسری منزل کی تعمیر بھی عمل میں آئی۔

بڑا مجلس خانہ

ابتداءً بابوجیؒ چھوٹے مجلس خانہ میں محفلِ سماع منعقد فرماتے تھے۔ متوسلین کی تعداد میں روز بروز حیرت انگیز اضافہ ہو رہا تھا، اس کے پیشِ نظر بڑے مجلس خانہ کی تعمیر کرائی گئی، اس مجلس خانہ کی تعمیر میں فنی خوبی یہ ہے کہ غیر معمولی طول و عرض کے باوجود اس مجلس خانہ کی چھت کے نیچے کوئی ستون نہیں۔

مسجد کی تعمیرِ نو

حضرتِ اعلیٰؒ کے دور میں بھی وسیع مسجد موجود تھی۔ زائرین کی کثرت تعداد کے پیشِ نظر حضرت بابوجیؒ نے پرانی مسجد شہید کرا کے دو منزلہ مسجد کی تعمیر کرائی اور مسجد کے بائیں پہلو میں ایک شاندار بلند مینار بھی بنوایا، جو کئی میلوں کی مسافت سے اہلِ عقیدت کو دعوتِ نظارہ دیتا ہے، مسجد کی بیرونی دیوار کی پیشانی پر بھی آیاتِ قرآنی کندہ کی گئی ہیں جو خوشنویسی کا شاہکار نظر آتی ہیں، مسجد کی بیرونی دیوار کی پیشانی پر بھی آیات و احادیث کندہ

Marfat.com

ہیں، جن میں خاص طور پر نماز کی پابندی اور جماعت کی اہمیت کا مضمون موجود ہے۔
حضرت بابو جیؒ کے وصال مبارک کے بعد بھی تعمیراتی کام اسی زور شور سے جاری ہے اور مہمانوں کی آسائش و آرام کیلئے مزید عمارتوں کی تعمیر زیرِ تکمیل ہے۔

لنگرِ غوثیہ ﷺ کا حُسنِ انتظام

مہمان نوازی سنتِ رسول ﷺ ہے حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے "جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ مہمان کی عزت و تکریم کرے اور اسکی ضروریات کا خیال رکھے"۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے "سب سے افضل عمل یہ ہے کہ تم لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور ہر واقف و ناواقف کو سلام کہو"۔ اہلِ بیت نبوت ﷺ کی مہمان نوازی کا ذکر قرآن مجید کی سورہ الدھر میں موجود ہے ارشادِ خداوندی ہے۔ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَاَسِيْرًا اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا (ترجمہ: اور وہ اپنی محبت سے مسکین یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (ساتھ ہی یہ کہتے ہیں) کہ ہم تمہیں اللہ کی رضا کے لئے کھانا کھلا رہے ہیں تم سے کسی جزا اور شکریے کے متمنی نہیں ہیں)۔ اہلِ بیت نبوت کی مہمان نوازی کی تاریخ اتنی طویل اور مفصل ہے، جسکا احاطہ چند سطور میں ناممکن ہے۔

حضرتِ اعلیٰؒ فرماتے تھے کہ "ہم مہمانوں کو کھانا دینے پر روحانی طور پر مامور ہیں، ہمارے سچے مہمان وہ ہیں، جو چٹائیوں پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں"۔ حضرت بابو جیؒ ذکر کرتے تھے کہ "ہمارے مہمان درحقیقت حضرت غوثِ اعظم ﷺ کے مہمان ہیں جنکی خدمت ہمارا روحانی اور خاندانی فریضہ ہے"۔ آپ لنگر کے منتظمین اور خدام کو تاکید فرماتے تھے کہ "غوثِ اعظم ﷺ کے مہمانوں کی خدمت میں حتی المقدور کوئی کسر نہ رہے"۔ لنگر غوثیہ گولڑہ شریف کے حُسنِ انتظام کو اپنے اور بیگانے سب تسلیم کرتے ہیں، صبح کے وقت مہمانوں کو چائے اور رس پر مشتمل ناشتہ دیا جاتا ہے، مجلسِ ختم شریف کے

Marfat.com

بعد دن کا کھانا پیش کیا جاتا ہے اور شام کو نمازِ مغرب کے بعد دستر خوان بچھایا جاتا ہے اور تمام مہمانوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر اور پکار پکار کر کھانا کھلایا جاتا ہے' رات ٹھہرنے کیلئے مہمان خانوں میں آرام دہ انتظام موجود ہے۔ ہر روز سینکڑوں مہمان بسوں، گاڑیوں، اور نجی کاروں پر حاضر ہوتے ہیں اور ان کے شایانِ شان مہمان نوازی کی جاتی ہے۔

سال کے دوران متعدد دینی تقریبات منعقد ہوتی ہیں۔ جن میں عید میلاد النبی ﷺ عُرس غوثِ اعظم ؓ، عُرس حضرت پیر مہر علی شاہؒ، عُرس حضرت بابو جیؒ، عُرس سیّد غلام معین الدین شاہ لالہ جیؒ کے موقعوں پر زائرین کی تعداد لاکھوں تک ہوتی ہے اور ان سب مہمانوں کے قیام وطعام کا نہایت تسلی بخش انتظام ہوتا ہے۔ حُسنِ انتظام کا یہ عالم ہے کہ لاکھوں کی تعداد میں زائرین تقریباً دو گھنٹے میں کھانے سے فارغ ہو جاتے ہیں' ان تمام اُمور کی نگرانی حضرت بابو جیؒ خود فرمایا کرتے تھے اور اب بھی یہ کام حضرت شاہ عبدالحق مدظلہ العالی بنفسِ نفیس سرانجام دیتے ہیں۔ اور وقتاً فوقتاً لنگر خانے اور مہمان خانوں میں جا کر انتظام کا جائزہ لیتے ہیں۔

تصنیفات وتالیفات کی طباعت

حضرت بابو جیؒ کی دلی خواہش تھی کہ حضرتِ اعلیٰ ؒ کی تعلیمات و افکار کی تبلیغ و اشاعت وسیع پیمانے پر ہو اور ان کے ارشاداتِ گرامی عوامی حلقوں تک من و عن پہنچیں' اس مقصد کے پیشِ نظر آپ نے حضرتِ اعلیٰ ؒ کے حالاتِ زندگی اور ان کی تصنیفات و تالیفات کی طباعت کیلئے جامع منصوبہ تیار کیا۔ طبع شدہ کتابوں کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

۱۔ مکتوباتِ مہریہ ؒ ۲۔ فتاویٰ مہریہ ؒ ۳۔ ملفوظاتِ مہریہ ؒ ۴۔ سیف چشتیائی ۵۔ شمس الہدایہ ۶۔ فتوحاتِ صمدیہ ۷۔ تحقیق الحق فی کلمۃ الحق ۸۔ اعلاء کلمۃ اللہ ۹۔ مرآۃ العرفان ۱۰۔ وظائف چشتیہ ۱۱۔ مہرِ منیر (حضرتِ اعلیٰ ؒ کے حالاتِ زندگی اور ان کے افکار اور دینی خدمات پر مشتمل جامع تالیف) ۱۲۔ ہدیۃ الرّسول (فارسی میں

Marfat.com

ہے ردِ مرزائیت میں حضرتِ اعلیٰؒ کی بہترین تصنیف ہے۔

اِن کُتب کے علاوہ آستانۂ عالیہ مہریہؒ سے تعلق رکھنے والے متعدد جیّد علماء کی تحقیقی تصنیفات وتالیفات کی طباعت بھی لنگر کے زیرِ انتظام کی گئی ہے۔

Marfat.com

فصلِ چہارم

کرامت کامفہوم

کرامت اس مافوق الفطرت کام کو کہتے ہیں جو اللہ کے ولی کے ہاتھوں ظاہر ہو جبکہ معجزہ اسے کہتے ہیں' جو اللہ کے سچے نبی یا رسول سے صادر ہو۔ قرآنِ مجید میں بی بی مریمؑ، حضرت خضرؑ، حضرت سلیمانؑ کے وزیر آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ کی متعدد کرامات کا ذکر موجود ہے۔ واضح رہے کرامت کی دو قسمیں ہیں۔ کرامتِ حسیہ اور کرامتِ معنویہ: ہوا میں اُڑنا، پانی پر چلنا، دُور دراز مسافتوں کو آن واحد میں طے کرنا، بیماروں کو صحت عطا کرنا، دُور کی پکار سننا اور مدد کو پہنچنا کرامتِ حسیہ میں شامل ہے۔ احیائے دین، مُردہ دلوں کی مسیحائی، گمراہوں کی رہنمائی اور شجرِ اسلامیہ کی آبیاری۔ یہ تمام اُمور کرامتِ معنویہ کی ذیل میں آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہر کامل ولی کو دونوں قسم کی کرامات عطا فرمائی ہیں اولیاء میں سرِ فہرست حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ذاتِ بابرکات ہے' حضرتِ اعلیٰ سیّدنا پیر مہر علی شاہؒ اور حضرت بابو جیؒ اپنے جدِ امجد حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے وارث ہونے کی حیثیت سے کرامتِ حسیہ اور کرامتِ معنویہ کے جامع تھے۔ حضرت بابو جیؒ طبعاً منکسر المزاج تھے اور اپنی ذات سے منسوب کرامات کے ذکر کو پسند نہیں فرماتے تھے اور اگر کوئی اِرادتمند محفل میں اس نوع کی کوئی بات چھیڑتا تو آپ بکمالِ مروت گفتگو کا رُخ بدل دیتے۔ یہ حقیقت ہے کہ بابو جیؒ کرامتِ حسیہ کے مقابلے میں کرامتِ معنویہ کو ترجیح دیتے تھے کیونکہ کرامتِ معنویہ کے ذریعے دینِ اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشن کی بہتر طریقہ سے تکمیل ہوتی ہے اسی خیال کے پیشِ نظر حضرت بابو جیؒ اپنی نشستوں اور محفلِ سماع میں غیر مسلموں کو شرکت کی اجازت دیتے تھے اور اُنکے اصرار پر ان کے ہاں بھی محافلِ سماع منعقد فرماتے۔ متموّل حضرات کو اس لئے اپنا قُرب عطا کرتے کہ وہ دنیا پرستی

Marfat.com

چھوڑ کر خدا پرستی اختیار کریں۔ اس قسم کی سینکڑوں مثالیں آپ کی متوسّلین میں موجود ہیں۔ اگر چہ بابو جیؒ کی روز مرہ زندگی میں کثرت سے مافوق الفطرت باتیں صادر ہوتیں۔ جن کی تفصیل یہاں بیان کرنا ممکن نہیں، ہم صرف بمصداق مشتے نمونہ از خروارے چند واقعات بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

کراماتِ حضرت بابو جیؒ

قوتِ گویائی

(بروایت مؤلفِ کتاب مشتاق احمد چشتی) میرے بیٹے بچپن میں ہی فوت ہو جاتے تھے۔ میں نے عرض کیا تو حضرت بابو جیؒ نے تعویذ عطا فرمایا، جس کے بعد میرا بڑا بیٹا غلام محبوب سبحانی پیدا ہوا۔ حضرت بابو جیؒ ہمارے گھر تشریف لائے اور مبارکباد کے طور پر ایک سو ایک روپیہ عطا فرمایا۔ عقیقہ ہوا تو حضرت لالہ جیؒ اور حضرت شاہ عبدالحق صاحب تشریف لائے، بڑی خوشی ہوئی۔ میرا لڑکا چار سال کا ہو جانے کے بعد بھی بول نہیں سکتا تھا، صرف اِشارے سے بات کرتا تھا، میری والدہ ماجدہ نے حضرت بابو جیؒ کی خدمت میں عرض کیا، تو آپؒ نے دُعا فرمائی اور بچے سے کہا ”تم کب اپنے باپ کی طرح ریڈیو پر تقریر کرو گے“۔ اسی دن سے لڑکے نے بولنا شروع کر دیا اور اب ماشاء اللہ اس کے چار بچے ہیں اور وہ خود کفیل ہے۔ یہ سب بابو جیؒ کی دُعا کی برکت ہے۔

مسیحا نفس

مولانا سید احمدؒ اچھرہ جامعہ فتحیہ میں زیرِ تعلیم تھے، اپنے اُستاد مولانا مہر محمدؒ کے گھر کیلئے قبرستان سے لکڑیاں کاٹ لاتے تھے، انہیں جنّات بہت پریشان کرتے تھے لیکن وہ پرواہ نہ کرتے۔ اچانک انہیں پنڈلی کی ہڈی میں درد شروع ہو گیا، جو بہت شدت اختیار کر گیا، میو ہسپتال کے ڈاکٹروں نے ہڈی کاٹ دینے کا مشورہ دیا، اس پر مولانا صاحب آمادہ نہ

Marfat.com

ہوئے۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ جنات کا ایک لشکر اُن پر حملہ کرنے کو تیار ہے اتنے میں حضرت بابوجیؒ تشریف لاتے ہیں اور دم فرماتے ہیں' تمام لشکر نیست و نابود ہو جاتا ہے' صبح اُٹھے تو درد غائب تھا' ڈاکٹر حیران ہوئے کہ ان کی تحقیق کے مطابق سوائے ہڈی کاٹنے کے کوئی علاج نہ تھا' یہ کونسی رُوحانی طاقت تھی جو ایک رات میں اُنہیں تندرست کر گئی۔

رہبرِ کامل

بابوجیؒ کے ایک نیاز مند قرضے سے تنگ آ کر ربوہ چلے گئے کہ خدانخواستہ مرزائیت قبول کرلیں اور قرضے سے نجات پائیں' مرزائی امیر نے کہا اپنے بال بچے بھی ہمارے پاس لے آؤ' پھر ہم تمہارا قرضہ چکائیں گے' وہ اس پر تیار ہو کر رات کو سو گئے' خواب میں حضرت بابوجیؒ کی زیارت ہوئی' آپ نے انہیں طمانچہ مارنے کیلئے ہاتھ اُٹھایا' اس عمل میں اس قدر جلال تھا کہ وہ فوراً بیدار ہو کر وہاں سے اُٹھے اور توبہ کی کہ پھر کبھی مرزائیت کے قریب نہ گئے نہ جائیں گے' بعد میں انہوں نے مجھ سے خود یہ واقعہ بیان کیا یہ قبلہ بابوجیؒ سے بیعت ہونے کی برکت تھی کہ وہ مرزائیت سے بچ گئے۔

حضرت مدنیؒ کا واقعہ

محمد اجمل خان پھوڑ بحوالہ جناب عبد الرحیم آف کوئٹہ لکھتے ہیں کہ حضرت بابوجیؒ مدینہ شریف میں سیّد احمد عطاس مدنیؒ کے گھر قیام پذیر تھے' تین چار آدمی موجود تھے' قبلہ بابوجیؒ نے ایک واقعہ بیان کرنا شروع کیا' جس کا کچھ حصہ آپ نے یہاں بیان کیا' باقی حصہ بیان کرنے کیلئے حضرت مدنیؒ سے کہا کہ وہ اپنی زبانی سنائیں واقعہ یُوں ہے کہ ''قبلہ مدنیؒ'' نے گولڑہ شریف تار بھیجا کہ مجھے فالج ہو گیا ہے' قبلہ بابوجیؒ نے لالہ جیؒ کو حکم دیا کہ مدینہ شریف جانا ہے' مطلوبہ کاغذات کی تکمیل کی جائے' ویزا لگنے کو تھا کہ تیسرے روز فون آ گیا کہ صحت یابی ہو گئی بعد میں معلوم ہوا کہ مدنی صاحبؒ کو خواب میں قبلہ بابوجیؒ چارپائی سے کھڑا کر کے فالج زدہ حصے کو اپنے کندھے سے سہارا دے کر سرکارِ

Marfat.com

دوعالم ﷺ کے درِ اقدس پر حاضری دیتے ہیں، صلوٰۃ وسلام پیش کرنے پر مزارِ اقدس سے حضرت سیّد پیر مہر علی شاہؒ باہر تشریف لاتے ہیں، آنے کی وجہ دریافت کرنے کے بعد دُعا فرما کر تسلی دیکر گھر بھیج دیتے ہیں۔ اتنے میں مدنی صاحبؒ کی آنکھ کھل جاتی ہے کافی حد تک صحت یابی محسوس ہوتی ہے، تو بہ آواز بلند بار بار فرماتے ہیں، شیخ کامل بابو جیؒ تشریف لائے ہیں۔ اس آواز پر تمام گھر والے بیدار ہو گئے، انہوں نے سمجھا کہ مدنی صاحبؒ پر حالتِ نزع طاری ہے، اسی لیے شیخ کامل بابو جیؒ کی تشریف آوری کا ذکر کر رہے ہیں، چنانچہ تمام اہلِ خانہ نے تلقین کے طور پر کلمہ شریف کا وِرد شروع کر دیا، مدنی صاحبؒ بھانپ گئے، کہ اہلِ خانہ ان کی بات سمجھ نہیں سکے۔ مدنی صاحبؒ مُسکرا کر فرماتے ہیں "میں صحت یاب ہو چکا ہوں مجھے اُٹھاؤ" مدنی صاحبؒ کو اُٹھایا گیا، اپنی بیگم کے کندھے کا سہارا لے کر بابِ صدیق اکبرؓ پر پہنچ جاتے ہیں چونکہ رات کو مسجدِ نبوی ﷺ کے دروازے بند ہوتے ہیں، اسلئے باہر سے صلوٰۃ وسلام پیش کرتے ہیں، دریں اثناء اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہؒ تشریف لاتے ہیں اور دوبارہ آنے کی وجہ دریافت کرتے ہیں، بتایا گیا کہ پہلے خواب تھا اب بنفسِ نفیس حاضری اور دُعا کیلئے پیش بحضور ہوں، چنانچہ آپ نے دُعا دے کر تسلی دی، گھر پہنچے تو مدنی صاحبؒ مکمل طور پر صحت یاب ہو چکے تھے، صحت کی خوشخبری کے بارے میں گولڑہ شریف بذریعہ تار اِطلاع دی گئی۔

شہِ جیلاں ؒ مددگارِ تو باشد

راولپنڈی ٹینچ بھاٹہ کے مشہور عالم السید عبدالقادر گیلانی ایم۔ اے، ایل ایل بی حلفاً فرماتے ہیں کہ میرے دل میں بغداد شریف جانے کا شوق پیدا ہوا، میرے ایک آشنا کی عراقی سفیر سے واقفیت تھی۔ اس نے ویزا لگوا دینے کا وعدہ کیا مگر وہ سفارت خانے سے ناکام لوٹا چنانچہ جب کوئی کوشش کارگر ثابت نہ ہوئی تو ایک دن عشاء کی نماز پڑھ کر میں اپنی بیٹھک میں بیٹھا، آنکھیں بند کیے ہوئے اپنے خاندانی سلسلہ قادریہ کے وظائف

Marfat.com

پڑھ رہا تھا کہ کسی نے آ کر میرا ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا۔ چشم ظاہر سے دیکھا تو قبلہ عالم مستوری ولی بابو جیؒ جانشین پیر مہر علی شاہؒ تھے حالانکہ آپ اس عالمِ فانی سے کب کے رُخصت ہو چکے تھے' آپؒ نے مجھے اُٹھایا اور میری بیٹھک میں ہی بغداد شریف کی جانب چلے' آپؒ نے فرمایا کہ حضور غوث پاکؓ آپ کو یاد فرما رہے ہیں' سامنے دیکھا تو بغداد شریف تھا اور حضور غوث پاکؓ سخت جلال کے عالم میں میری طرف دیکھ رہے تھے' میں خوف سے قبلہ بابو جیؒ کے پیچھے چُھپ گیا۔ قبلہ بابو جیؒ نے میرا ہاتھ پکڑ کر حضور غوث پاکؓ کے دستِ مبارک میں دے دیا چنانچہ بابو جیؒ کا پتہ نہ چلا کہ کہاں سے آئے تھے اور کدھر چلے گئے' اس کے بعد میں سو گیا صبح اُٹھ کر سوچا اب خود سفارت خانہ جاتا ہوں شاید کام ہو جائے۔ کیونکہ بابو جیؒ مجھے حضور غوث پاکؓ کے حوالے کر گئے ہیں۔ چنانچہ سیدھا سفارتخانے گیا' عراقی سفارتخانے کے سامنے ایک اور سفارتخانہ ہے۔ وہاں سے ایک انگریز لڑکی نکلی اور مجھے انگریزی میں کہنے لگی آپ ادھر کیسے آئے ہیں؟ حالانکہ میں اس کو جانتا تک نہ تھا' میں نے اپنا مُدعا بیان کیا تو اس نے مجھ سے کاغذات لیکر مجھے باہر انتظار کرنے کو کہا اور خود عراقی سفیر کے پاس گئی اور ویزا لگوا کر لے آئی اور مجھے دیکر چلی گئی سبحان اللہ اس دن سے قبلہ بابو جیؒ دلنشین ہو گئے ہیں۔

آج وہ فلسفۂ زماں و مکاں حل ہو گیا جس کا حل علامہ اقبالؒ نے اعلیٰ حضرت مجدد العصرؒ سے خط لکھ کر طلب کیا تھا۔

دستِ مُرشد

"اولیاء را ہست قدرت از الٰہ — تیرِ جستہ باز گردانند ز راہ"

ترجمہ: (اولیاء کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ چلا ہوا تیر راستے سے واپس لا سکتے ہیں)۔

حاجی چوہدری عبدالغنی صاحب جن کو قبلہ مدنی صاحبؒ نے چوہدری چائے شہد والا کا خطاب دیا تھا' آجکل خانپور رحیم یار خان میں ہوتے ہیں' پہلے کسی زمانے میں ۱۹۵۶ء

Marfat.com

میں راولپنڈی شہر فوارہ چوک پیلس ہوٹل کے نزدیک بینک کے ساتھ ان کی دُکان ہوا کرتی تھی' وہ اب بھی ماشاء اللہ زندہ ہیں اور زندہ دل بھی ہیں' ان سے اس واقعہ کی ہر شخص قسم دلوا کر تصدیق کر سکتا ہے' وہ ذکر کرتے ہیں کہ" ہمارا قافلہ راولپنڈی سے بسوں کے ذریعے اِیران کے راستے مدینہ شریف حج بیت اللہ کے موقع پر روانہ ہوا' ہم چند ایک پیر بھائی ایک ہی بس میں سوار تھے' جب یہاں سے چلے تھے تو حضرت بابو جیؒ نے فرمایا کہ رات کے وقت سفر نہ کرنا مگر جب اِیران سے آگے پہاڑی راستے سے گزر رہے تھے تو ہمارے ڈرائیور نے ضِد کی اور رات کے وقت چل پڑا ایک جگہ ہماری بس کا آنیوالی گاڑی سے حادثہ ہوا اور بس کے دو پہیے اُٹھ گئے اور چار سو فٹ گہرے کھڈے میں گرنے کو ہی تھی کہ ہم زور سے چیخے" بابو جیؒ ہم گئے"۔ میں (عبدالغنی) کیا دیکھتا ہوں کہ اسی وقت قبلہ بابو جیؒ تشریف لے آئے اور جس طرف بس گر رہی تھی۔ اس طرف سے بس کو دونوں ہاتھوں سے مضبوطی سے تھامے رکھا حتیٰ کہ دوسری گاڑی والوں نے زنجیر باندھ کر ہماری گاڑی کو پہیوں پر واپس کھڑا کر دیا۔ میں (عبدالغنی) نے بابو جیؒ کو اپنی گناہ گار آنکھوں سے خود بحالت بیداری دیکھا اوروں کو خدا جانے نظر آئے یا ان کی آنکھوں سے مستور رہے اَلبتہ جب مسافر بس سے نیچے اُتر آئے تو میں نے سب پیر بھائیوں کو اور بس کے دوسرے ساتھیوں کو بس کے اُوپر حضرت قبلہ بابو جیؒ کے دونوں مقدس ہاتھوں کے پنجوں کے نشانات دکھلائے' اِیرانیوں نے بھی دیکھے اور سب نے بوسے دیتے ہوئے' خدا کا شکر اَدا کیا کہ اس نے ہمیں ایسا پیرِ کامل عطا فرمایا ہے جو مصیبت کے وقت پہنچ کر مدد فرما سکتے ہیں۔ بقول مولانا رُومؒ

دستِ پیر از غائباں کوتاہ نیست   دستِ اُو جز قبضۂ اللہ نیست

کھانے میں برکت

مُنشی رحیم بخش (مرحوم) لالکڑتی والے کے بڑے فرزند حاجی محمد سعید صاحب کی

Marfat.com

شادی کے موقع پر باراتی توقع سے زیادہ آ گئے۔ کھانا کم پڑنے کا خدشہ تھا منشی رحیم بخش (مرحوم) نے قبلہ بابو جیؒ سے صورتِ حال عرض کی۔ آپ نے دیگوں کے پاس کھڑے ہو کر دُعا کی اور فرمایا کہ دیگوں پر کپڑا ڈال کر کھانا نکالو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور سب باراتیوں کو کھانا کھلانے کے بعد بھی اتنا کھانا بچا کہ اہلِ محلہ میں تقسیم کیا گیا۔ حاجی محمد سعید (مرحوم) کا فرزند نثار احمد صدیقی صاحب اخلاص کے ساتھ خاندانِ غوثیہ مہریہ سے نیاز مندانہ تعلق حسبِ معمول قائم رکھے ہوئے ہے۔ حاجی اللہ بخش (مرحوم) اور اس خاندان کے دوسرے افراد بھی خلوص ومحبت کے پیکر ہیں۔

Marfat.com

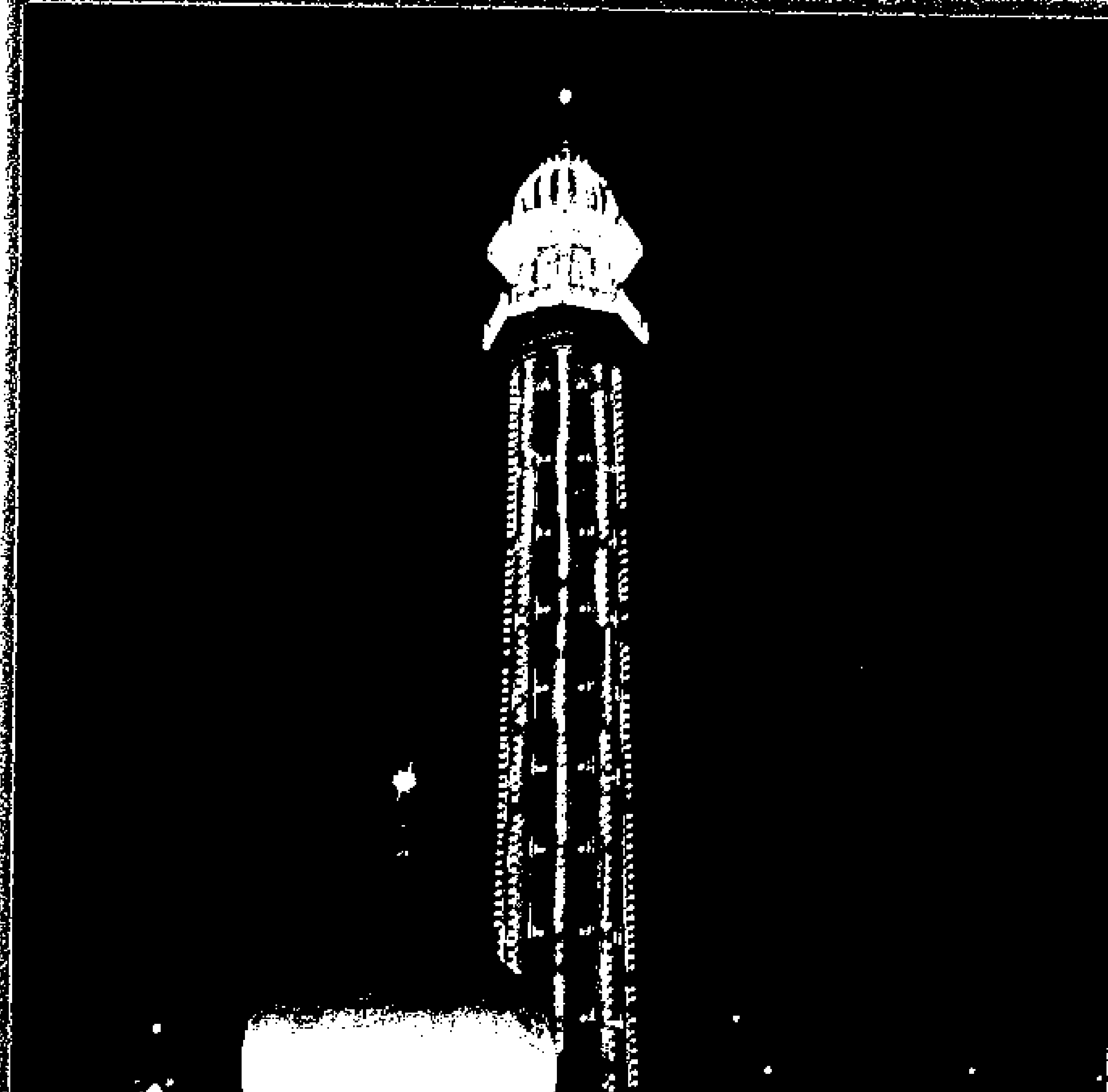

درگاہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف

Marfat.com

حضرت بابو جیؒ کی بیٹھک کا اندرونی منظر

Marfat.com

بابِ دہم

حضرت بابو جیؒ کے آخری ایّام اور وصالِ پُر ملال

Marfat.com

قبلہ بابو جیؒ کے آخری ایام

قبلہ بابو جیؒ آخری بار ۱۹۷۳ء میں اَدائیگی حج کیلئے تشریف لے گئے۔ اگر چہ آپ پوری طرح صحتمند نہ تھے لیکن خانۂ خدا میں حاضری اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دِیدار سے قلب ونظر کو منوّر کرنے کے شوق نے کمزوری' صحت اور دوسری مصلحتوں پر غلبہ پایا اور حضورؒ اپنے صاحبزادگان اور چند مقربین کے ساتھ حجازِ مقدّس پہنچ گئے۔ مناسک حج کی اَدائیگی سے پہلے حسبِ سابق آپؒ نے مدینہ منوّرہ میں قیام فرمایا اور روز وشب روضۂ اطہر پر حاضری دیتے رہے۔

علالت

حج سے واپسی پر آپ کی طبیعت علیل تھی لیکن قوّتِ ایمانی اور مصائب سے نبرد آزما ہونے کی خداداد استعداد کی بدولت اپنے روزمرّہ کے معمولات جاری رکھے اور کسی پر بیماری کی تکلیف اور روز بروز بڑھتی ہوئی نقاہت کا اظہار نہیں کیا۔ چونکہ حج سے واپس تشریف لائے تھے' اسلئے دُور ونزدیک سے اِرادتمند دست بُوسی کے ساتھ شرفِ دُعا حاصل کرنے جوق در جوق آتے رہے اور حضورؒ کمالِ مروت وشفقت سے ہر آنے والے سے ملتے اور ان کی تشنگی شوق کی تشفی فرماتے رہے۔ اس دوران آپؒ نے اپنی مصروفیات کے نظام الاوقات میں بھی کوئی تبدیلی نہ کی اور ہمیشہ کی طرح عبادات وریاضت کو بھی جاری رکھا' آپؒ پر اِستغراقی کیفیت طاری رہتی' پاس بیٹھے ہوئے آدمی سے دریافت کرتے "اَب مجھے کیا کرنا چاہیے"۔ ان دنوں آپ اکثر محبوب صاحب (مرحوم) قوال سے مثنوی مولانا رُومؒ کے حسبِ ذیل اشعار سنانے کی فرمائش کرتے۔

چند باشی عاشقِ صورت بگو   طالبِ معنٰی شو و معنٰی بجو

ترجمہ: (تُو کب تک صورت کے عشق میں مبتلا رہے گا۔ معنٰی یعنی خدا کا طالب بن اور معنٰی کی جستجو کر)

Marfat.com

صورت ظاہر فنا گردد بداں　　　عالم معنٰی بماند جاوداں

ترجمہ: (ظاہری صورت فنا ہو جائے گی لیکن معنٰی کی دُنیا ہمیشہ رہے گی)

گفت المعنٰی ھو اللہ شیخ دیں　　　بحرِ معنٰی باست ربِّ العالمین

ترجمہ: (شیخ دین ابنِ عربی" نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ معنٰی ہے اور اسکی ذات پاک معانی کا سمندر ہے)

آپ" کی کیفیت سے محسوس ہوتا تھا کہ حضور کو سفرِ آخرت کا اِشارہ مل چکا تھا اور آپ" عالمِ بقاء کی طرف مراجعت کرنے کیلئے آمادہ تھے۔

۸ نومبر ۱۹۷۳ء کی صبح آپ" نے بات کرنے میں رُکاوٹ محسوس کی اور لکنت کی سی کیفیت ظاہر ہوئی۔ محبوب صاحب (مرحوم) قوال نے فوراً لالہ جی" کو اس تکلیف کے بارے میں بتایا۔ دریں اثناء کچھ دیر بعد جب حضرت بابو جی" بیٹھک سے نیچے اُترے تو دورانِ گفتگو لالہ جی" نے بھی محسوس کیا کہ حضور" کی گفتگو میں لکنت کے آثار ہیں۔ لالہ جی" نے فوراً آپ کے خصوصی معالج کرنل محمد شفیع صاحب (مرحوم) کو ٹیلی فون پر اطلاع دی' جو اسی وقت گولڑہ شریف پہنچ گئے اور تفصیلی معائنہ کے بعد بتایا کہ زبان پر فالج کا اثر ہے اسلئے مکمل آرام کی ضرورت ہے۔ مگر آپ" ڈاکٹر صاحب کے مشورہ پر صرف اس حد تک عمل کرنے کو آمادہ ہوئے کہ گھر سے مجلس میں شرکت کیلئے آتے جاتے موٹر استعمال کرتے۔ لیکن دوسرے معمولات میں کوئی کمی نہ کی۔ البتہ جو دوائی تجویز کی گئی' اسے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ علاج ہوتا رہا' لوگ احوال پُرسی کیلئے آتے رہے۔ طالبان دید اور مشتاقان دستِ بُوسی کثیر تعداد میں گولڑہ شریف آنے لگے اور حضور" کی شانِ کریمی دیکھئے کہ ہمیشہ کی طرح ہر ایک سے معمول کے مطابق ملتے اور دُعا کرتے رہے۔ آپ کی ظاہری تکلیف کو دیکھ کر ہر مخلص کی آنکھوں میں آنسو بھر آتے دل مارے غم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا وہ اپنے مربی ومحسن، مشفق و ہمدرد، غمخوار و غمگسار، مُرشد و مولیٰ، رہبر و

Marfat.com

رہنما، حضرت بابو جیؒ کو اپنے سَروں پر سایۂ شفقت و رحمت بن کر قائم و دائم دیکھنا چاہتے تھے۔ حضورؒ اپنے مخلصین کی آنکھوں میں آنسو اور چہروں پر غم و اندوہ کے آثار دیکھ کر کبھی کبھی ہاتھ سے صبر و تحمل کی تلقین فرماتے۔ یہ سلسلہ چلتا رہا حتیٰ کہ موسمِ سرما کے بعد موسمِ بہار آ گیا اور اسکے ساتھ ہی دیارِ بطحا سے بادِ نسیم کا ایک خوشگوار جھونکا بھی آیا۔ اطلاع ملی کہ ۵ مارچ ۱۹۷۴ء کو حضرت مدنیؒ کراچی پہنچ چکے ہیں' قبلہ بابو جیؒ اپنی شدید علالت کے باوجود چند رفقاء کے ہمراہ کراچی تشریف لے گئے اور مدنی صاحبؒ کو اپنے ساتھ گولڑہ شریف لے آئے۔ بیماری کے باوجود کراچی کا سفر حضورؒ کے دل میں حبِ رسول ﷺ اور آلِ رسول ﷺ سے والہانہ محبت کا بے مثال اظہار تھا۔

دریں اثناء آپؒ کی صحت بگڑتی گئی بیماری کی خبر سُن کر مُلک کے گوشے گوشے سے شمع ولایت کے پروانے دیوانہ وار آنا شروع ہو گئے ہر روز ہزاروں مخلصین آتے اور اپنے دُکھ درد بانٹنے والے محسن و غم گسار کو غمناک آنکھوں سے دیکھ کر لوٹ جاتے۔

۲۱ مارچ ۱۹۷۴ء کو سیّد یوسف گیلانی نقیب الاشراف درگاہِ عالیہ بغداد شریف قبلہ بابو جیؒ کی احوال پُرسی کیلئے تشریف لائے۔ انہی دنوں تُرکی کے مشہور جرنیل انور پاشا کی اُولاد سے محترمہ سائرہ صاحبہ بھی پہنچ گئیں' وہ بابو جیؒ کو اپنا بھائی کہتی تھیں۔ وہ بھی قبلہ بابو جی حضور کی ناسازیٔ طبیعت سے کافی پریشان تھیں تاہم حضرت بابو جیؒ نے انہیں تسلّی دی اور قونیہ شریف میں مولانا رُومیؒ کے مزار پر دُعا کرنے اور سلام پیش کرنے کو کہا۔

رفتہ رفتہ بہار بھی بیت گئی' پھول مُرجھانے لگے' باغوں کی رُونقیں ختم ہونے لگیں۔ فضاء میں یک گونہ اُداسی چھا گئی۔ ۱۴ مئی ۱۹۷۴ء کو حضرت بابو جیؒ کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو ڈاکٹروں کے اصرار پر راولپنڈی کے کمبائنڈ ملٹری ہسپتال میں داخلہ لیا تاکہ شب و روز ماہر ڈاکٹروں کی نگرانی میں علاج کیا جا سکے۔ قبلہ مدنی صاحبؒ نے جو اَب تک حضور کی بیماری کے باعث گولڑہ شریف میں قیام پذیر تھے۔ واپس جانے کے

Marfat.com

اِرادہ کا اِظہار کیا لیکن قبلہ بابو جیؒ کی خواہش تھی کہ آپ ابھی نہ جائیں۔ تاہم مدنی صاحبؒ کے اصرار پر آپ خاموش ہو گئے۔ مدنی صاحبؒ کے اصرار کے پسِ پردہ کیا مصلحت تھی اسکے بارے میں خواجہ محمد مسعود صاحب (ملتانی) نے بتایا کہ "مدنی صاحبؒ نے میرے والد خواجہ مظفر محمود (مرحوم) کو تنہائی میں لے جا کر کہا کہ آپ سے مشورہ لینا چاہتا ہوں کہ موجودہ حالات میں مَیں کیا کروں۔ قبلہ بابو جیؒ کی حالت بہت نازک ہے اور اگر آپ کا وصال ہو گیا تو میں اس عظیم صدمے سے مَر جاؤنگا اور مجھے مدینہ منورہ میں دفن ہونے کی سعادت حاصل نہ ہو سکے گی' اسلئے میں جانا چاہتا ہوں"۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ "یہ بہت نازک معاملہ ہے' اسلئے مناسب ہو گا کہ آپ خود ہی کوئی فیصلہ کریں"۔ چنانچہ مدنی صاحبؒ نے واپس جانے کا فیصلہ کیا اور قبلہ بابو جیؒ کو اس بارے میں مطلع کیا۔ قبلہ بابو جیؒ اپنی شدید علالت اور نقاہت کے باوجود مدنی صاحبؒ کو اِیئر پورٹ پر رُخصت کرنے تشریف لے گئے۔

قبلہ بابو جیؒ مسلسل بیماری کی وجہ سے کافی کمزور ہو چکے تھے۔ اسی لئے ڈاکٹر آپؒ کے مثانہ کا آپریشن کرنے کا خطرہ مول لینے کو تیار نہ تھے۔ ۳ جون ۱۹۷۴ء کو آپؒ بصد اصرار ہسپتال سے گولڑہ شریف تشریف لائے اور اپنے دونوں فرزندوں' پوتوں کو بُلا کر نصیحت فرمائی کہ آپس میں اتفاق رکھنا۔ اپنے آپ کو صاحبزادہ نہ سمجھنا بلکہ لوگوں کا خادم خیال کرنا۔ یہ زندگی اور یہاں کی ہر چیز عارضی ہے اس سے دل نہ لگانا' دل صرف اس کی طرف متوجہ رکھنا جو خالق و مالک ہے اور سدا رہے گا۔

۱۹ جون ۱۹۷۴ء کو آپؒ کو دوبارہ ہسپتال میں داخل کیا گیا اسلئے کہ صحت کافی تشویشناک حد تک خراب ہو چکی تھی۔ آپؒ نے ہسپتال میں محبوب (مرحوم) قوال اور مشتاق صاحبانؒ کو بلوایا اور ان سے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی یہ منقبت سماعت فرمائی۔

Marfat.com

شاہبازِ لامکانی مظہرِ ربِّ قدیر
حضرتِ محبوبِ سُبحانیؒ شہِ پیرانِ پیر
اب مدد فرمایئے قیدِ خودی میں ہوں اسیر
تاجدارِ ملکِ قدرت مظہرِ ربِّ قدیر
قطبِ دوراں غوثِ اعظمؒ یا ولی روشن ضمیر
بحرِ عصیاں میں تلاطم اور اندھیری رات ہے
ہے بھروسہ جس پہ مجھ کو آپ ہی کی ذات ہے
زادِ راہ آخرت کچھ بھی نہ میرے پاس ہے
ہاتھ پر تیرے بِکا ہوں لاج تیرے ہاتھ ہے
بندہ ام درماندہ ام جز تو ندارم دستگیر

وصالِ پُر ملال

۲۱ جون ۱۹۷۴ء کو شام سے ہی حضرت بابو جیؒ کی طبیعت خاصی بے قرار تھی۔ اس پرندہ کی طرح جو پنجرہ سے نکل کر آزاد فضاؤں میں پرواز کرنے کیلئے بے چین ہو۔ ڈاکٹروں نے معائنہ کیا اور کچھ دوائیاں دینے کے علاوہ گلوکوز بھی لگائی لیکن تکلیف بڑھتی گئی۔ دونوں فرزند لواحقین اور متعدد مخلصین ہسپتال میں موجود تھے۔ رات کے گیارہ بجے جب حضورؒ کی طبیعت بے حد ناساز ہوئی تو دونوں فرزند بھی کمرہ میں تشریف لے آئے۔ ڈاکٹروں نے گلوکوز کا آلہ ہٹا دیا اسلئے کہ اب بابو جیؒ کو ان عارضی سہاروں کی ضرورت نہ تھی۔ آپؒ نے کھلی آنکھوں سے دیکھا اور پھر آنکھیں بند کر لیں لیکن لب مبارک بدستور حرکت میں رہے۔ اسمٰعیل سیٹھی (مرحوم) آپؒ کے ہاتھ دبا رہا تھا جبکہ باقی حضرات ذکرِ الٰہی میں مصروف تھے قبلہ بابو جیؒ کے رُوئے مبارک پر نگاہیں جمائے دست بستہ کھڑے تھے۔ سوا گیارہ بجے حضرت بابو جیؒ نے "اللہ" کہا اور رُوحِ پاک قفسِ عنصری

Marfat.com

سے پرواز کر کے اللہ کے حضور پہنچ گئی۔

صورت از بے صورتی آمد بروں　　باز شد انا الیہ راجعون　(رومیؒ)

ترجمہ: (صورت بے صورتی کی حالت سے صورت میں آئی اور پھر اسی طرف چلی گئی)۔

حضرت بابو جیؒ کی وفات کی خبر پورے مُلک میں آناً فاناً پھیل گئی اور مُلک کے کونے کونے سے غم واندوہ سے نڈھال سوختہ دلوں کے ٹیلی فون آنے لگے۔ حضورؒ کا جسدِ مبارک ہسپتال سے گولڑہ شریف لایا گیا۔ جہاں پہلے سے ہی بیشمار لوگ جمع تھے اور اس سانحۂ عظیم پر نوحہ کناں تھے۔ گولڑہ اُداس ہو گیا' مرد و زن' خورد و کلاں' پیر و جواں سبھی زار و قطار رو رہے تھے۔ آج وہ اس عظیم مشفقؒ سے محروم ہو گئے تھے' جو خود تو ہر طرح کا دُکھ سہتا رہا لیکن اپنے مخلصوں کو دُکھوں سے نجات دلانے اور ان کے دُکھ بانٹنے کیلئے ہمیشہ ان کے ساتھ رہا۔ جسکے شفقت بھرے تبسم نے ان کے درد بھرے دلوں پر مرہم رکھی۔ جسکے دست دُعا نے انہیں ہمت حوصلہ اور سہارا دیا۔

دوسرے دن طلوعِ آفتاب کے ساتھ ہی حدِ نظر تک گولڑہ شریف آنے والے مخلصین جوق در جوق نظر آتے تھے۔ جسے جو سواری ملی اسی میں پہنچنے کی کوشش کی اور جسے کچھ نہ ملا وہ پیدل ہی اپنے محبوب کا آخری دیدار کرنے کی غرض سے دیوانہ وار آہیں بھرتا چل پڑا۔ ریڈیو پاکستان نے ۲۲ جون ۱۹۷۴ء کو علی الصبح اپنے اوّلیں خبرنامہ میں یہ المناک خبر نشر کی۔ جسے سنتے ہی مُلک بھر میں ہر کہ و مہ غم سے نڈھال ہو گیا۔ اخباروں نے نمایاں طور پر سُرخیوں سے عوام کو اس سانحۂ عظیم کی اطلاع دی۔ ہر طرف سے لوگوں کے قافلے گولڑہ شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ سینکڑوں بسوں اور ہزاروں کاروں کا رُخ مُلک کے ہر حصے سے آستانہ غوثیہ مہریہ کی جانب تھا۔ لاتعداد لوگ موٹر سائیکلوں اور ریل گاڑیوں اور ہوائی جہازوں کے ذریعے پہنچے تاکہ اپنے محبّ و مہربان' مشفق و محسن اور دستگیر و غمگسار کا

Marfat.com

آخری دیدار کر سکیں اور نماز جنازہ میں شریک ہو سکیں۔ گولڑہ شریف میں دوپہر سے بیشتر ہی ہر طرف انسانوں کا ہجوم تھا۔ اُداس صورتیں، غمناک آنکھیں کھوئے کھوئے سے بے یار و مددگار مسافر جو اپنے مسافرِ چند روزہ کے آخری سفر کے آخری لمحات میں آہوں سسکیوں اور فریادوں کے ساتھ اسے رُخصت کرنے آئے تھے۔ آج ان کا میزبان ان سے بچھڑ چکا تھا۔ ان کی پھٹی پھٹی آنکھیں اس شفیق چہرے کی تلاش میں اِدھر اُدھر بھٹک رہی تھیں جس کی اِک نظر سے ان کے تمام دُکھ دُور ہو جاتے تھے۔ آج انہیں وہ محبت بھری صورت کہیں دکھائی نہ دیتی تھیں۔ گولڑہ کی فضائیں حُزن و ملال سے بوجھل تھیں۔ قبلہ بابو جیؒ کی میت کو دربارِ عالیہ کے علماء نے غسل دیا اور مخلصین کے دیدار کیلئے پُرانی سرائے میں رکھ دیا گیا جہاں دُور دُور سے آئے ہوئے شمعِ حق کے پروانے آپ کی آخری زیارت کیلئے قطار اندر قطار آتے رہے۔ یہ نہایت جانگداز لمحات تھے اور مخلصین کی جو کیفیت تھی اسے الفاظ میں بیان کرنا آسان نہیں۔

جنازہ

عصر کی نماز کے بعد جنازہ اُٹھا تو ہر طرف کہرام مچ گیا۔ دونوں فرزند دوسرے اہلِ خاندان اور مُلک بھر سے آئے ہوئے متعلقین جنازہ میں شامل تھے اور محبوب صاحب (مرحوم) قوال مولانا جامیؒ کی یہ نعت پڑھ رہے تھے۔

جہاں روشن است از جمالِ محمدؐ　　دلم زندہ شد از وصالِ محمدؐ
بہ جنت ہمہ طوطیاں گرد نعرہ　　بوقتِ شنیدن وصالِ محمدؐ
خوشا مسجد و منبر و خانقاہے　　کہ دروے بود قیل و قالِ محمدؐ

جغرافیائی اعتبار سے یہ دن موسمِ گرما کا سخت گرم دن تھا لیکن آج گولڑہ شریف کا موسم خوشگوار تھا اور صبح سے آسمان ابر آلود تھا اور ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ جب جنازہ سرائے سے باہر لایا گیا تو اچانک ابرِ رحمت برسنے لگا اور بوندا باندی شروع ہو گئی اور

Marfat.com

ساتھ ہی فضا میں خوشبو بکھر گئی' جس کی مہک ہزاروں سوگواروں نے محسوس کی۔ نماز جنازہ کیلئے دربار شریف کے قریب کھلے میدان میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ عراق کے سفیر جناب سیّد عبدالقادر گیلانی ؒ نے نماز کی اِمامت کی جو کراچی سے بطورِ خاص حضور بابو جیؒ کی وفات کی خبر سُن کر راولپنڈی تشریف لائے تھے' جناب سفیر صاحبؒ کے قبلہ بابو جیؒ سے دیرینہ پُر خلوص تعلقات تھے اور بابو جیؒ بھی آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ ایک محتاط اندازہ کے مطابق جنازہ میں ایک لاکھ سے زائد افراد نے شرکت کی۔ حضرت بابو جیؒ کے جسدِ مبارک کو حضرتِ اعلیٰ سیّد پیر مہر علی شاہؒ کے پہلو میں سُپردِ خاک کیا گیا۔

ہرگز نمیرد آں کہ دِلش زندہ شُد بعشق

ثبت ست بر جریدۂ عالم دوامِ ما

صورت از بے صورتی آمد بروں　　باز شد انا الیہ راجعوں

تاثرات

حضور کی وفات پر ہر طبقہ خیال کے افراد نے اِظہارِ افسوس کیا' تعزیاتی تحریروں اور بیانوں سے اقتباسات درج کیے جاتے ہیں۔

سیّد احمد بن محضار العطاس المدنیؒ

وہؒ ہماری اور آپ کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے، ورنہ در حقیقت وہ زندہ جاوید ہیں۔

سیّد عبدالقادر گیلانیؒ (سفیرِ عراق)

پیر سیّد غلام محی الدین شاہؒ نے قرآن اور سُنتِ نبوی ﷺ کی مکمل پیروی کرتے ہوئے اسلام کی صحیح معنوں میں خدمت کی ہے۔

ذوالفقار علی بھٹو (وزیرِ اعظم اِسلامی جمہوریہ پاکستان)

بلاشبہ آپؒ کا وجود ایک رُوحانی عظمت تھا۔

Marfat.com

ملک غلام مصطفیٰ کھر (گورنر پنجاب)

قرنِ اوّل کی دینی حمیّت کا مجسمہ تھے۔

ائیر مارشل اصغر خان

آپؒ اِسلاف کی آخری تصویر تھے۔

نوابزادہ نصر اللہ خان

آپؒ فقر و استغناء کا نمونۂ کامل تھے۔

چوہدری ظہور الٰہی (ایم۔این۔اے)

آپؒ اہل اللہ کی معجزنمائیوں کا مجسمہ تھے۔

مولانا مفتی محمود

آپؒ فی الواقعہ تحریکِ ختمِ نبوّت کے موروثی رہنما تھے۔

خان عبدالولی خان

آپؒ حلم و تقویٰ کا نادرہ روزگار وجود تھے۔

پروفیسر غفور احمد (ایم۔این۔اے)

اُنؒ کا وجود آئینۂ رحمت تھا۔

حضرت شاہ احمد نورانیؒ

آپؒ اساطین اولیٰ کی تصویر تھے۔

میاں طفیل محمد (رہنما جماعتِ اِسلامی پاکستان)

اُنؒ کے رُوئیں رُوئیں میں اِسلام ہی اِسلام تھا۔

Marfat.com

چوہدری غلام جیلانی (امیر جماعتِ اِسلامی پنجاب)

اُن کا وجود صداقت اِسلام کی دلیل تھا۔

علامہ عبدالعزیز خالد

اُنہیں دیکھا تو گویا دیکھ لی رحمت پیمبر کی۔

ملک خضر حیات خان ٹوانہ

وہ قطب الاقطاب تھے۔

پیر دیول شریف

وہ شیخ العصر تھے۔

علامہ محمود رضوی (حزب الاحناف لاہور)

آپ تربیت یافتگانِ رسالت کا مجسمہ تھے۔

مولانا تاج محمد لائلپوری

قامت انکی غیرتِ اسلام کی تصویر تھی۔

مولانا غلام اللہ خان (راولپنڈی)

وہ خانوادہ طریقت کا لعل شب چراغ تھے۔

مجید نظامی (ایڈیٹر نوائے وقت لاہور)

اس خدا کی سرزمین پر نور کا پیکر تھے وہ۔

اقبال زبیری (ایڈیٹر مشرق لاہور)

فقرِ اسلام کی دلیل محکم تھے۔

Marfat.com

ہارون سعد (ایڈیٹر امروز لاہور)

انہیںؒ دیکھتے ہی مادیت کا طلسم خانہ پاش پاش ہو جاتا تھا۔

شاعر اسلام حضرت احسان دانش

وہؒ آدمی تھا مگر دیکھنے کی تاب نہ تھی۔

حضرت شفیق کوٹی

اس وطن کے بُت کدے میں نعرۂ تکبیر تھے۔

سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری

میں نے اُنؒ کے آستاں سے فیض پایا تھا بہت۔

مرحوم قاضی احسان احمد شجاع آبادی۔ شورش!

انہیںؒ دیکھ کر خدا یاد آجاتا ہے۔

مولانا ابوالبرکاتؒ

تھا اُنؒ میں رنگِ علیؓ اور اُنؒ میں بُوئے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

عزیز انصاری (گوجرانوالہ)

فی الواقعہ اُنؒ کا وجود عطیہ رَبانی تھا۔

بیگم شورش کاشمیری

ہادی کاملؒ، مُرشدؒ دوراں جُود وسخا کا چشمہؒ صافی۔

سردار شوکت حیات

اُٹھ گئے تو ایک رُوحانی خلا پیدا ہوا۔

Marfat.com

نواب ذاکر حسین قریشی

اُنؒ کے اُوصافِ حسنہ بیان کرنے سے قلم قاصر ہے۔

مولانا غلام علی اُوکاڑویؒ

قدرت حق آدمی کے رُوپ میں۔

سیّد مظفر علی شمسی

ایک انسان امر بالمعروف کی آواز تھا۔

سیّد خلیل احمد قادری خلف الرشید مولانا ابوالحسنات (مرحوم)

مظہرِ حق وصداقت حجتِ دینِ ہدیٰ۔

نشریات

آپؒ کی وفات پر ریڈیو پاکستان اور پاکستان ٹیلی ویژن نے خصوصی پروگرام نشر کیے جن میں بابوجیؒ کی تعلیمات دینی اور قومی خدمات پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی۔ آکاش وانی نے بھی اسی موضوع کا ایک پروگرام نشر کیا۔

اخبارات کے تبصرے

حضرت بابوجیؒ کی تدفین کے بارے میں اخبارات میں مفصل خبریں اور تصاویر شائع ہوئیں۔

نوائے وقت نے لکھا

پاکستان ایک عظیم رُوحانی شخصیت سے محروم ہوگیا۔ نماز جنازہ میں قریباً ایک لاکھ عقیدتمندوں نے شرکت کی........پیر صاحبؒ کا وصال گزشتہ رات راولپنڈی میں ہوا۔ ان کی وفات کی خبر عام ہوتے ہی ان کے ہزاروں عقیدتمند سیل در سیل گولڑہ شریف روانہ ہوئے برصغیر پاک وہند کے علاوہ ساری دنیا میں ان کے معتقدین کی تعداد لاکھوں تک

Marfat.com

پہنچتی ہے۔ آج علی الصبح سے اشکبار معتقدین ہزاروں کی تعداد میں گولڑہ شریف کے گردو نواح میں جمع ہونا شروع ہو گئے۔ ان میں ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے جن میں ہزاروں کی تعداد میں خواتین بھی تھیں۔

الاخبار اِسلام آباد نے اپنی رِپورٹ میں کہا

نورِ مغفرت و رُوحانیت کی شمع فروزاں خاموش ہو گئی۔ حضرت پیر سیّد غلام محی الدّین شاہ گیلانیؒ پیر صاحب گولڑہ شریف کا سفرِ آخرت' لاکھوں انسانوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر گولڑہ شریف کی سرزمین کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے تھا یہ سب لوگ حضرت پیر سیّد غلام محی الدّین شاہ گیلانیؒ کے چہرۂ مبارک کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے دُور دراز مقامات سے والہانہ شوق میں آئے تھے۔

حریت کراچی (۲۵ جون ۱۹۷۴ء)

پیر صاحبؒ گولڑہ شریف نے اسلام کیلئے شاندار خدمات انجام دیں پیر صاحب کی وفات ایک عظیم قومی سانحہ اور نا قابلِ تلافی نقصان ہے انہوں نے نظامِ اسلام کے نفاذ کیلئے گرانقدر کام کیا۔ آپ نے اپنے والد پیر سیّد مہر علی شاہؒ کے نقشِ قدم پر چل کر بیش بہا دینی خدمت کی۔

مشرق لاہور

پیر سیّد غلام محی الدّین شاہؒ نہ صرف جیّد عالم اور راہ طریقت کے پیشوا تھے بلکہ مسلمانوں کی ملی اور قومی تحریکوں میں بھی ہمیشہ سرگرمی سے حصّہ لیتے رہے ہیں۔ خاص طور پر قیامِ پاکستان کے سلسلے میں انہوں نے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ گولڑہ شریف کی درسگاہ اس لحاظ سے نمایاں ہے کہ وہاں سے عشقِ رسول ﷺ کی تلقین کی جاتی ہے یہ ہدایت کا ایک منبع ہے جس کی طرف رُجوع کرنے والا خیر اور نیکی کی دولت سے مالا

Marfat.com

مال ہوتا ہے۔

جنگ راولپنڈی

دینی حلقوں نے پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کیلئے پیر صاحبؒ کی خدمات کو بہت سراہا۔ وہ سچے مسلمان اور اعلیٰ پایہ کی عالمِ دین تھے۔ ان میں اپنے والدِ گرامی سیّد پیر مہر علی شاہؒ کی تمام خصوصیات موجود تھیں۔

چٹان لاہور

''آہ حضرت سیّد غلام محی الدّین شاہؒ گولڑہ شریف''

وہ کیا گئے کہ ارض و سما تک اُداس ہیں

سیّدنا و مُرشدنا حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے فرزند ارجمند حضرت سیّد غلام محی الدّین شاہؒ تقریباً ۸۴ برس کی عمر میں اس جہانِ فانی سے رُخصت ہو گئے' وہ کیا تھے' حقیقت یہ ہے کہ زبان قلم ان کے اوصاف اور کمالات و محاسن کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ راقم نے اپنی ساٹھ برس کی عمر میں بہت سے عظیم انسان دیکھے قومی جدوجہد دینی سفر، سیاسی جہاد غرضیکہ ہر موڑ پر اپنے دور کی عظمتوں سے فیض حاصل کیا۔ ان کے ساتھ رہا اور وہ ساتھ لے کر چلے۔ ان میں علم و نظر کے ہمالہ بھی تھے اور عظمت و رفعت کے پہاڑ بھی طبع حسرت نے اُٹھایا ہے ہر اُستاد سے فیض۔ لیکن حضرت پیر سیّد غلام محی الدّین شاہؒ قرون اولیٰ کا اُجالا تھے اور ان تذکروں کا انسان ورق تھے جو صحبت یافتگان رسالت مآب ﷺ کی روداد ہیں۔ سیّدی محی الدّین شاہؒ کا وجود جن الفاظ کے آب و گل سے تیار ہوا تھا وہ الفاظ یہ ہیں۔ عظمت' رفعت' تقویٰ' دیانت' نگاہ' دین' معرفت' علم' سخاوت' فقر' استغنا' زہد' ورع' طریقت' شریعت' بے نفسی' محبت' عشق' غرض فنافی اللہ ہو کر سرورِ کونین ﷺ پر ہر لحظہ فدا ہونے کا نام سیّد محی الدّین شاہؒ تھے۔

Marfat.com

صدائے مسلم

حضرت پیر صاحبؒ اپنے وقت کے بہت بڑے ولی اور قطب تھے۔ آپ زہد وتقویٰ اور معرفت میں اپنے شہرہ آفاق والد سیّد مہر علی شاہؒ کے نقش ثانی تھے۔ انہیں دیکھ کر اور ان کے قریب بیٹھ کر یہ محسوس ہوتا تھا کہ وہ اپنے دور کی لافانی شخصیت ہیں جو عشقِ رسول ﷺ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ عجز وانکساری ان کی فقیرانہ عظمت کی دلیل تھی اور تقویٰ وعبادت ان کی طبیعتِ ثانیہ۔ ان کے لبوں پر ہر وقت دُرود شریف عشقِ رسول ﷺ کی پہچان تھی۔

لیل ونہار۔ لاہور

گولڑہ شریف پیر صاحبؒ کے بزرگوں کے زمانے سے مرجع خلائق ہے، سینکڑوں لوگ روزانہ لنگر کے مہمان ہوتے ہیں۔ دینی تعلیم کے لئے مدرسہ اور ایک عظیم الشان لائبریری موجود ہے۔ جیّد علماء درس وتدریس اور افتاء پر مامور ہیں۔ ہزار ہا افراد اس دَر پر رُوح کی تشنگی بجھانے آتے ہیں۔ اگر کسی کو یہ دیکھنا ہو کہ صحیح خانقاہی نظام کیا ہوتا ہے تو گولڑہ کی درسگاہ اسکی بہترین مثال ہے۔ آج پیر صاحبؒ ہم میں موجود نہیں لیکن ان کی پاکیزہ زندگی کی یاد ہماری رہنمائی کرتی رہے گی۔

ہر گز نمیرد آں کہ دِلش زندہ شُد بعشق

قبلہ بابو جیؒ کی وفات پر شائع ہونے والے یہ چند بیانات اور تبصرے مشتے نمونہ از خروارے کے مصداق ہیں ورنہ ان کی ذات والا صفات کے بارے میں اس دن سے آج تک لاتعداد مضامین مقالے اور منظومات لکھی گئی ہیں اگر ان سب کو یکجا کیا جائے تو کئی کتابیں وجود میں آتی ہیں۔ قبلہ بابو جیؒ بظاہر عالمِ فنا سے عالمِ بقا تشریف لے گئے اس ظاہری دنیا میں وہ جسمانی طور پر ہمارے ساتھ نہیں لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان کی زرّیں روایات، ان کی تعلیمات، ان کی دینی اور ملی خدمات آج بھی زندہ

Marfat.com

ہیں۔ ان کا رُوحانی فیض آج بھی جاری و ساری ہے اور تا اَبد رہے گا۔ ان کی یادیں آج بھی لوگوں کے دلوں میں موجزن ہیں اور تا حیات رہیں گی۔ وہ سراپا محبت تھے وہ سر بسر شفقت تھے انہیں عشق تھا بندگانِ خدا سے محبوبِ خدا سے اور ذاتِ خدا سے وہ ذات جو لا فانی ہے اور جو اس لافانی ذات کا ہو جائے وہ کبھی فنا نہیں ہو سکتا۔

ہرگز نمیرد آں کہ دِلش زندہ شُد بعشق
ثبت ست برجریدۂ عالم دوامِ ما

ترجمہ: (وہ ہرگز نہیں مرتا جس کا دل عشق سے زندہ ہو گیا' جہاں کے ورق پر ہماری دائمی حیات نقش ہے)۔

بیادِ بابو جیؒ

قبلہ بابو جیؒ کی وفات پر بیشمار نظمیں لکھی گئیں جن میں شعرائے کرام نے اپنی محبت و عقیدت کے جذبات کا اظہار کیا۔ انہی منظومات میں سے چند ایک یہاں شامل کی جاتی ہیں اگرچہ ہماری خواہش تھی کہ گلہائے عقیدت کا تمام گلستان شاملِ اشاعت کریں لیکن کتاب کی وسعت کے پیشِ نظر صرف چند نظمیں شامل کی جاتی ہیں۔

Marfat.com

قرنِ اوّل کا اُجالا

آغا شورش کاشمیری (مرحوم)

اس مملکت کا مردِ مسلماں چلا گیا
روتا ہوں میں کہ پیکرِ ایماں چلا گیا

بے دست و پا تھے ہم سرِ بازار لُٹ گئے
ناموسِ مصطفیٰؐ کا نگہباں چلا گیا

اے مرگِ ناگہاں! ترا شکوہ کریں تو کیا
جائیں کہاں کہ درد کا درماں چلا گیا

رویا کرونگا ان کی جدائی میں روز و شب
میرے لئے تو منبعِ عرفاں چلا گیا

اُن کا وجود آیۂ ربِّ وُدود تھا
میر امَمؐ کے عشق کا عنوان چلا گیا

یہ سوچتا ہوں ان کی ملاقات اب کہاں
رُختِ سفر لپیٹ کے سلطاں چلا گیا

دینِ ہدیٰ کی جوت جگائی تمام عمر
طاعت گزارِ خواجۂ گیہاں چلا گیا

اس کی نظیر کرۂ ارضی پہ اب کہاں
ابھرا ابھر کے نیّرِ تاباں چلا گیا

دیکھے ہیں میں نے اس کی لحد پر ملائکہ
خُلدِ بریں میں یوسفِ کنعاں چلا گیا

Marfat.com

پیکرِ مہر و وفا

(مفتی فیض احمد فیض)

واحسر تا کہ خواجۂ حق آشنا برفت | منظورِ بارگاہ شہؒ دوسرا برفت
سبطِ جناب حیدر و دلبندِ غوث پاکؒ | فرزندِ پیر مہر علیؒ حق نُما برفت
آں مرکزِ محبت و سرمایۂ وفا | خواجہ غلام محی الدینؒ پیر ہدیٰ برفت
شد آسماں بگریہ و نالد زمیں بسوز | آں خیر خواہ مونسِ خلقِ خدا برفت
تاریک گشت عالمِ وجد و سماع و ذوق | آں مردِ پاکباز سرِ اصفیا برفت
دی شب زغیب فیض شنیدم بگوشِ دل | آنِ کمال پیکرِ مہر و وفا برفت

(۱۳۹۴ھ)

Marfat.com

مرثیہ

{پیر سیّد غلام نصیر الدّین نصیؔر گیلانیؒ}

سنے کون قصّہٗ دردِ دل میرا غمگسار چلا گیا
جسے آشناؤں کا پاس تھا وہ وفا شِعار چلا گیا

وہ سخن شناس وہ دُور بیں وہ گدا نواز وہ مہ جبیں
وہ حَسیں وہ بحرِ علومِ دیں میرا تاجدار چلا گیا

جسے نُورِ مہر علیؒ کہیں وہ کہ جس کا نام ہے محی الدّینؒ
مجھے کیا خبر کہاں لُوٹ کر وہ میری بہار چلا گیا

وہی بزم ہے وہی دھوم ہے وہی عاشقوں کا ہجوم ہے
ہے کمی تو بس اسی چاند کی جو تہہِ مزار چلا گیا

کہاں اب سخن میں وہ گرمیاں کہ نہیں رہا کوئی قدرداں
کہاں اب وہ شوق کی مستیاں کہ وہ پُر وقار چلا گیا

میں جسے سناتا تھا دردِ دل وہ جو پوچھتا تھا غمِ دُروں
وہ گدا نواز چلا گیا وہ وفا شِعار چلا گیا

بہیں کیوں نصیؔر نہ اشکِ غم کروں کیوں نہ نالہ وزاریاں
مجھے بے قرار وہ چھوڑ کر سرِ رہگزار چلا گیا

☆☆☆

افسوس کہ ۱۷ صفر المظفر ۱۴۳۰ھ بروز جمعہ کو آپؒ کا اچانک وصال ہو گیا۔ جس سے پورے خاندان اور تمام مریدین کو بے حد صدمہ پہنچا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Marfat.com

ارمغانِ معین

{پیر سیّد غلام معین الحق گیلانی}

حبیبِ ربِّ علا ہے، غلام محی الدّیں
چراغِ نُورِ ہدیٰ ہے، غلام محی الدّیں!
نہیں ہے راہزنی کا ذرا بھی خوف ہمیں
ہمارا راہنما ہے، غلام محی الدّیں!
وہ صدر، بزمِ حقیقت کے نکتہ دانوں کا
امیرِ اہلِ صفا ہے، غلام محی الدّیں!
نہیں انیس کوئی جس کا، یہ رفیق اُس کا
امیرِ شہرِ وفا ہے، غلام محی الدّیں!
غرورِ شرک کو برق و شرر، نظر اُس کی
عدو کو تیغِ قضا ہے، غلام محی الدّیں!
مِلا نہ چین کہیں بھی اُسے زمانے میں
ہُوا تُو جس سے خفا ہے، غلام محی الدّیں!
جہاں کو اُس نے عطا کی ضیائے مہرِ علیؓ
علیؓ کے گھر کی ضیا ہے،غلام محی الدّیں!
مخالفوں کی نہ بن آئے سامنے اس کے
پہاڑ بن کے کھڑا ہے، غلام محی الدّیں!
ودیعت اُن کو تصرّف ہے ذاتِ ایزد سے
بلا کا عقدہ کشا ہے، غلام محی الدّیں!

Marfat.com

شگفتگی ملی پھولوں کو، جس کے آنے سے
بہار اور صبا ہے، غلام محی الدّیں!
ترا یہ حرفِ تسلّی، تری نگاہِ کرم
ہمارے دل کی دوا ہے، غلام محی الدّیں!
جو آگیا تری چوکھٹ پہ با مُراد گیا
سبھی پہ فضلِ خدا ہے، غلام محی الدّیں!
تری نگاہِ عنایت سے بھر گئے دامن
قبول تیری دُعا ہے، غلام محی الدّیں!
تُو مہر اور خلوص و وفا کا پیکر ہے
حسین تیری ادا ہے، غلام محی الدّیں!
خدا نے بخشا ہے تجھ کو جو نُور باطن کا
وہ حُسنِ ارض و سما ہے، غلام محی الدّیں!
تری یہ طرزِ سخا اور تری یہ شانِ عطا
یہ سب جہاں سے جدا ہے، غلام محی الدّیں!
کبھی بھی اُن کے دلوں سے نکل نہیں سکتا
وہ جن کے دل میں بسا ہے، غلام محی الدّیں!
ہزار دام سے دامن بچا کے تُو گزرا
یہ خاص لُطفِ خدا ہے، غلام محی الدّیں!
دُعائیں ہوں گی یقیناً قبولِ ذاتِ خدا
بہم وسیلہ ترا ہے، غلام محی الدّیں!
تُو اِک نظر سے سیہ بخت کو کرے روشن
یہ ترا رنگِ عطا ہے، غلام محی الدّیں!

Marfat.com

سہا ہے بارِ گراں غم کا جس نے تیرے لئے
رہا وہ غم سے ہوا ہے، غلام محی الدیں!

ترا وجود ہے رحمت کا چشمۂ صافی
تُو شمعِ حق کی ضیا ہے، غلام محی الدیں!

تُو مفلسوں کے دلوں کا ہے مایۂ عشرت
تُو بے نوا کی نوا ہے، غلام محی الدیں!

تُو رازدانِ خدا، رازداں خدا تیرا
یہ راز ہم پہ کھلا ہے، غلام محی الدیں!

ورائے عرشِ بریں، تیرے فکر کی پرواز
ترا خیال رسا ہے، غلام محی الدیں!

ترا جمال ہے صد جاذبِ نظر، واللہ
یہ وصف دادِ خدا ہے، غلام محی الدیں!

نبی ﷺ کا تجھ پہ کرم ہے، خدا کی رحمت ہے
یہ لطف تجھ پہ سوا ہے، غلام محی الدیں!

بغیرِ شاہِ رسل ﷺ وصلِ حق ہے نا ممکن
تری یہ بات بجا ہے، غلام محی الدیں!

پکار کر اسے دیکھا قدم قدم پہ معینؔ
مری مدد کو بڑھا ہے، غلام محی الدیں!

قبول کیجئے خواجہؒ! یہ ارمغانِ معینؔ
فقیر کی یہ صدا ہے، غلام محی الدیں!

☆☆☆

Marfat.com

نُورِ جاں رُخصت ہوئے

(محمد یونس سیٹھی وفا)

نُورِ عینِ چشتیاں رخصت ہوئے — حیف ہے غوثِ زماںؒ رخصت ہوئے
شاہبازِ لامکاں کے عشق میں — وہ بھی سُوئے لامکاں رخصت ہوئے
صاحبِ علم و عمل، محبوبِ حق — رہنمائے عارفاں رخصت ہوئے
کائناتِ عشق و مستی لٹ گئی — وہ امیرِ عاشقاں رخصت ہوئے
مظہرِ نورِ خدا تھے بے گماں — وہ نشانِ بے نشاں رخصت ہوئے
جان و دل سے عاشقِ مولائے رُومؒ — مثنوی کے نکتہ داں رخصت ہوئے
کیوں نہ وقفِ تیرگی ہو زندگی — اے وفا! وہ نورِ جاں رخصت ہوئے

واحسرتا

(ساجد علوی)

قُطبِ عالم چل بسا واحسرتا — حسرتا واحسرتا واحسرتا
مظہرِ رحمت، سراپائے جمال — ہم سے رخصت ہو گیا واحسرتا
چھن گیا سرمایۂ کیف و سُرور — لٹ گئی جنسِ وفا واحسرتا
اب کہاں ڈھونڈے گی چشمِ روزگار — ایسا میرِ قافلہ واحسرتا
ہے غمِ حرماں سے عالم خستہ جاں — روتے ہیں ارض وسما واحسرتا
چار جانب الحذر کا شور ہے — چل گیا تیرِ قضا واحسرتا
آج ہر محفل ہے ساؔجد نوحہ خواں — ہے صفِ غم جا بجا وا حسرتا

Marfat.com

قبلہ وکعبہ کی یاد میں

(صوفیہ شورش کاشمیری)

ہر کہ و مہ میں تھا ان کا احترام
فیض تھا ان کا برائے خاص و عام
ہم کہاں سے ڈھونڈ کر لائیں انہیں
با خدا وہ یاد آتے ہیں مدام
آسمانِ معرفت کے آفتاب
خوش سخن والا نسب ذی احتشام
قرنِ اُولیٰ کی مجلّٰی یاد گار
خوش مزاج و خوش نہاد و خوش کلام
بندگانِ مہر کے مہر سپاہ
شہسوارانِ طریقت کے امامؒ
عصرِ حاضر کے جنیدؒ و بایزیدؒ
دینِ پیغمبرؐ کی تیغ بے نیام
عفتِ قلب و نگاہ سے بہرہ یاب
خواجۂ بطحیٰ و یثرب کے غلام
چند آنسو ارمغانِ فاتحہ
صوفیہ کا ان کی تربت کو سلام

☆☆☆

Marfat.com

قطعۂ تاریخ

{مفاضل الحق مہریؔ (رامپوری)}

در خلق بسے یافتہ ایم ارفع و اعلیٰ
ہم صاحبِ باطن شدہ، ہم عالمِ ظاہر
صدہا شدہ گو کامل و اکمل بولایت
کس نیست کند ہمسری "با مہرِ مظاہر"

۱۳۹۴ھ

ہر چند کہ حاصل شدہ ایں ذائقۃ الموت
پژمردہ و افسردہ نشد، غنچۂ خاطر
دانیم ثمر ز آنکہ دلش زندہ بعشق است
ایں مسئلہ گویند ہمہ ثابت و ظاہر
چوں سانحۂ مہرِ مظاہر بشنیدم
گشتیم بہ ایمائے خدا ضابط و صابر
مہری تو مکن نوحہ، کہ این نظمِ جہانست
فریاد و فغاں، شیوۂ اصحابِ ظواہر

☆☆☆

Marfat.com

بابِ یازدہم

اُولاد و احفاد

Marfat.com

اُولاد و احفاد

رسولِ خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں اور جن تین چیزوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے وہ یہ ہیں:-

اوّل۔ صدقہ جاریہ۔

دوئم۔ علم جس سے نفع اُٹھایا جائے۔

سوئم۔ نیک اُولاد جو دُعائیں کرتی ہے۔

حضرت بابو جیؒ ان تینوں باتوں کے جامع تھے' لنگر خانہ' مہمان خانے اور جامعہ غوثیہ مہریہ' صدقہ جاریہ کی ذیل میں آتے ہیں حضرت بابو جیؒ نے اپنے نیاز مندوں کو جو تعلیمات دیں وہ علمِ نافع کے زمرے میں آتی ہیں۔ آپؒ کی اُولاد کی دُعائیں آپؒ کے درجات کی بلندی کا باعث بنتی رہیں گی۔

آپؒ کے بڑے فرزند سیّد غلام معین الدّین گیلانیؒ تھے جو نیاز مندوں کے حلقہ میں بڑے ''لالہ جیؒ'' کے لقب سے مشہور ہیں' انکی پیدائش ۱۹۲۰ء میں ہوئی۔ ان کے چھوٹے بھائی کا نام شاہ عبدالحق صاحب ہے۔ کچھ لوگ پیار سے انہیں چھوٹے لالہ جی کہتے ہیں، آپکی پیدائش ۱۹۲۶ء میں ہوئی۔ دونوں فرزندوں نے اپنے دادا جان حضرت سیّدنا پیر مہر علی شاہؒ کا زمانہ پایا۔ دونوں بھائی نمازِ عصر پڑھ کر دادا جان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اُستاد محبوب عالم (مرحوم) عرض کرتے ''بنگے آگئے ہین'' (بچے آگئے ہیں) حضرتِ اعلیٰؒ شفقت سے ان کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرتے اور دُعا دیتے' دونوں بھائی شام کے قریب واپس آجاتے۔

پیر سیّد شاہ عبدالحق صاحب فرماتے ہیں ایک شام میں دادا جان کے ہمراہ کار میں بیٹھ کر راولپنڈی گیا۔ راستے میں خلافِ معمول میں زیادہ باتیں کرنے لگا۔ آپؒ نے ایک مقام پر فرمایا ''نکھیا! بہوں گلاں نئیں کرتے'' حضرت شاہ عبدالحق صاحب بالکل

Marfat.com

خاموش ہو گئے جب آپ نے دیکھا کہ بالکل خاموش ہو گئے ہیں تو فرمایا ہُنڑ گلاں کر پیا''۔ رازدارانِ محبت کہتے ہیں کہ اگر آپؒ دوبارہ یہ جملہ نہ فرماتے تو حضرت شاہ عبدالحق صاحب کی ساری زندگی خاموشی میں گزر جاتی' اب بھی آپ بہت کم گفتگو فرماتے ہیں، جب کبھی بولتے ہیں آپ کے منہ سے موتی جھڑتے ہیں میٹھی گفتگو سے مخاطب کا دل موہ لیتے ہیں۔

جن دنوں بڑے لالہ جیؒ نحو کی مشہور کتاب ''شرح مُلا جامیؒ'' پڑھتے تھے حضرتِ اعلیٰؒ نے دریافت فرمایا'' کیا پڑھتے ہو؟'' آپ نے مُلا جامیؒ کا نام لیا تو یہ سُن کر آپ نے فرمایا اب تو تم مولوی بن گئے ہو۔ ان دونوں شہزادوں کو اپنے دادا جانؒ سے جو شفقتیں اور دُعائیں ملی ہیں ان کی قدر و منزلت اہلِ دل ہی جانتے ہیں۔ جنہوں نے دوسروں کی اُولاد کو ایک نگاہ میں پتھر سے گوہر بنا دیا۔ اپنی اُولاد کو کس قدر شانِ کریمی سے مالا مال کیا ہوگا۔ جب دونوں بھائی بڑے ہوئے تو بابو جیؒ نے دونوں بیٹوں کو حضرتِ اعلیٰؒ سے بیعت کروایا' حضرتِ اعلیٰؒ کے وصال تک دونوں بھائی گولڑہ شریف میں مقیم رہے جب ۱۹۳۷ء میں حضرتِ اعلیٰؒ کا وصال ہوا تو خانوادہ غوثیہ پر کوہ الم ٹوٹ پڑا۔

ہوا ختم ہستی کا اپنی فسانہ   بدلتا رہے کروٹیں اب زمانہ

اگلے برس ۱۹۳۸ء میں اُستاد مولانا غازیؒ کا بھی انتقال ہو گیا حضرت بابو جیؒ نے اپنے دونوں فرزندوں کی دینی تعلیم کے سلسلے میں علمائے کرام سے مشورے لئے آپ کی اپنی حتمی رائے یہ تھی کہ طلبِ علم کیلئے سفر ضروری ہے۔ اور ان دونوں بھائیوں کو انتہائی مشفق مدبّر جیّد محقق عالم مولانا غلام محمد گھوٹویؒ کی تحویل میں دینا چاہیے۔ جو جامعہ عباسیہ بہاولپور کے شیخ الجامعہ تھے۔ وہ حضرت مولانا فضلِ حق رامپوریؒ کے شاگرد تھے اور سیّدنا پیر مہر علی شاہؒ کے منظورِ نظر مُرید تھے اور صحیح معنٰی میں فنافی الشیخ تھے مولانا جی اے حق محمد چشتی نے فرموداتِ مسافرِ چندروزہ میں حضرت گھوٹویؒ کا مفصل ذکرِ خیر کیا ہے۔

Marfat.com

۱۹۴۴ء میں جب حضرت بابوجیؒ حج کے سفر کے دوران مدینہ شریف میں اقامت پذیر تھے تو وہاں مولانا عبدالباقی لکھنوی مہاجر مدنیؒ نے حضرت بابوجیؒ کو کھانے پر دعوت دی۔ اس محفل میں موجود تمام حاضرین کو حضرت مولانا عبدالباقیؒ نے حدیث اسودین اور حدیث بالمصافحہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اس محفل میں آپ کے دونوں فرزند اور ان کے شفیق اُستاد شیخ الجامعہ بھی شامل تھے۔

پیر سیّد غلام معین الدین گیلانیؒ اپنے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ وہ تفسیر و حدیث اور فقہ و علم کلام کی بڑی بڑی بھاری کتابیں خود اپنی کندھے پر اُٹھا کر بہاولپور میں قیام گاہ سے درسگاہ تک جایا کرتے تھے' جس کا فاصلہ کم و بیش دو کلو میٹر تھا۔ موسمِ سرما کی ٹھنڈی اور خشک ہوائیں ہوتیں یا موسمِ گرما کی تپتی لُو' ہر حال میں پیدل چل کر اور کندھوں پر کتابیں اُٹھائے' یہ راستہ طے کرنا ہمارے روز مرّہ کا معمول تھا۔ بہاولپور کا علاقہ گرم خشک اور ریگستانی ہے' دن کو کڑکتی دُھوپ اور گرم لُو چلتی ہے اور رات کو حبس ہوتا ہے۔ حضرت لالہ جیؒ فرماتے تھے کہ ہم قیام گاہ کے صحن میں چارپائیاں ڈال کر ان پر کھجور کے پتوں کی چٹائیاں بچھاتے اور پھر انہیں ٹھنڈا کرنے کیلئے ان پر پانی کا چھڑکاؤ کرتے تھے' تب کہیں جا کر ہم ان پر لیٹ سکتے لیکن گرمی اور حبس کے باعث رات گئے تک نیند نہ آتی۔

جامعہ عباسیہ بہاولپور میں قیام کے دوران حضرت بابوجیؒ کے مکتوبات میں دونوں فرزندوں کو بار بار تاکیداً فرمایا جاتا رہا کہ حصولِ علم کیلئے ہر قسم کی سختی اور تکلیف کو نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کیا جائے اور زندگی کو ایک مسلسل امتحان سمجھ کر صبر و تحمل سے گزارا جائے۔ اپنے ایک مکتوب مرقومہ ۳ ستمبر ۱۹۳۹ء میں حصولِ علم کے مقصد اور اُستاد کے احترام کے بارے میں قبلہ بابوجیؒ نے فرمایا ''میں نے تم کو محض خدا کے راستے کے حصول کیلئے سفر اختیار کرایا ہے' میری دلی خوشنودی اس میں ہے کہ جس امر کیلئے گھر چھوڑا ہے اس میں ہمہ تن مصروف رہو' سبق سے بڑھ کر اس امر کو سمجھو کہ اُستاد کی خدمت

Marfat.com

سب سے مقدم ہے۔

بہاولپور میں اپنے سات سالہ قیام کے دوران دونوں بھائیوں کا جب بھی گولڑہ شریف آنا جانا ہوتا' آپ ریل کے تھرڈ کلاس کے ڈبے میں سفر کرتے۔ قبلہ بابو جیؒ فرمایا کرتے تھے کہ انہیں تھرڈ کلاس میں اسلئے سفر نہیں کرنے دیا کہ میرے پاس پیسے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور غوث پاک ﷺ کے صدقہ میں بہت کچھ عطا کیا ہے لیکن اس عمل سے میرا مقصد ان کی تربیت ہے۔ اسلئے کہ تعلیم و تربیت کا بنیادی اصول ہے کہ

چوں شمع از پے علم باید گداخت که بے علم نتواں خدا را شناخت

ترجمہ: (علم کی تلاش میں شمع کی طرح پگھلنا چاہیے کیونکہ علم کے بغیر خدائے ذوالجلال کی شناخت ممکن نہیں)۔

طلب کردنِ علم شد بر تو فرض دگر واجب است از پے اش قطعِ ارض

ترجمہ: (علم کی جستجو کرنا تمہارا فرض ہے اور اس کیلئے دُور دراز کا سفر کرنا واجب ہے)۔

ایک موقع پر حضرت لالہ جی صاحبان نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ہمیں بہاولپور سے آتے ہوئے مسافروں کے ڈبے میں جگہ نہ ملی تو ہم نے تمام سفر سامان والے ڈبے میں بیٹھ کر طے کیا۔ ایسے مشکل حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت بابو جیؒ نے خود بھی مشکلات کا سامنا کیا اور اپنے دونوں فرزندوں کو بھی تکالیف برداشت کرنے کی تربیت دی۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد حضرت بابو جیؒ نے دونوں فرزندوں کی عملی اور رُوحانی تربیت کیلئے انہیں سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھا۔ ۱۹۴۴ء میں پہلی بار دونوں فرزند حضرت بابو جیؒ کے ہمراہ سفرِ حج پر ساتھ گئے۔ اس سفر میں ان کے اُستادِ گرامی شیخ الجامعہؒ بھی ساتھ تھے، حضرت صاحبزادگان کے قول کے مطابق اس سفرِ حج کے دوران ہمیں بے حد ذوق و شوق اور حضورِ قلب نصیب ہوا۔ ۱۹۷۳ء میں راقم الحروف بھی حضرت کے ساتھ تھا' حضرت بابو جیؒ نے جدّہ ایئر پورٹ پر فرمایا مولوی مشتاق صاحب! حج کا سفر

Marfat.com

کٹھن اور محنت طلب ہے مجھے اس سفر میں کئی دن تیز بخار رہا۔ حرمین شریفین میں خواجہ خدا بخش صاحب ملتانی مجھ سے تفسیر جلالین شریف پڑھتے تو حضرت بابو جیؒ بھی سنتے اور گاہے گاہے حضرتِ اعلیٰؒ سے سُنے ہوئے نکات بیان فرماتے حضرت لالہ جی صاحبان کے ساتھ ۱۹۷۸ء میں براستہ بغداد شریف حرمین شریفین کی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ دونوں حضرات تمام اہلِ قافلہ کا بہت خیال رکھتے تھے۔ حضرت سیّد غلام معین الدّین شاہؒ کی شادی اپنے خاندان میں ہوئی جن سے سیّد غلام نصیر الدّینؒ، سیّد غلام جلال الدّین اور سیّد غلام حسام الدّین متولد ہوئے۔ حضرت سیّد شاہ عبدالحق صاحب کی شادی حضرت بابا فرید الدّین مسعود گنج شکرؒ کے خاندان میں ہوئی، جن سے سیّد غلام معین الحق اور سیّد غلام قطب الحق پیدا ہوئے۔ پانچوں صاحبزادگان شادی شدہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں نرینہ اُولاد سے نوازا ہے تفصیل یہ ہے۔

(1) سیّد غلام نصیر الدین نصیر گیلانیؒ

↓

سیّد غلام نظام الدین، سیّد غلام نجم الدین، سیّد غلام شمس الدین

↓

سیّد غلام نصیر الدین قیس

(2) سیّد غلام جلال الدین گیلانی

↓

سیّد مہر محی الدین

(3) سیّد غلام حسام الدین گیلانی

↓

سیّد غلام حماد الدین، سیّد غلام فواد الدین، سیّد غلام معین الدین

(1) سیّد غلام معین الحق گیلانی

↓

سیّد مہر فرید الحق، سیّد مہر مسعود الحق، سیّد مہر جواد الحق

↓

سیّد محمد عبداللہ شاہ

(2) سیّد غلام قطب الحق گیلانی

↓

سیّد علی جنید الحق۔ سیّد غلام مہر علی شاہ

Marfat.com

دلی دُعا ہے اللہ تعالیٰ شجرۂ مہریہ غوثیہ ﷺ کو تاقیامت شاد آباد رکھے اور فیض کا یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمدؐ کا — ہر دور میں چلتا ہے پیمانہ محمدؐ کا

زصد سخنِ ساقی یک نکتہ مرایاد است — عالم نشود ویراں تا میکدہ آباد است

ترجمہ: (حضرت ساقی کی سینکڑوں باتوں میں سے ایک نکتہ مجھے یاد ہے۔ یہ دنیا ویران نہ ہوگی جب تک میخانہ آباد ہے)۔ ﴿اَللّٰھُمَّ آمِیْن﴾

اللہ تعالیٰ نے حضرت لالہ جیؒ اور حضرت شاہ عبدالحق میں بہت گہری باہمی محبت پیدا فرمائی ہے انہیں دو قالب اور یک جان کہنا بالکل بجا ہے ان پر فارسی کا یہ شعر صادق آتا ہے۔

بسیار دیدہ ایم کہ یک رادو کرد تیغ — تلوارِ عشق بیں کہ دو کس را یکے کند

ترجمہ: (ہم نے بکثرت دیکھا ہے کہ تلوار نے ایک کو دو کر دیا مگر عشق کی تلوار دو کو ایک کرتی ہے)

جون ۱۹۷۴ء میں حضرت بابو جیؒ کے وصال کے بعد دونوں بھائیوں کے کندھوں پر بڑی ذمہ داریاں آپڑیں۔ ایک بار بڑے لالہ جیؒ نے راقم الحروف سے علیحدگی میں فرمایا کہ ”شاہ عبدالحق تمام کاموں میں میرا بوجھ اُٹھائے ہوئے ہے لنگر کا نظام ہو مُریدین کا کام ہو یا رُوحانی نسبت کا اہتمام ہو ہر کام میں میرا پُوری طرح معاون ہے“۔ حضرت شاہ عبدالحق صاحب فرماتے ہیں کہ ”ہم پشاور کے ایک سفر میں قبلہ بابو جیؒ کے ساتھ جا رہے تھے۔ آپ نے ہم دونوں کو فرمایا کہ دل میں کسی کو بیعت کرنے کی خواہش نہ رکھنا لیکن اگر کوئی بیعت ہونا چاہے تو اسے بیعت کر دینا“۔ یہ بات مصدقہ اور مستند ہے کہ ان دو حضرات کے علاوہ بابو جی قبلہؒ نے کسی اور کو بیعت کی اجازت نہیں دی کیونکہ حضرت بابو جیؒ حضرتِ اعلیٰؒ کے نائب اور قائم مقام تھے۔ لہٰذا ان کا اجازت دینا

Marfat.com

بالواسطہ حضرتِ اعلیٰ" کا اجازت دینا ہے۔ حضرت لالہ جیؒ کا خیال تھا کہ میں حضرت بابو جیؒ کی طرح عرض کروں کہ آپ ذمہ داری لیں تو ہم بیعت کرتے ہیں ورنہ نہیں' پھر خیال آیا کہ بابو جیؒ فرمائیں گے تم میری بات کو دُہرا رہے ہو اسلئے خاموش ہو گیا''۔ بہرحال بقولِ اعلیٰ حضرت سیّدنا پیر مہر علی شاہ"

قرعۂ فالش بنامِ آدمِ خاکی زدند　　　گِل بودنے دل کہ با دردِ تو جوید مرہمے

ترجمہ: (عشق و محبت کی فال کا قرعہ آدمِ خاکی کے نام پڑا' وہ مٹی ہے دل نہیں جو تیرے درد کے ہوتے ہوئے مرہم ڈھونڈے)۔

حضرت سیّد غلام معین الدّین شاہ لالہ جیؒ نہایت بااصول اور پُروقار شخصیت کے مالک تھے اگر امراء' وزراء کبھی انہیں ملنے آتے تو انہیں نفاذ شریعت کی تاکید کرتے یہ اور بات ہے کہ سیاستدان حضرات اقتدار ملنے کے بعد اپنے وعدے ہمیشہ بھول جاتے ہیں۔ حضرت سیّدنا پیر مہر علی شاہ" اور حضرت بابو جیؒ کے مسلک سے لالہ جیؒ کی والہانہ محبت ایک امر مسلم ہے اس سلسلے میں ذرا سے بھی لچک یا اختلاف رائے ان کے موقف کے سراسر خلاف ہے' وہ اس معاملہ میں اس درجہ پختہ عقیدہ کے مالک تھے کہ حضرتِ اعلیٰ" اور حضرت بابو جیؒ کے مسلک کے خلاف اظہارِ رائے قطعاً برداشت نہیں کرتے تھے۔

آپؒ فرمایا کرتے کہ ہماری عزت حضرتِ اعلیٰ" اور بابو جیؒ کی وجہ سے ہے اگر یہ نسبت نہ ہو تو ہمیں کوئی نہیں جانتا لہٰذا اگر بالفرض ہم دونوں بھائی حضرتِ اعلیٰ" کے مسلک کی مخالفت کریں' آپ ہمارا احترام نہ کریں' اور نہ ہماری بیعت کریں' آپ نہایت صاف گو تھے اور صاف گوئی کو پسند کرتے تھے' آپ نے سیّدہ سے نکاح کے مسئلے پر گولڑہ شریف کے تمام مفتیانِ کرام کے فتاویٰ شائع کرائے بالخصوص مولانا محب النبیؒ مولانا فیض احمد فیضؒ مولانا محمد عبدالحی چشتیؒ اور مفتی محمد عبدالشکور کے رسائل شائع کرائے تاکہ کسی قسم کا ابہام باقی نہ رہے اور حضرتِ اعلیٰ" کا مسلک سامنے آجائے۔ آپؒ نے

Marfat.com

وصال سے پہلے درگاہ شریف کے بارے میں آئین و دستور مرتب کیا جس میں اہم بنیادی نکات کی صراحت کر دی گئی ہے۔

آئین و دستور کی یہ دستاویز حضرت لالہ جی صاحبان اور ان کے پانچوں فرزندوں کے دستخطوں کے ساتھ رجسٹری شدہ ہے۔ یہ دستاویز شائع ہو چکی ہے اور قارئین کے مطالعہ کے لیے بآسانی دستیاب ہے۔

حضرت بابو جیؒ کی تلقین و نصیحت

حضرت قبلہ بابو جیؒ فرماتے تھے کہ آپس میں اخوت و محبت قائم رکھنی چاہیے یہ وہ اصول ہیں، جن پر حضرت بابو جیؒ نے نہ صرف خود عمل کیا بلکہ ہمیشہ ہر وقت ہم دونوں بھائیوں کو ان پر عمل کرنے کی تلقین فرماتے رہے، قبلہ بابو جیؒ کا فرمان تھا کو اصولوں کی پاسداری سے ہی آپس میں کامل اتفاق، اتحاد اور محبت بڑھتی ہے، جو درگاہِ عالیہ کے وقار اور عظمت کا سبب ہے اور جس سے حضرتِ اعلیٰؒ کی توقیر وابستہ ہے اور جس پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم دونوں بھائی کما حقہ عمل پیرا ہیں۔

حضرت پیر سیّد غلام معین الدّین گیلانیؒ کی علالت اور وصال

حضرت لالہ جیؒ کافی عرصہ تک علیل رہے، اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک زیرِ علاج رہے، قرآن پاک اور احادیث کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہلِ حق کو زندگی میں ہر طرح کی مصائب اور تکالیف برداشت کرنا پڑتی ہیں۔ آزمائش و ابتلا کے یہ مراحل ان کی رُوحانی نشوونما کا اہم حصّہ ہوتے ہیں اور بلندیٔ درجات کا موثر ذریعہ ثابت ہوتے ہیں۔

علی حیدر شاہ (بھیرہ والے شاہ صاحب) درگاہِ غوثیہ مہریہ کے نیازمندوں میں ایک معروف شخصیت ہیں۔ ان کے فرزند ڈاکٹر افتخار الحسن شاہ صاحب حضرت لالہ جیؒ کے ذاتی معالج رہے ہیں۔ بغرض علاج ڈاکٹر صاحب موصوف کو لالہ جیؒ کی معیت میں دو بار لندن جانے کا موقع ملا۔ آپ بیان کرتے ہیں ''لندن میں لالہ جیؒ کے علاج کے

Marfat.com

دوران گردہ کے امراض کے ماہر عالمی شہرت یافتہ ڈاکٹر پروفیسر مور ہیڈ سے علاج کی ضرورت محسوس کی گئی۔ بالمشافہ گفتگو پر ڈاکٹر موصوف نے مجھے کہا ''میں عرصہ تین سال سے اس معمول پر سختی سے کاربند ہوں کہ اپنے ہسپتال کے علاوہ کسی دوسرے ہسپتال میں جا کر کسی مریض کا علاج نہیں کرتا۔ کرامویل ہسپتال (جس میں لالہ جیؒ زیر علاج تھے) کے ڈاکٹروں نے بھی کوشش کی کہ پروفیسر مور ہیڈ آ کر لالہ جیؒ کا طبی معائنہ وعلاج کرے مگر ڈاکٹر موصوف آمادہ نہ ہوا۔ ادھر لالہ جیؒ کی طبیعت بھی کسی دیگر ہسپتال میں جانے پر مائل نہ تھی۔ اس صورتِ حال سے جب میں نے آپ کو آگاہ کیا تو آپؒ نے قدرے توقف سے فرمایا۔ ''میرا خیال ہے ان سے پھر بات کریں' چنانچہ میں نے دوبارہ رابطہ کیا' ڈاکٹر کی اچانک آمادگی پر میں ہکا بکا رہ گیا''۔ ڈاکٹر مور ہیڈ نے مجھے کہا ''ڈاکٹر شاہ! یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ میں تمہیں کیوں ''ہاں'' کہہ رہا ہوں''۔ الختصر ڈاکٹر موصوف حضرت لالہ جیؒ کو چیک اپ کرنے آتے تو بعض اوقات آپ نماز ادا کر رہے ہوتے اور پروفیسر صاحب دروازے پر کھڑے ان کے چہرے پر نظریں جمائے رکھتے اور اپنے دل کی طرف اشارہ کر کے کہتے ''مجھے سمجھ نہیں آتی ان سے میرا کیا تعلق ہے؟''

ڈاکٹر افتخار الحسن شاہ صاحب ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں۔ گردے کی صفائی شروع کرنے سے پہلے خون کی ورید اور شریان میں جو سوئی لگانی پڑتی ہے اس کی تکلیف کی شدت سے اچھا بھلا حوصلہ مند انسان بھی کراہنے لگتا ہے۔ مگر آپؒ کی زبان سے بجز کلمہ ''یا ربّ'' کچھ اور سننے میں نہ آیا۔ ڈاکٹر صاحبان و دیگر عملہ آپ کے اس صبر واستقلال پر حیران وششدر رہ جاتے۔

اسلام آباد میں حضرت سیّد شاہ عبدالحق صاحب مدظلہ العالی ہسپتال میں اپنے بھائی کے علاج اور وہاں کے دیگر اُمور کی دیکھ بھال کے لیے صبح وشام جاتے۔ آپ کے وصال کے دن صبح کے وقت سیّد شاہ عبدالحق صاحب ہسپتال سے واپس آنے لگے تو لالہ جیؒ نے

Marfat.com

کہا" میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا" آپ نے کہا" میں جس گاڑی میں آیا ہوں' اس میں سوار ہونے کے لیے آپ کو تکلیف ہوگی' مجھے واپس پہنچا کر ڈرائیور غلام محمد دوسری گاڑی لے آئے گا۔ اس وقت تک ڈاکٹر بھی آچکا ہوگا اس سے اجازت لے کر آپ آجائیں"۔ ڈاکٹر افتخار الحسن شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ" حضرت لالہ جیؒ اس دن صبح سے گھر جانے پر اصرار فرما رہے تھے جب بتایا گیا کہ ڈاکٹر گیارہ بجے ڈیوٹی پر آئے گا تو آپؒ بار بار فرماتے۔" گھر کب چلیں گے؟" بار بار وقت کے بارے میں استفسار کرتے' اس کمرے کو جہاں سے بظاہر ایک دن کیلئے آپؒ آرہے تھے' الوداعی نظروں سے دیکھا۔ آپؒ کے اس بار بار استفسار کی وجہ اس وقت معلوم نہ ہوسکی مگر آپؒ کے وصال پر یہ جانکاہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی چار بج کر بیس منٹ پر بتاریخ ۲ ذیقعد ۱۴۱۷ھ بمطابق ۱۲ مارچ ۱۹۹۷ء ظہر اور عصر کے درمیان آپ نے اپنی جان' جان آفرین کے سپرد کردی"۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

صورت از بے صورتی آمد بروں　　　باز شد انا الیہ راجعون

آپؒ نہایت بلند پایہ شاعر تھے اور حمد و نعت منقبت اور غزلوں کی صورت میں آپ نے ایک جاں فزا پیغام قارئین کے لئے چھوڑا ہے جو" اسرار المشتاق" کے عنوان سے دو بار چھپ چکا ہے۔

یہ عقدہ عشق میں تیرے کھلا ہے
فنا کے بعد ہی ممکن بقا ہے

آپؒ کی وفات کی خبر پاکستان ٹیلی ویژن پر شام ۸ بجے نشر ہوئی تو ملک بھر سے ٹیلی فون آنے لگے اور نیاز مندوں کا جم غفیر سراپا غم والم بادیدہ نم گولڑہ شریف روانہ ہوگیا' دوسرے روز بعد از نماز عصر جامع مسجد گولڑہ شریف کے خطیب اور مفتی مولانا فیض احمد فیضؒ نے آپؒ کی نماز جنازہ پڑھائی اور قبلہ عالمؒ اور قبلہ بابو جیؒ کے مزارات کی پائنتی کی

Marfat.com

طرف جنوب میں آپ کے جسم عنصری کو سپردِ خاک کیا گیا۔ آپؒ کی نمازِ جنازہ میں نیاز مندوں اور زندگی کے مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے سوگواروں کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔ آپؒ کی زندگی خلوص و نیاز' عبادت و ریاضت' فقر و استغنا' عجز و انکسار اور خدمتِ خلق کی ایک لازوال داستان تھی۔ جسے بیان کرنے کیلئے الگ کتاب کی ضرورت ہے جو یقیناً مرتب کی جائے گی تاہم یہ مختصر بیان اس بحرِ بیکراں کا محض ایک قطرہ ہے۔

دل بدودہ دوست دارد دوست دل　　　　کے بمیرد ہر کہ را با اوست دل

مرگ بر تو کے بود ہرگز روا　　　　گر بشوقِ او دلت شد مبتلا

ترجمہ: (جو اپنے دوست کی یاد میں ہے اس کا دل کب مرتا ہے دل اس کے حوالے کر دوست دل کو

عزیز رکھتا ہے اگر اس کے شوق میں تیرا دل مبتلا ہو گیا تو تیرے اُوپر موت روا نہیں ہو گی)۔

حضرت پیر سیّد شاہ عبدالحق صاحب مدظلہ العالی

گزشتہ ابواب میں موضوعات کی مناسبت سے حضرت پیر سیّد شاہ عبدالحق صاحب کے بارے میں متعدد واقعات اور ان کے بیانات شامل کیے گئے ہیں۔ آپ ۱۹۲۶ء میں پیدا ہوئے اور حضرتِ اعلیٰؒ نے آپ کا نام شاہ عبدالحق تجویز فرمایا۔ ابتدائی تعلیم کے بعد حضرت لالہ جیؒ کے ساتھ ہی سات سال تک جامعہ عباسیہ بہاولپور میں زیرِ تعلیم رہے' بعد ازاں گولڑہ شریف میں تمام علوم کی تکمیل کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ "انہیں حضرت شیخ الجامعہ سلّم العلوم کی عبارت اس طرح یاد کراتے تھے جس طرح حفاظ کرام کو قرآنِ مجید یاد کرایا جاتا ہے"۔ آپ نے ان سے اقلیدس کے اسباق بھی پڑھے۔

بہاولپور میں قیام کے دوران حضرت بابو جیؒ نے اپنے مکتوباتِ گرامی میں اپنے دونوں فرزندوں کو رشد و ہدایت کے انمول جواہر پاروں سے مالا مال فرمایا' ان کے ساتھ

Marfat.com

ساتھ بڑے لالہ جیؒ کو اکثر و بیشتر تاکیداً تحریر فرماتے "عزیزی شاہ عبدالحق کی بہتری کا ہمیشہ خیال رکھنا' وہ تمہارا عزیز ہے' تم اسکو عزیز جانو' اسکی ظاہری نگرانی تمہاری ذمہ داری ہے"۔ (مرقومہ ۱۱ نومبر ۱۹۳۸ء)

حضرت پیر سیّد شاہ عبدالحق صاحب نے حضرت بابو جیؒ کے ارشادات کو ہمیشہ مشعلِ راہ بنایا اور اب تک اس روش پر سختی سے عمل پیرا ہیں۔ آپ اپنے برادرِ بزرگ حضرت لالہ جیؒ کا اس درجہ ادب و احترام کرتے کہ دیکھنے والوں کیلئے وہ عمل ایک نمونہ ہوتا۔ ان کی زندگی کے آخری لمحہ تک ہر کام ان کے حسبِ منشا کیا اور کبھی کوئی ایسی بات نہیں کی جو بڑے لالہ جیؒ کو ناگوار گزری ہو۔ حضرت لالہ جیؒ نے خود اس امر کا بڑی وضاحت کے ساتھ اظہار فرمایا کہ حضرت بابو جیؒ کی وفات کے بعد لنگر کا تمام انتظام پیر سیّد شاہ عبدالحق صاحب کی نگرانی میں سرانجام پاتا ہے' مہمانوں کی دیکھ بھال' ان کے ٹھہرنے اور کھانے پینے کی جملہ معاملات کی پوری ذمہ داری آپ نے سنبھال رکھی ہے اور اس کے علاوہ مخلصین سے ملاقات کر کے ان کی معروضات سننا اور انکی تسلی و تشفی کرنا بھی آپ کے معمولات کا اہم حصّہ ہے۔ ان تمام ظاہری مصروفیات کے ساتھ ساتھ یادِ الٰہی' عبادت و ریاضت اور وظائف کی ادائیگی بھی ہمہ وقت جاری رہتی ہے۔ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی زندگی کا عزیز ترین سرمایہ ہے اور جنابِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی محبت آپ کی رگ و پے میں جاری و ساری ہے' اولیائے کرامؒ کی یاد اور ان کا تذکرہ آپ کیلئے رُوحانی تسکین و تمکین کا موجب ہوتا ہے۔

حضرت پیر سیّد شاہ عبدالحق مدظلہ العالی پیکرِ اخلاص و محبت اور مجسمہ عجز و نیاز ہیں' نرم گو' شگفتہ مزاج' مسکین نواز' سادگی پسند ہیں اور بڑے دلآویز تبسم سے گفتگو کرتے ہیں۔ نیاز مندوں کے حلقوں میں اس بات کی عام شہرت ہے کہ ان کے نورانی چہرہ پر نظر پڑتے ہی دل کی بے چینی دُور ہو جاتی ہے اور جب وہ اِک نگاہ اُٹھا کر اہلِ محفل کی طرف دیکھتے

Marfat.com

ہیں تو ہر کس و ناکس کچھ اس طرح سکون قلب محسوس کرتا ہے جیسے زخم پر مرہم رکھنے سے مریض کو آرام آجاتا ہے۔

جون ۱۹۷۴ء میں حضرت قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد دونوں حضرات لالہ جی صاحبان نے درگاہ عالیہ کا انتظام و انصرام سنبھالا اور دونوں بھائی یک جان دو قالب ہو کر بطریق احسن لنگر کے جملہ امور سرانجام دیتے رہے۔ مارچ ۱۹۹۷ء میں حضرت پیر سید غلام معین الدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد درگاہِ غوثیہ مہریہ سے متعلق تمام امور اور مصروفیات کا بارگراں حضرت پیر سید شاہ عبدالحق گیلانی مدظلہ العالی کے کاندھوں پر آپڑا، جسے بفضلِ حق تعالیٰ وہ نہایت حُسن و خوبی سے نبھا رہے ہیں۔ آپ صبح آٹھ بجے سے لے کر رات نو بجے تک نیاز مندوں اور مخلصوں کے ہجوم میں گھرے رہتے ہیں' ان کی دُکھ بھری داستانیں سُن کر بڑے مؤثر شیریں انداز میں آپ ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور قضائے حاجات اور ردِ غم والم کے لیے دُعا کرتے ہیں۔ دُعا کرتے وقت تمام حاضرین سے کہتے ہیں "سب مل کر دُعا کریں" روزانہ کی مصروفیات کی بنا پر وہ اندرونِ مُلک کہیں بھی نہیں جاتے البتہ خاندانی روایات کے مطابق ہر سال حرمین شریفین کی حاضری کے لیے جاتے ہیں۔ ضعف و علالت کی بنا پر چند سالوں سے ظاہری حاضری نہیں ہو رہی۔ آپ کے صاحبزادگان اور لالہ جیؒ کے صاحبزادگان حرمین شریفین حاضری دیتے ہیں۔ حسبِ معمول سال کے دوران تمام تقریبات کا انعقاد بھی انتہائی خلوص اور محبت کے ساتھ اپنی ذاتی نگرانی میں کراتے ہیں اور تمام مہمانوں کے آرام و آسائش کا پورا پورا خیال رکھتے ہیں۔ درگاہِ عالیہ پر دینی تعلیم کی اشاعت کا جو سلسلہ حضرتِ اعلیٰؒ کے زمانہ سے شروع ہوا تھا' وہ آج بھی بدستور جاری ہے اور حضرت سیّد شاہ عبدالحق مدظلہ العالی اسکے تمام اُمور کی بطورِ خاص نگرانی کرتے ہیں تاکہ بزرگوں کے قائم کردہ صدقۂ جاریہ سے زیادہ سے زیادہ افراد

Marfat.com

فیضیاب ہو سکیں۔ آپ عارفانہ کلام سننے کے بے حد دلدادہ ہیں اور مجلس میں قوالی کے دوران اکثر اوقات آپ پر رِقت کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے لیکن کمالِ ضبط سے حاضرین پر دلی کیفیت کو ظاہر ہونے نہیں دیتے اور آپ بفضلہٖ تعالیٰ خاندانی وجاہت و کمال کے آئینہ دار ہیں، ان تمام اوصاف و فضائل کے مظہر ہیں، جو خاندانِ مہریہؒ کے طرّہ امتیاز ہیں۔ جس طرح آپ کے الفاظ میں سکوں بخش اثر ہے اسی طرح آپ کے حرفِ دُعا میں بھی بے حد تاثیر ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے صدقے تمام نیاز مندوں کے سروں پر آپ کا سایہ مبارک برقرار رکھے۔ { آمین ثم آمین بجاہ سیّد المرسلین ﷺ و الحمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العالمین }۔

راقم الحروف نیاز مندِ درگاہِ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف
مشتاق احمد چشتی
(مفتی و خطیب درگاہِ عالیہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف)
(سابق شیخ الحدیث مدرسہ انوار العلوم نیو ملتان)

Marfat.com

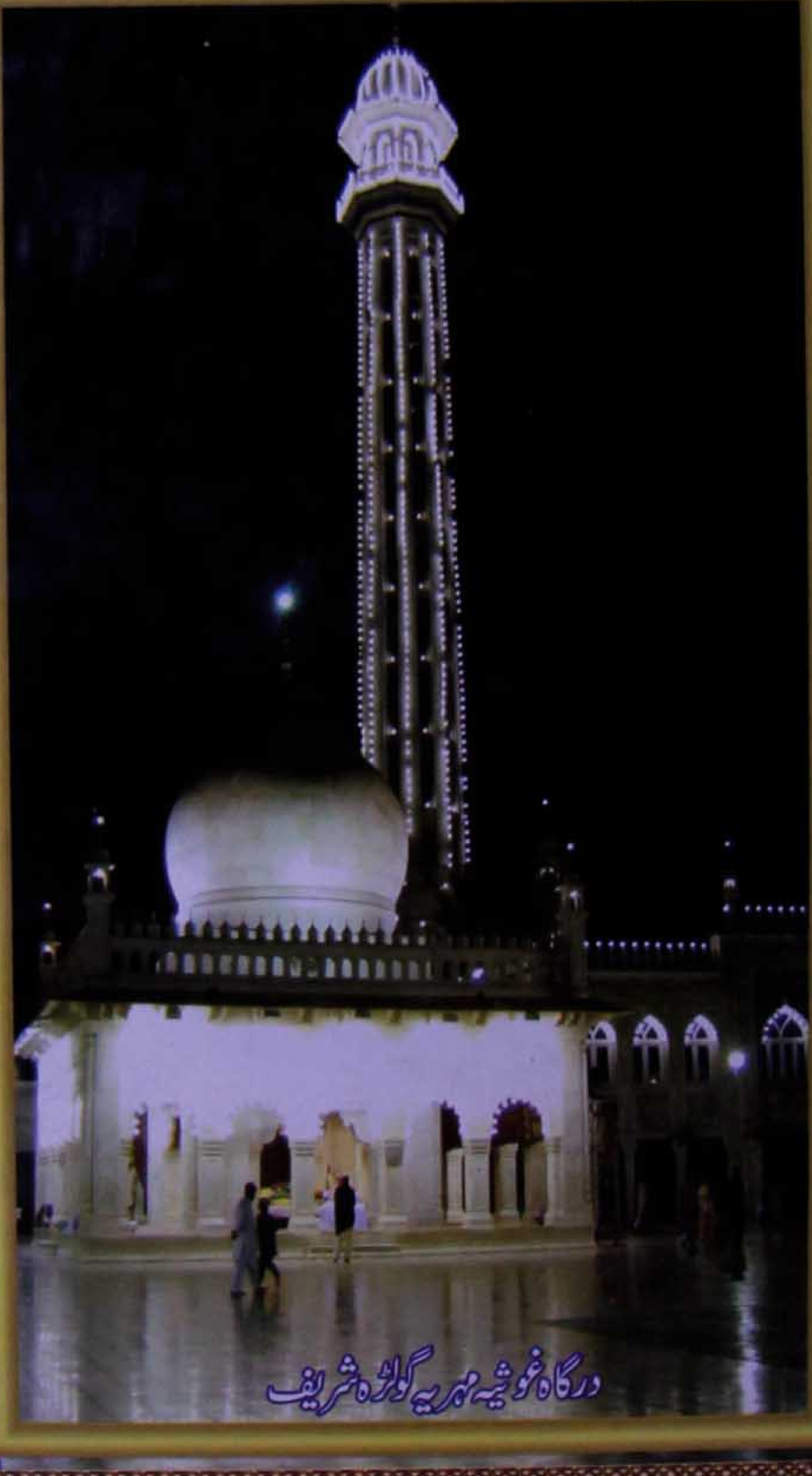
درگاہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف